

مَا شَاءَ إِلَّا يَكُونُ بِاللَّهِ

أَنْزِلَ عَلَيْهِ مِنْ رُوحِ الْقُدُسِ مِائَةً وَخَمْسِينَ أَلْفَ مِائَةً وَتُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَسْمَحُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ مُحَمَّدٍ قَالَهُ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ عَلَى يَوْمِ الدِّينِ

ابا بعد جانا چاہیے کہ علم دین افضل جمیع امور دینی ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذکر کیے گئے آپ کے سامنے دو شخص ایک عالم تھا اور ایک عابد تھا کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی بزرگی میری تم میں سے ادنیٰ شخص اور حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جتنی مخلوقات زمین آسمان میں ہیں یہاں تک کہ چوٹی پہلے سوراخ میں اور پھلی دریا میں نہ عالم لگتے ہیں بہتری کی واسطے اس شخص کے جو علم دین سکھاتا ہو روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو ترمذی اور دارمی نے اور فرمایا جناب باری تعالیٰ نے اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی اللہ کے بندہ نہیں اللہ دوتے ہیں ہی لوگ جو عالم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ أُولُو الْأَلْبَابِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ یعنی گواہی دی اللہ کے نہیں ہو کوئی معبود سوا اس کے اور فرشتوں اور علم والوں نے کہ وہ قائم ہیں ستم و اواضا کے تو اس مقام پر پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے شروع کیا اور دوسری بار ملائکہ کا ذکر کیا اور تیسرے مرتبہ میں علم لکھا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وَكَهَيْكَ بِهَذَا أَشْرَقًا وَفَضْلًا وَجَلَالًا وَتَبْلَاً یعنی کفایت ہے آیت واسطے شرف علم اور جلال اور بزرگی اس کی کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ یعنی بلند کرے گا اللہ تعالیٰ درجے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے اور ان لوگوں کے جو دینے گئے علم منقول ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ علم کے واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہیں درمیان دو درجوں کے پانچ سو برس کی راہ ہے اور سطح بہت آیات افضل اور بزرگی علم میں وارد ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء و اشراف ہیں انبیاء کے اور یہ بات معلوم ہے کہ کوئی ترتیب نہ ہو بلکہ رتبہ نبوت و رسالت سے نہیں ہے تو کوئی شرف بھی شرف و رتبت سے پہلے نہ ہو گا اور فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام سے کہ کوئی علم بہتر ہے مال سے علم تیری نگہبانی کرنا ہے اور مال کی محافظت کرنا ہے اور علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے

اور مال میں گھر خرچ کرے تو کم ہو جاوے گا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جاوے گا اور گھر کا حضرت علیؑ کے عالم بہتر صائم قائم تھا یہ توفیقیت ہی مطلق علم دینی کی اور علم دینی میں کوئی علم فقہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ پہچانا جاتا ہے اسے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا اور علم حدیث اگرچہ اس کی اصل ہی لیکن یہ اس سے ماخوذ ہے اور اس کا اور نتیجہ ہی اور علم فقه کی فضیلت میں فرمایا حضرت سہیلؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے بہتری کا تو اوند کو فقیہ کہہ دیتا ہوں میں روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور جامع ترمذی میں ردی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ واحد است علی الشیطان من الکفر عاید یعنی ایک فقیہ اشد شیطان پر ہزار عابد سے اور نہ مایا کہ دو خصلتیں ہیں کہ نہیں سمجھ ہوتی ہیں منافق میں ایک اچھی سیرت یعنی نیک خلق اور دوسری فقیہ ہونا دین میں روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر دین کا ایک ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے

بیان تصنیف اس کتاب اور درج احادیث اور اہم مسئلے کا

وجہ تصنیف اس کتاب کی یہ ہے کہ جب جلسے ملتے ہیں بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائیں پسے موافق جو نہ نہیں شکوہ شریف وغیرہ سے دیکھ لیں اور پھر عمل کرنے لگے اور عوام الناس کو جو مقلد مذہب عین کے تھے اپنی خواہش کی طرف ہٹانے لگے تو رفتہ رفتہ ایسا حال ہوا کہ ایک فرقہ اوشکا علیحدہ ہو گیا یہاں تک کہ خفیوں کی جماعت سے دور رہنے لگے اور جن جن سجد و نمین کے خفیوں کی بڑی بڑی جماعتیں ہوتی ہیں حاضر نہیں ہوتے بلکہ اپنی ایک الگ مسجد خاص بنانے کے جمعا و عجت کرنے لگے اور جو لوگ مقلد تھے اور ان کو ہر مسئلے میں آگاہی اون احادیث سے جو اس سے متعلق ہیں نہیں تھی ان کو سمجھنے لگے کہ اس مسئلے میں کوئی تصدیق نہیں اور جس پھر عمل کرتے ہیں اس باب میں صحیح حدیث و کچھ شکوہ یا ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور اسی طرح اپنے زعم ناقص کے موافق اعتراضات بجا کرنے لگے اور حال اہل عصر کا یہ تھا کہ ان کے اکثر علماء کو کچھ بھی اون احادیث سے جو مذہب خفیہ میں لالہ ہیں آگاہی تھی اس وجہ سے نہایت شور و زنا عسما نوں میں واقع ہوا تب اس عاجز و پھان نے یہ یاد دہان کیا کہ کوئی کتاب اس قسم کی تالیف نہ لازماً ہے جس میں ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور حدیث سے مذکور ہو اور جو حدیث لکھی جاتا ہے کچھ بھی اوکی تحریر ہو تاکہ ان حدیثوں کو مقلدین مذہب خفیہ یاد کر کے اون لوگوں کو الزام معقول دے سکیں تو اس باب میں نہایت معلوم ہوا کہ کتاب شرح وقایہ جو اس نے مقبول اور دوس میں داخل ہے ترجمہ کرنے اور ہر مسئلے میں احادیث متعلق اوس کے ذکر کر کے جرح ملو قذیل اور ضعف و روایت بھی اوس کے ساتھ شامل کیجیے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے قلمبند ہو سکے

بیان شرف اس کتاب کا اور فوائد اوس کے

پہلا فائدہ اس کتاب میں یہ ہے کہ ہر مسئلے میں احادیث جو متعلق اوس مسئلے کی ہیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ حجت ہو کہ اوس کے منکرین پر دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس میں لکھی ہیں اکثر ان کے ضعف و جرح سے بحث کی ہے اور صحت کو اکثر نقلات پر اثبات کو پونہ چاہی تاکہ منکرین کو جائے کلام باقی نہ رہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اکثر نقلات میں احادیث ہایہ کی بھی تخریج کردی ہے تاکہ ہر پڑھنے والے کو بھی فائدہ حاصل ہو چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسائل مختلف فہم میں جو قول محتار ہو اوسکو بھی ذکر کر دیا ہے تاکہ عمل کرنے والے کو المیان ہو پانچواں فائدہ یہ ہے کہ جو اس کتاب کو اول سے

آخر تک دیکھے اور سکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب خفیہ سے مطلع ہو جاوے گا چھٹا
فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب محبت ہر اون لوگوں کے لیے جو مقلد ہیں مذہب خفیہ کے بسا تو ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب
محبت ہر اون لوگوں پر جو معین کرتے ہیں مذہب خفیہ پر آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہر اوس شخص کو
جو عالم ہو کہ کیونکہ فی الغرور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہو اور جو شخص اردو عبارت
پڑھ سکتا ہو اسکو بھی نفع ہوگا تو ان فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلے مشکل ہیں اونکی تفصیل کر دی ہے
تاکہ نملر کو ملال نہ ہو کہ وسواں فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت شان سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہے
تاکہ کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور آنا اختصار بھی نہیں کیا کہ سمجھ میں نہ آئے گے کیا رہو ان فائدہ یہ ہے کہ
جو مسئلے مشہور ہیں اور انہیں غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہے اور تفصیل کی ہے تاکہ
بخوبی محبت ہو سکے اور پیر بارہواں فائدہ یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سبکی نحو پر کر دی ہے اور بے نشان
حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کر سکے تیسرا ہواں فائدہ یہ ہے کہ جو حدیث موضوع ہر اوسکو نہیں ذکر کیا اور اگر کہیں ذکر کیا
تو لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اتفاق ہے محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا بظاہر نہیں کر چکے کہ لکھ دیا ہے
کہ یہ حدیث موضوع ہے ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب
علی متعطل اقلینبوا مقعدا من النار اخرجه الستہ یعنی جو شخص جو متعطل ہے میرے اور قصد تو چاہیے کہ
بینا لیسے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحیح مسلم میں اور حدیث نہایت صحیح ہے اور متواتر کہہ رہی ہے اور
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھ سے اور وہ جانتا ہے کہ یہ حدیث کذب ہے تو چاہیے کہ مقرر کرے
مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض احاطہ جو حدیثیں بے نشان بیان کرتے ہیں اور قصے
طرح طرح کے بھڑکھڑاتے ہیں جو روایہ شدید ہیں ہوا سب کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں
اپنی عقل سے کھانا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا ہے چاہے جو جہنم
کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی معنی قرآن کہتے ہیں
اور وہ معقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نمونہ تو بیان کرنا اور نکالنا بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جس
شخص نے قرآن میں عقل سے کہا اور اوسنے ٹھیک کہا تو بھی اوسنے خطا کی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سننے ہوا
اور آئے اوس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جب آپ کے سامنے ہوا
اسکو حدیث تقریری کہتے ہیں اور حدیث منقولہ ہوتی ہے تو تواتر اور احوال تواتر اسکو کہتے ہیں جسکو ہر زمانے میں استلو کوئی نے روایت کیا ہو
کہ احتمال کذب کا اوکی طرف عقل کے نزدیک محال ہے اور آحاد اسکو کہتے ہیں جسکی روایت میں ہند کثرت معمول آجاتی
تین قسم پر مشہور اور عزیز اور غریب مشہور یہ ہے کہ جسکو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو چمے اور

عزیزہ ہی جسکو ہر زمانہ میں دورادو چون کر وایت کی ہو اور غریب وہ ہی جسکی روایت کسی زمانہ میں ایک ہی کو
 سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یعنی حاصل ہوتا ہی اور احتمال شک کا بالکل اہل ہوتا ہی
 اور آحاد روایت کے علم فنی حاصل ہوتا ہی اور معنی صورت میں جبکہ معرفت حدیث حاصل ہی علم یعنی بھی اوس حاصل ہوتا ہی
 اور آحاد میں بعضی روایت مقبول ہی اور بعضی ہر دو اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول ورنہ مردود
 فائدہ متواتر حدیث بضمون لکھا ہی کہ کوئی موجود نہیں اور بضمون لکھا کہ ہر صحیح قول اول ہی کہ ان فی بعض الکتاب
 فائدہ جو آحاد مقبول ہی اوسکی ہر دو میں ہر ایک صحیح اور ایک صحیح کو کہتے ہیں جبکہ دیندار ہر ہر کا غلط کہنے
 والے کو گونہ ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہوا اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو صحیح
 حدیث کے لکھی جیسے ہر پہلا درجہ یہ ہو کہ اتفاق کیا ہوا اور ہر بخاری و مسلم نے فی دینوں کی کتابوں میں وہ حدیث موجود
 ہو کہ دوسرا درجہ یہ ہو کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہو کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے
 وہ جو بخاری سلم کی نظر اور کچھ طریقے پر ہو کہ پانچویں وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو چھٹے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہو کہ
 ساتویں وہ جو سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے اماموں نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بضمون نزدیک شرط بخاری اور مسلم
 کی یہ کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور ہر ہر گارہن غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں
 اور بضمون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح
 اور دو تابعی سے دو تابعی نے روایت کیا ہو یا ہر سب طبعوں میں ہر شخص ثقہ روایت کرتے چلائے ہوں اور بضمون
 حدیث کی کتابوں میں مذکور ہی اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح ہو لیکن اوسکے راویوں کا درجہ حفظ و
 وغیرہ میں صحیح کے راویوں سے کم ہو اور عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں تحت ہیں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ ہو
 حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مشابہت
 خط یا فتن یا بحالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان ساقط ہو یا اوسکے راوی پر لوگ لعن کرے
 ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام متعلق ہو اور اگر انتہا سے ساقط ہو تو مثلاً نام صحابی کا نہ ہو کہ اور
 تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مرسئل کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو معضل ہی اور نہیں تو منقطع
 اور کسی منقطع کو مرسل کہتے ہیں اور مرسل کو منقطع ہونے میں او طرح کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہو تو اور حدیث
 کو موضوع کہتے ہیں یا اوسپر تمت جو ٹھہ کی لگی ہو تو اوسکو مترول کہتے ہیں یا غلطی بہت کرنا ہو یا غافل ہو یا اوسکو
 وہم بہت ہو کہ سچے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو یا فاسق یا بدعتی ہو تو اوسکو منکر کہتے ہیں
 فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جسے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہو اور یہ ایمان ہونے
 احتمال کیا ہو تو تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جسے تابعی کو دیکھا ہو
 فائدہ یضعف اور توہین سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور
 کس طرح کا علم ہی فائدہ ایک قسم حدیث کی حدیث یعنی وہ حدیث جس میں اسی اپنے شیخ کو چھپایا ہو وے اور

نام نہ لیا ہو کسی صحت سے اور ایک قسم مضطرب جو حسین اوچھلنے اختلاف کیا ہو سند یا متن میں اور ایک قسم مُدْرَج
جو حسین اوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث میں شامل کر دیا ہو تو ایک قسم مُتَعَنِّف یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا
فائدہ اور شاذ ادا ہو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت محمد کو گونج ہو اور معلول اور حدیث کو کہتے ہیں
جس میں کسی طرح کی علت پوشیدہ جو حدیث میں قدح کرتی ہو پائی جاوے اور متابع ہو کہتے ہیں کہ ایک اوی نے
ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور سیکو شاہ بھی کہتے ہیں اور مرفوع حدیث جو کلام رسول اللہ صلی
علیہ وسلم یا فعل آپ کا ہو اور موقوف وہ حدیث ہو جو صحابی کا فعل یا قول ہو اور وقف کہتے ہیں صحابی کا قول یا فعل
ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو فائدہ اور ان قسموں کے سوا اور بھی قسمیں حدیث کی
ہیں لیکن اس جا پر جو مختصر کے ترک کیا فائدہ حدیث کی مشہور کتابیں ہیں اور انکو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری
اصح صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضوں کے نزدیک ابن ماجہ صحاح میں داخل نہیں اور
موطامام مالک حمزہ علیہ السلام کی صحاح میں داخل ہیں اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جتنی حدیثیں ہیں صحیح ہیں جہاں ہیں ضعیف
حدیث اور نہیں نہیں پائی جاتی اور باقی چاروں میں سب قسم کی حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف ہیں اور صحاح آٹکا
نام ہوا سلسلے پر اکثر حدیثیں ان کتابوں کی صحیح ہیں اور ان کتابوں کے سوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں اور
ان میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں مثلاً مساجم ثلثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ
عبدالرزاق کا اور سند دارمی کی اور حال ان سب کا تفصیل استاذ المحدثین میں مذکور ہے اور ہم ہیں چار صحاح ستہ والو کا حال مختصر کر لکھ دیتے

احوال بخاری کا

نام و نسب ابوعبید محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہوتے وقامت اسکا میا نہ تھا ضعیف
یعنی دُبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت میں وفات آگئیں جاتی رہیں تھیں اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت
طال تھا خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی
اور یہ تیری گریہ و زاری کا بدلہ ہے صحیح کو جب آنکھیں کھلا کہ آنکھیں اڑنے کی خوشی میں جڑیں برس گئے تھے مکتب میں جہاں پڑھ
کوستے یا دکر لیتے اور اوی سن میں شغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخاری میں سنا کہ وہ حدیث
تھے اور داخل اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخل اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ
یکایک اونکی زبان سے نکلا سُفْیَانُ عَنْ ابی الزُّبَیْر عَنْ اَبِی اَرْوَاهِیْمُو کو سیقت بخاری نے کہا کہ ابراہیم نے ابراہیم سے
نہیں سنا داخل حمزہ علیہ السلام نے اونکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے میں دیکھنا چاہیے سو داخل گھر میں گئے
اور اصل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا سینے تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہے کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْیَانُ عَنْ ابی الزُّبَیْر
بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اَبِی اَرْوَاهِیْمُو داخل حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو حسین پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس ہوئے
تو تمام کتابیں حدیث کی آپکو یاد تھیں تا مدین اسماعیل ایک بزرگ بخاری کے نہانے میں تھے کہتے ہیں کہ بخاری حدیث علم
اوستادوں کے پاس بلا دوات و قلم کے جلتے آتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ انکو کیا فائدہ ہو اس سبب تو ہم سنتے ہو معمول تھا

اسی طرح سب لوگوں نے اونکو نما شروع کیا سولہویں دن بخاری نے کہا کہ تم نے مجھے تنگ کیا اب جو تم نے لکھا ہوا کوئی نسخہ
لاؤ اور میری یاد کو اس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھیں تھیں بخاری نے سب یاد پر مٹا
شروع کیں اور ایسا خوب یاد تھا کہ سینے اپنی حدیثوں کو اونٹ سے صحیح کہلیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے فائدہ
محنت کرنا ہوں تو ہم لوگوں نے اس روز جانکہ شیخ شافعی ہر اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب
کہ ایک روز ابن ابیہ کی مجلس میں بیٹھ کر ہوا کہ اگر کوئی حدیث صحیح حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا حدیث لوگوں کو اس پر
عمل کرنے لگیں بخاری کے دل میں بات اثر کر گئی چنانکہ لاکھ حدیثیں اونکے پاس تھیں اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت
صحیح بائی و سکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور مولیٰ یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے
کہ یا اے اللہ مجھے خطا سے محفوظ رکھ اور میری حدیثیں صحیح ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کے چھ مہینے صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے قرنگ میں کہ ایک گائون ہر دو فرسخ سفر قند سے قوت
نماز عشا کے اور دن میں پندرہ نمازوں کے سال دو سو چھ مہینے ہجری میں اونکو دفن کیا اور بائیسٹھ برس کی عمر آگئی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہر اور کنیت اونکی ابو اکسین اور لقب انکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہی خراسان میں تھا
کے رہنے والے ہیں ابو زہرہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین ہیں سب میں اونکی جلالیت و امانت پر گواہی ملتی
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہیں لکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہی اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر
مقدم رکھا ہی کہ حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو حاتم رازی نے
کہ اجلہ محدثین میں ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو میرے اوپر سجا دیا ہے جہاں
چاہتا ہوں بہت ہوں اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کسی غیبت نہیں کی اور نہ سیکو مارا اور نہ سیکو رکھا اور یہ سب اچھے تھے
سال دو سو اور دو میں انھوں نے کہا ہی کہ دو سو چار مہینے ابو بصیر نے کہا کہ دو سو چھ مہینے اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار
کیا ہی اور وفات اونکی کشنبہ کو شام کے وقت اور دشنہ کے دن پچیسویں تاریخ کو جب میں سال دو سو اسیٹھ میں فوت ہوئے
اور وفات اونکی اسی طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اسکو نہ پہچانا اور اپنے
گھر آگے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے نہ ملنے اونکے ایک نوکر اکھجور کا رکھ دیا تھا ایک ایک
خرابکھانے جاتے تھے یہاں تک کہ حدیث نہ ملی اور خرے تمام ہو گئے اونکے انتقال کا باب ہو اللہ تعالیٰ غفرلہ و اجمعین

احوال ابو داؤد کا

نام انکا سلیمان بن شعث بن اسحاق بن بشر بن شاد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان عرب ہی سیستان کا او
سیستان ایک ملک ہے سند اور ہرات کے چھ مہینے قندھار کے اور وہ جابن خلکان ہے لکھا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہے قریب
بصرے کے خطایہ قولہ اونکا سند دو سو اور دو ہجری میں ہوا اور اکثر بلاد اسلام میں مانند مصر و شام اور حجاز و عراق
اور خراسان وغیرہ میں سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی سمجھ کیا حفظ حدیث و عبادت اور تقویٰ اور اصلاح میں ایک فرد کامل تھے

اور آپ ایک ہن کشادہ کہتے تھے اور ایک تنگ گوشتی اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ داسر کشادہ واسطے کتابوں
 جوت کے ہور دوسرے ہن کشادہ کہنے کی کچھ طبع نہیں ہوں ہور ہوسے ہن مارون کہ ایک بزرگانِ حق میں تھے فرمایا کہ ابو داؤد دینا
 واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت میں اس واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے
 انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابو داؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ صدیوں سے انتخاب کیا ہوا ہر ایک حدیث میں ہر ایک بیان جواز
 آٹھ سو حدیث میں ہر ایک راہ السلام کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اس واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ
 اور وفات ابو داؤد کی سو صدیوں تک یہ نسخہ چل رہا تھا دو سو اور پچھتر ہجری میں مولیٰ اور بعد میں مولیٰ اور آخر آپ کی تشریف آوری

احوال ترمذی کا

کنیت اُمّی ابو عیسیٰ ہوا نام منصب محمد بن عیسیٰ بن یورہ بن موسیٰ بن یسحاق سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے اور ترمذی
 شاگرد ہن بخاری کے اور سلم اور ابو داؤد سے بھی روایت کرتے ہیں ہر سون طلب علم حدیث میں مہر تھے اور یکتا ابونکی
 عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدہ من پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ مشتمل ہر اول ترتیب اس کی خوب ہے دوسرے کے اور کم ہر تیسرے ہر مقام
 مذاہب ائمہ اور وجہ استدلال ہر ایک کی ذکر کریں میں جو تھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہے باخبر ضعف اور ثوثین
 راویوں سے بھی غرض ہے اور انکو طیف بخاری کا کہتے ہیں اور توں معلوم ہوا اور خوف ان کا یہ تھا خوف انکی سے ہر سون دوا پانچ
 آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب انکی یہ ہے کہ سڑکی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے دو جز حدیث کے
 لکھے تھے اور فرصت قرارت کی نہیں پائی تھی ترمذی نے اس وقت اونسے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہہ دیا وہ جز کا
 یکا یک ترمذی نے جو انکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جز و سفید کاغذ سادہ کے کمال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ
 جواو کھنڈ جا پڑی غصے ہو گئے کہ کیا تم مجھے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ انھیں مینے اون جز و کو گم کیا لیکن احادیث سب
 مجھے اون جز و کی یاد ہیں شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور کہیں مجھ سے اور بعد حدیثیں سنائیں
 شیخ نے انکا سا کمال عجیب نہیں آنا سنا ہے تنہا یاد کر لی ہوگی ترمذی نے کہا اتنا حق طریقے شیخ نے چالیس حدیثیں غریب کہا
 انکو کیا سنا دین ترمذی نے ان حدیثوں کو پھر جینے لیا بھی نہ جھوٹا سنا دیا اور ایسے ایسے تھا ان کے حافظے کے اکثر ہو گئے اور کہتے ہیں کہ
 اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا اس کتاب کو طحا کھار کے سامنے پیش کیا بیٹہ پسند کیا بعد اس کے علما ہی حقائق کے سامنے ذہنی
 خوش ہوئے بعد اس کے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات انکی ترمذ میں دس شنبہ کی رات کو تالیسویں ہجری میں تالیس سو سترواڑھ ہجری میں

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن یحییٰ بن سنان بن یحییٰ نسائی ہے اور یہ نسبت ہر طرف منسلک ہے کہ نام ایک شہر کا ہے
 خراسان میں پیدا ہوئے سال دوسوا و چودہ ہجری میں اور جیسے بڑے شیخوں کو اور عالموں کو حدیث کے بابا شافعی مذہب تھے اور
 ہمیشہ ایک وزر روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیویاں تھیں ہر رات کو ایک کے پاس سنا
 تھے اور لوٹ دیاں بھی بہت تھیں اور پہلا ایک کتاب حدیث کی تھی اور نام اس کا سنن کہی رکھا جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے
 ایک کیر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں سب صحیح ہیں انھوں نے کہا کہ صحیح ہیں جن میں بھی ہیں جب قسم کی

حدیث میں ہر اس میرے عرفیوں کا ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جس میں سب حدیثیں صحیح ہو ورنہ تب انھوں نے اس کو خلاصہ کر کے صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اس کا جتنی رکھا اور اس کو سنہ ہجری بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنہ ہجری میں نہ تھے ان کو سنہ ہجری میں مشہور ہوئی ہیں ہجری اور سبب ان کی وفات کا یہ ہو گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق میں بیان کریں کہ وہاں کے لوگ بسبب سلطنت نبی ایکے خواجہ کی طرف میل رکھتے ہیں کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ امیر المؤمنین معاویہ کے ساقب میں بھی کچھ لکھا ہے فرمایا کہ سوادہ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاوے اور ان کے ساقب کماں میں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اس کے ساقب میں کچھ صحیح نہیں ہے اس طرح کچھ کہا کہ عام لوگوں نے اس کو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارا شروع کیں کچھ چوٹ اس کے فوطوں میں ہو چکی کہ اس کے سبب آپ نیم جان ہو گئے خداوند نے اس کو اٹھانے کے لئے اس کو انھوں نے کہا کہ مجھ کو ہوتے ہوئے مٹا دینا چاہیے کہ یاد مان ملے کہ مردن بیکار میں حلقہ غرض کے میں چوچے اور صفا اور مروہ کچھ میں فون ہوئے وفات دہلی و شنبہ تاریخ ہجری سال تیرہ تین میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ راہ میں اس کا انتقال ہوا اور وہاں سے لاش اس کے من لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام اس کا ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ اور ربی نسبت ہر طرف ربح کے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور قزوین نام ایک شہر کا ہے عراق عمر میں اور سیکتاب اس کی عمدہ تصانیف میں ہے اور صحاح ستہ میں قبول راجح داخل ہے اور جب اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہ رازی کے پاس گئے اور انھوں نے اس سن کو دیکھا کہ اس کا اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ میں آئے کہ کثرت میں فن حدیث کی بیکار ہو جائیگی اور واقعی یہ کتاب مختار اور عدم تکرار میں ہے نظیر یہ اور ابو زرعہ اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہر کس میں کچھ فی حدیث نہایت ضعیف موضوع نہ ہوگی اور اس سن میں جس کتاب میں ہیں ان میں ایک ہزار پانسو باب ہیں اور سب حدیثیں اس کی جاوہر میں صحیح ہے کہ ماجہ انکی کا نام تھا ابو عبد اللہ اس کے سماں تھے سند و سواد و نوہجری میں پیدا ہوئے اور بہت شاخ حدیث سے استفادہ کیا اور جو بھی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی شنبہ کے روز سنہ ہجری ۲۵۱ میں تاریخ ضابطہ میں

بیان تقلید کا

جانا چاہیے کہ بعض محدثین نے تقلید مذہب میں کوئی تہا سیرا جو میں ہے واجب کیا ہے اور بعض نے مستحسن توہم اقتضا علی قول کو کہا اسی طور پر کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہو وہ چاروں مذہب کے ماتخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ وغیرہ منسوخہ اور سنی و اہل میں جو بھی مطلع ہو کہ اوپر صرف ضعف حدیث اور صحیح میں ہر وہ نام ہو کیفیت رواۃ سے گام بہ بہت احادیث اس کو مستحسنوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہو کہ اس کو تقلید مذہب میں کیا مستحسن ہے اور جو شخص میں بغیر اہل تحقیق نہیں تقلید کا وجہ و وسیع حق میں ہے اور اس نے میں ایسا شخص لوگوں کے منکر وہ کا جامع ہو کہ اکثر مفسرین میں متفق نہیں اگرچہ ممکن الوجود ہا مکان عقلی ہے اور تقلید انہ مجتہدین اہل شرعہ میں حقیقت اطاعت خدا اور رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اسیدو اسے مفسرین نے اولیٰ ان کے منکر وہ سے امر اور سلاطین سلبین مراد لیے ہیں مجتہدین شرعہ چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اسکی تائید کہ بقول اللہ تعالیٰ

اور بعض نے کہا کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہو وہ چاروں مذہب کے ماتخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ وغیرہ منسوخہ اور سنی و اہل میں جو بھی مطلع ہو کہ اوپر صرف ضعف حدیث اور صحیح میں ہر وہ نام ہو کیفیت رواۃ سے گام بہ بہت احادیث اس کو مستحسنوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہو کہ اس کو تقلید مذہب میں کیا مستحسن ہے اور جو شخص میں بغیر اہل تحقیق نہیں تقلید کا وجہ و وسیع حق میں ہے اور اس نے میں ایسا شخص لوگوں کے منکر وہ کا جامع ہو کہ اکثر مفسرین میں متفق نہیں اگرچہ ممکن الوجود ہا مکان عقلی ہے اور تقلید انہ مجتہدین اہل شرعہ میں حقیقت اطاعت خدا اور رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اسیدو اسے مفسرین نے اولیٰ ان کے منکر وہ سے امر اور سلاطین سلبین مراد لیے ہیں مجتہدین شرعہ چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اسکی تائید کہ بقول اللہ تعالیٰ

فَكَانَ تَنَازُعًا فِي شَيْءٍ قَدِ وَفَّيَ اللَّهُ وَالرَّسُولُ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ نَزَلَ فِيهِ نَزْلًا مَعَهُ مِنْهُ
 بَعْلَانِ لَمْ يَكُنْ أَوْسَى بِهِ وَهُوَ يُؤَيِّدُ الْوَجْهَ الْكَافِرَ لَأَذْلِكَ لَيْسَ لِلْعَقْلِ فِي تَنَازُعِ الْجَمْعِ
 فِي حُكْمِهِ بَخْلَافُ الْمَرْئِيْنَ نَهَتْ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ مَلِكٍ أَوْ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 حَالَانِ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 عَمَلَاءُ أَمِيْنِي كَلْبِيَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَسِيْضُونَ بِرَدَالَتِ كَرَامِيْ أَوْ رَدِ جَوْبِضِ جَلَاةٍ مَضْرُوتِ بَيْنِ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 أَوْ شَاخِصٍ وَغَيْرِهَا كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 تَقْلِيدُ بِرَقِيَّاسٍ مَعَ الْغَارِقِ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 بِالْإِسْتِقْلَالِ أَوْ كَوَصْرِ الْحُكْمِ نَهَيْتِ بَيْنِ مَامٍ أَوْ جَوْبِضِ بَيْنِ مَامٍ أَوْ جَوْبِضِ بَيْنِ مَامٍ أَوْ جَوْبِضِ بَيْنِ مَامٍ
 اخْتَارَ بَيْنِ أَوَّلِ سَائِدَاتِ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 جَسِيْمٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ إِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتُ الرَّاسِ وَالْعَيْنِ وَإِذَا جَاءَ عَنِ أَحَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْتَارَ مِنْ قَوْلِهِ
 كَذَا إِذَا جَاءَ مِنَ التَّلَاوِينِ زَاكِنًا مَعَهُ نَبِيٌّ يَوْفُوهُ غَيْرُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 أَوْ مِنْ اخْتَارَ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 دِيْنَتِهِ بَيْنَ دَوْرٍ مَعَ حَضْرَتِ مَامٍ صَاحِبِ الْعَيْنِ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 مَكْرُورٍ أَوْ كَوْنِي خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبَغِي فَرَايَا مَامٍ صَاحِبِ تَرْكُ وَتَقُولُ مِيرَاةً مَعَهُ
 بِحَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 أَوْ حَضْرَتِ سَتِيْمٍ مِينَ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 أَوْ إِجْتِهَادُ سَاوَا مَامٍ أَوْ حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ بَدْوِيْ حُزْرٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 أَحَدِيْ قَوْلِيْ مَنِ أَوَّلَهُمْ أَلَا كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 لَا سِيْمَا أَلَا مَامٍ أَلَا عَطْفُ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 مَدَارِكُهُ وَاسْتِشْطَاتُهُمْ وَحَاشَاةً مَنِ الْقَوْلُ فِي دِيْنِ اللَّهِ بِالْقَابِ الَّذِي لَا شَهَادَةَ لَهُ ظَاهِرًا وَكَتَابًا
 وَلَا سَلَامَةً لَيْسَ بَيْنَ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 بَارِكِي أَوْ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 مَدَارِكُهُ وَاسْتِشْطَاتُهُمْ وَحَاشَاةً مَنِ الْقَوْلُ فِي دِيْنِ اللَّهِ بِالْقَابِ الَّذِي لَا شَهَادَةَ لَهُ ظَاهِرًا وَكَتَابًا
 وَلَا سَلَامَةً لَيْسَ بَيْنَ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 وَجِبَتْ تَقْلِيدُ كَلَامِ غَيْرِ مَتَدِّدٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ
 الْعَامِي وَغَيْرِهِ مَعَ مَتَدِّدٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
 فَانْزِلُوا إِلَيْنَا
 كِتَابَ الْغَيْبِ
 كَيْفَ نَزَلَ طَاعَتُ خَدَاةٍ أَوْ رَسُولٍ

واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہ چار و مرتبہ اجتہاد کو التزام ایک مذہب میں کا محمد بن علیؑ کو کما حقہ تسلیم
 نووی رحمۃ اللہ علیہ میں ائمہ الاچتہاد المطلق فقالوا الاختیار بالجماع والادب والاعتدال حتى اوجبوا التقليد
 واحد من هؤلاء على امتيه ونقل لمام الحرام من الاجتماع عليه يعني اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ
 اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے استبراد نقل کیا امام الحرمین اجماع سپر اور دھار علوم نے شرح تحریرین
 میں لکھا ہر غیر المجتہد المطلق بل منہ تقلید مجتہد ماک من المجتہدین المطلقین یعنی جو مجتہد
 مطلق نہ ہو وہ کلام پر تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی مقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوا کہ تقلید کی ائمہ اربعہ پر واجب
 اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو اہل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر وافق ابو حنیفہ کے کسی پر وافق شافعی کے یا طبعی کے
 ہر جواب و حکایہ کہے کہ باعث اسکا یا حصول ربح و تہجد کہ جس کا قول صحیح ہو وافق اصحاب کے پاتے ہیں اور ہر عمل کرتے ہیں جس صورت میں لکھا
 لیا حاجت ہو اور اگر نیز حصول اجتہاد کے یا مرقوم مخالف حق اور باطل کی توفیق کا علما اس بات پر کہ نہیں جائز ہے جو مجتہد کو اہل تقلید
 مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کہ ملاحظہ جاری رہا ہے رسالے میں لکھا ہے کہ تابع کیا ہی ہو سکتا تھا کہ روین بل واجب
 علیہ ان یحییٰ مذهبہ من لکذا اھب ائمہ مذہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع والاعمال
 ملائکہ و ائمہ مذہب ابی حنیفہ و غیرہم و لیس ان یتخیل من مذہب الشافعی ما یعقوا و من
 مذہب ابی حنیفہ ما یرضوا لانا لوجہ ناذاک لا دبی الی الخبط و التخریج عن الصبط و
 حاصلہ ینحصر الی نفی التکلیف لکن مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریر الشیخ و مذہب ابی حنیفہ
 مثلاً راحۃ ذلک الشیخ بعینہ او عکس ذلک فهو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی
 الحرام فلا یحقق الحلالۃ والحرمۃ و فی ذلک اعدائم التکلیف و ابطال فائدتہ واستیصال قاعدہ
 و ذلک باطل انتہی ماذکر ہا بلکہ واجب ہر اوپر زمین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع و وقائع میں
 یا مذہب مالکی کی یا مذہب حنفیہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ کے
 جوازیں اسکے کام مودی ہو گا لفظ طے کرنا نہ چاہئے اور محال کائنات کی تکلیف ہو کہ نہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریر ہو کہ کسی
 امر کے ہر اور مذہب ابو حنیفہ کا مسئلہ اسکی تحلیل کو واجب چاہے ہا کل موطن حرام کے اور جب چاہے ہر طرف طلال کے تو ملت
 و حرمت کا تحقق تو فرج جاتا رہا اور اس میں سرچ اعدام تکلیف ہو اور ابطال ہر اس کے فائدے کا اور اتصال ہر اسکی ناکا
 اور یہ باطل ہر اور کہ جمع میں لاخیر فی ان یتکون حقیقیات فی بعض المسائل و شافعیات فی بعض الآخر
 نہیں بہرہ کفری ہو بعض سائل میں اور شافعی بعض میں اور شرح عین العلم میں ہر قلوا الذم احد مذہب کا ابی حنیفہ
 و الشافعی فلم یم علیہ الا ستمار فلا یقلد غیرہ فی مسئلہ من المسائل یعنی جسے لازم کرے ایک مذہب شافعی
 مذہب ابو حنیفہ مذہب شافعی کا تو واجب ہو کہ ہمیشہ لای مذہب چرچا ہو سوا اسکے کسی مسئلے میں ہر کی تقلید نہ کرے اور کیا
 ابن عبد البر نے ان تتبع وخص المذاهب غیر جائز بلو اجتماع یعنی تلاش خستہن کا ہر مذہب میں ممنوع ہر الا جماع
 تفسیر میں ہر اذ الذم مذہباً یحب علیہ ان یتقدم علی مذہب التمامہ ولا یتقول عندہ ان مالک

یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو چاہیے کہ مداومت کرے اور ہر طرف سے ہر مذہب کے احکام ان آیات افعال
 بخوبی واضح ہو کر شخص یا یہ اجتہاد کا نہ رکھتا ہو خود عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب معین کی اسکو واجب ہو اور جو حدیث
 تقلید پرست ہی تعلیم میں کہ او کو اس مقام میں فکر کرنا مناسب ہو دلیل پہلی یہ ہے جو ہم نے اس مقام میں قول کا برعکس است
 اس باب میں بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہے کہ او میں خصم کو جب کلام نہیں دیتے یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جہاں
 فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہیں احادیث و روایات سے تو وہ حال سے خالی نہیں یا اس فعل کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو
 اور اسکو کذب جلتے ہو بر تقدیر اول تو ابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل میں واجب ہے کی اور تقدیر ثانی میں اگر احتمال کذب
 جیسے امام صاحب کی طرف ہر اسی طرح جائز ہے کہ احتمال کذب بخاری سلم کی طرف ہو و مثلاً جب امام صاحب کہ مصداق
 خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ الَّذِي يَكُونُ فَتَحُ ثُمَّ الَّذِي يَكُونُ عَظَمُ بَيْنَ يُونِ فَمَا وَنِ كَ مَسَائِلِ بَيَانِ كَيْسَ يَكُونُ يَكُونُ
 کتابہ سنت و تصانیل صحابہ سے تو قول و کالاتق اعتماد نہ ہو اور جب بخاری سلم وغیرہ کا کہ او سے نہایت متاخر ہیں ذکر کریں
 کہ یہ حدیث ہکو فلا نے سے پونہ ہی تو قول و کالاتق اعتماد نہ ہو و جہاں تو جیسے جائز ہے کہ امام عظمیٰ نے کذب یا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان
 کئے ہو میرے ماخوذ ہیں کتاب و سنت سے اور واقع میں وہ مسائل اختراعی اور عقلی ہوں اس طرح جائز ہے کہ بخاری سلم وغیرہ سے
 کذب یا یہ کہا ہو کہ یہ حدیث ہکو فلا نے سے پونہ ہی تو ایک کی بات کو مصداق جاننا اور دوسری بات کو باوجود بزرگی افضل کے کذب
 شمار کرنا ترجیح بلا ترجیح صحیح و دلیل دوسری یہ ہے کہ اس نے ان کے غیر مقلد جو علم سے سن لیتے ہیں یہ قول موفق
 حدیث کے ہے اور او پر عمل کرتے ہیں تو تعجب ہے کہ قول اوں علم کا جتنکا امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہیں لائق اعتبار
 ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہ ہو اور یہ نہایت درجہ کا جہل ہے و دلیل چوتھی یہ ہے کہ اکثر علماء اور
 فضلاء اور اولیاء اللہ اس امت میں اتباع مذہب غنیہ کرتے چلے آئے ہیں تو احتمال ابطال اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے
 کس طرح جائز ہوگا حدیث ہم شیران جہاں سیدین سلسلہ اندر و باریز سید چہ سان بگسلہ این سلسلہ راہ و دلیل پانچویں
 یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے اشعوا الشواذ اذ لا عظم فمن شد شد في التاثر یعنی اطاعت کرو بزرگروہ کی اور جو
 او میں سے نکلاوے نکلاوے زمین اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ فَوَلَّاهُ مَا قَوَّيْ وَتُفْلِلْ
 جَهَنَّمَ وَاَوْسَا۟تُ مَصِي۟رًا یعنی جو شخص مومنوں کی راہ کے سوا اور اطلب کرے پھر نیگے ہم اسکو جس طرف پھر اور
 داخل کرینگے اسکو جہنم میں اور بری ہے وہ جگہ پھر جانے کی اور حال انکہ اکثر لوگ است کے تقلید مذہب ابو حنیفہ پر ہیں اور
 باقی دو پر مذہب ثلثہ باقیہ کے کما ملاحظہ علی فارسی و کلماتہ آع ابی حنیفۃ قدیمًا و حدیثا فی الاذی یأذی فی
 جَمِیعِ الْبِلَادِ سِوَمَا فِي بِلَادِ الرُّومِ وَمَا وَّرَاءَ الْهَمْسِ وَلَا يَكِيَّةُ الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ وَلَا كَثَرُ اَهْلِ خُرَاسَانَ
 وَعِرَانِ مَعَ وَجْهِ كَثِيرٍ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْاِتِّفَاقِ وَاطْنَ اَنْهُمْ يَكُونُونَ ثَلَاثِي الْمُسْلِمِينَ
 بَلْ اَكْثَرُ عِنْدَ الْمُعْتَدِسِينَ بِالْاِتِّفَاقِ یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید سے
 تہا نہرو نہیں خاص کر کے روم کے ملکوں میں اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہند وستان اور سند اور اکثر اہل خراسان
 اور عراق میں باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہیں عرب میں بالاتفاق اور جانتا ہوں کہ ہونگے وہ دولت مسلمانون کے بلکہ

اکثر نزدیک مہندسین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اللہ اور کاملین اسی مذہب کے مقلد ہیں درختار میں یہ وقد اتبعہ علی مذہبہ کثیرین من اولیاء الکرام معین انصف بشکات المجاہدۃ و رکض فی میدان المشاہدۃ کاتب الہدیین اذہم و شقیق البلیغ و معریف الکونین و کونی بن بد البسطا امی و فضیل بن عیاض و داؤد الطائی و ابی حامد اللقاف و خلف بن ابی یوسف عبد اللہ بن المبارک و کعب بن الجحجیح و ابی بکر الوڈانی و غیر ہم آخر کم و ایسا ہی ذکر کیا اکثر علمائے اور کہا اہل شیعہ کہ عیسای مذہب مام ابو حنیفہ کا قدیم ہوا مسلح اثر تک پہنچا اور دیکھنے کی بات یہ کہ امام اعظم صاحب اتباع حدیث میں اور وسیع زیادہ ہیں کہ حدیث رسول کو قبول کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلے میں جائز نہیں کہتے تو انہوں نے اور ان لوگوں سے کہ باوجود مشابہت ان امور کے اور اس احتیاط و بیغ کے ان لوگوں کو صاحب اس سے شمار کرتے ہیں اور اس میں ہر کے مسائل کو اپنے زعمِ باطل کے موافق خلاف احادیث اور آیات کے سمجھتے ہیں اور ان کے تابعداروں کو کہ عواد اعظم میں داخل ہیں لہذا اور غلطی کہتے ہیں مثل مشہور یہ کہ جانہ فرخاک ڈالنے سے اپنے ہی ہونہ پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہو وہ لوگ کبھی حشر تک اتباع اس طریقہ سے باز نہ آویں گے اور بعض لوگ جو صدق یسوعون ما تشابہ ومنہ ابتغاء الفتنة من باغوی مفسدین کے شاگرد ہیں محروم ہیں بربکدن لیسطقوا لعلہ اللہ یا قواہم واللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لو کہ یہ الکفر و دل چھٹی یہ ہر کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل خفیہ میں سے اس قسم کا نکال دے کہ جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح آیت قرآن میں سے نہ ہو تو اوصورت میں اگر خاص اس مسئلہ میں کلام کرو اور اوپر عمل کرو تو قول تحارر الا فی قولہ کا اور وہ جو مسئلہ فقہ یا فرائض میں پیچھا امام کے یا قلیتین کے مسئلہ میں کلام کرتے ہیں مسائل کو جسے فضل الہی سے اس کتاب بغیر فضیل سے یا کیا ہیں اور تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حال انکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی بہت ایسے مسئلہ ہیں جن کی دلیل نہیں اور انہیں کلام غریب یا غلط یا بطلان و حدیث نہ ناخواند پر پکا اور کھانا ہوں جو کا جس پر کلام نام نہ لیا گیا ہو و تمہارا کوئی مذہب نہیں مسئلہ میں کسی اور فقہ میں نہیں تقسیم کے سال پہلے ہیں بلکہ اس قول انہو جو مخالف صحیح حدیث ہو اور کوئی دلیل سے ہو تو یہ کہ خود اللہ اعلم و اعلم

جواب لون مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہیں

طعن پہلا یہ کہ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب یہ کہ قبول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہ ہو جواب احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث اور ناسخ و منسوخ کی ہر کم اور معانی حدیث سمجھتا ہو و اور طریقہ استنباط جانتا ہو تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہو اور میں یہ شرط متفق نہیں بلکہ عمل کرنا احادیث پر دیکھ کے جائز نہیں تقریر شرح تحریر میں یہ ولیس للعاوی الا خذل بظاہر الحدیث یحاکر کوئیہ مصر و فاعن ظاہرہ او منسوق خاب علیہ و السجی علی الفقہاء بعدہم الا عندنا و فی حقہ الی معرفۃ صحیح اخبار و سفیدہا و تاسیجھا او منسوقھا فاذا اعتد لکان ناکرا لہا و احب علیہ انتہی یعنی نہیں جائز عوامی کو نہ کہ اساتذہ ظاہر حدیث کے سبب جو از مہر و ہونے او سیکے ظاہر سے یا منسوخ ہونے او سیکے بلکہ لاکرم عوامی کہ صحیح طرف فقہاء کے جہت سے ہونے عین اسکی طرف معرفت صحیح احادیث اور قیام اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر اعتقاد کر لیا

اس مسئلہ کا جواب امام شافعی کے مذہب میں ہے

جواب

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہو اور کفایہ حاشیہ ہادیہ میں مسطور ہو العارمیؒ إذا سمع حدیثاً
لکس لہ آن یاخذ بظاہرہ و یجوز ان یتکون مضر و فاعن ظاہرہ او متسوقاً بخلاف الفقوی اور معنی
اسکے وہی ہیں جو اوپر بیان کیے اور کئی کفایہ میں مرقوم ہے ان المہفتی یتبعی ان یتکون من یخخذ عنہ الفقہ
و یعتمد علیہ فی البلد فی الفقوی و اذا کان المفتی علی ہذا الصلۃ فکمل العارمیؒ تقلیداً و انکا
المفتی اخطأ فی ذلک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا ردی الحسن عن ابی حنیفہ و ابن مسعود عن محمد
و شیبہ عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اوشخصوں کے کہ باقی ہی ہو جسے فقہ اور عقائد کیاجاہے اور پھر میں
بچھٹو کے اور جبکہ مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید و سکی اگر مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے میں اور نہ اعتبار کر
ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسا ہی روایت کیا جس نے ابو حنیفہ سے اور ابن سیرم نے امام محمد سے اور شیبہ نے امام ابو یوسف سے
اور سلم الثبوت میں ہے کہ اجماع کیا ہے متفقین نے اور منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اوپر لازم ہے اتباع اود لوگوں کا کہ جلدی ہو انھوں
نے اور باب باب کیا ہے انھوں نے پس مہذب کو ترجیح کیا ہے انھوں نے اور جمع کیا ہے انھوں نے اور اسی پر بنا کیا ہے ابن الصلاح نے منع
تقلید سے سوا چارامسوں کے کیونکہ یہ بات نہیں جانی گئی ہے غیر میں ان چار کے اور اومیں کلام ہے اور وہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ
رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ان معنی کی صحیح ہے کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہیں ہیں کہ بیان کیے سے سمجھ میں نہ رہ جائے و عام کے
نہ اور میں مثال مطالب مطلق اور علوم فلسفہ کے اور ان معنی کے غلط ہے کہ اوسکے مضامین کو سمجھ کر عبارت نکال لینا اور بیان کر دینا
برامی اور ان پر ہے کہ آسان ہے بلکہ بعض مضامین ظاہر میں نہایت آسان اور سہل ہے مین لیکن حقیقت اوسکی سوا اقصیٰ ہے اور کہ
نہیں کھلتے پس اگر ظاہر پر ایسے ضمیموں کے شخص ہوں تحقیق کے واقف ہوں باوجود استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کر گیا تو عجیب نہیں کہ
مواخذہ دارہو کے علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم پہلے سے عمل نہیں کرتے کہ یہ بالذات انھیں کا قول ہے بلکہ اس طرح ہے کہ یہ قول
اؤں کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ماخوذ ہے اور موافق شریعت کے ہے تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ
منافاہ نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا قسم سے نہیں پایا جاتا سکی دلیل کچھ احادیث و آیات ہے جو کہ اور بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ظاہر حدیث پر منع ہو کہ اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کہ عمل کرنا احادیث پر ایسے کے موافق اور
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہے اور ابو شامہ سے جو منع تقلید میں دی ہے تو بقدر صحت نقل کے وہ میں نسبت اؤں
لوگوں کے ہے کہ جنھوں نے حرام کہا ہوا نظر کرنے کو کتب احادیث میں اوسم لوگ اہل ہرگز حرام نہیں کہتے بلکہ موجب اجزائل اور ثواب
جاتے ہیں اور شارح الاوارمین جعفر خلاف حدیث کہنے سے منع کیا ہے بعد تنفق ہو جانا اوس بات کے کہ یہ مخالف ہے اوس حدیث کے
سو وہ کچھ مخالف ہمارے نہیں ہے اور علی ہذا التیاس یہی مراد ہے ان قولوں سے اور شیخ عبدالحی محدث دہلوی شرح سطر السعادت میں
لکھا ہے کہ مصلحت اور قرار و اعلیٰ کا احترام مین تعین اور تخصیص نہ ہے کہ مضبوط اور ربط کار دین دنیا اسی میں ہے پہلے سے غیر
جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہے اور بعد اختیار ایک نہ ہے کہ دوسرے مذہب کے طریف جانا ہے تو ہم سو منکر اور تفرق کے اعمال اور احوال
میں کاپس قرار و متاخرین مختار ہے اور اوس میں خیر ہے کبھی مجتہد کے تابع کو نہیں پہونچتا ہے کہ اگر کوئی حدیث مخالف
اپنے مذہب کے پاس اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہے علما کو اس مانے میں سوامعت

مجتہدین کوئی طریقہ نہیں ہوا اور حکم مجتہد کا در حقیقت حکم کتاب و سنت پر اور کلام صاحب توح العزیز یعنی مولانا شہ علیہ الرحمۃ
 اس آیت کی تفسیر میں بھی شیخ ماکلفی علیہ السلام نے ان کی منع میں اوس تعلیق کے کہ شرکین کو سکو متا بدین حکم خدا و رسول کے
 پیش کرتے تھے ہر من میں اس تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا کہ سطح حمولانا صاحب منع کرتے تھے تعلیق
 حال ان کے خود بھی مقلد تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله انداداً کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوس لوگوں میں سے کئی ایسا
 بحکم خدا فرض ہو جو تہذیب شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم او کا بھی واجب الاتباع ہو عمامت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
 وقائق طریقت انکو میر ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستلوا اهل الذکر لانکم تملکون یعنی پوچھ لو نصیحت الہی
 اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عہد ابجد میں لکھا ہے کہ جلن تو بے شک تسک کرنے میں ساتھ ان ایسا ہے کہ
 مصحف خطیبہ ہوا اور اراض میں کوس پر مفسد ہوا اور ہم بیان کرینگے اوس کو کئی وجوہ سے انتہی طعن و سراسر دیکھو صحاح
 کی کتابیں جو احادیث کے نقل ہیں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاہلین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اول
 اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہو گا جواب صحاح سند کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جنکو محمد بن
 بیان کیا ہے مثلاً معاہدہ طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتابین در قطنی کی تصانیف علی او کی تصانیف جہا
 اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے
 اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں ہو وہ صحیح ہو و سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
 کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو جو کہ یلو اکثر جامعہ مخالفت حدیث کی کرتے ہیں اور قیاس اور اس
 کو دخل دیتے ہیں ہوا سطلے نام انکا اہل اہل الہی ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہر تہذیب میں جابجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے
 وهو قول اهل التاوی جواب ظاہر اہل را کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی تنہا
 اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و کلام بلا تا مل و فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے انکو اہل را کہنا شروع کیا
 اور یہ نام و بطعن نہیں ہو سکتا الا اوس صورت میں کہ مسائل انکے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا
 قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا اور کیونکہ اہل را کی لوگ ہو گئے حال انکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مثل
 مقدم تراور اولی تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب
 یا کسی اور وجہ سے کوئی فکر خلاف او کی شان کے کہا تو او پر اعتبار کرنا و بصورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور فہم الامر کے ہووے نہایت بجا ہے
 اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہووے نہیں گذرے کسی نے اوسکے کلام میں رد و قبح نکلیا ہوا اور اوسکی شان میں کچھ کہنا
 یہاں تک کہ حضرت شیخ عبداللہ و جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گبار میں ہیں اور کیو
 اہل حق ہیں او کی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا او کی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربات
 و شجرات و مناہات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو برا کہنے لگے مثلاً
 ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی برائی کرنا ہو گا لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطا کے غوث
 رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اوس ابن الجوزی رحمۃ اللہ کی برائی کرنا اور ابو طعن کرنا لازم نہیں طعن جو چاہا یہ جو چاہا مذہب

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مولانا شہ علیہ الرحمۃ
 صاحب توح العزیز نے اس آیت کی تفسیر میں
 ان کی منع میں اوس تعلیق کے کہ شرکین کو سکو متا بدین حکم خدا و رسول کے
 پیش کرتے تھے ہر من میں اس تعلیق کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہوا کہ سطح حمولانا صاحب منع کرتے تھے تعلیق
 حال ان کے خود بھی مقلد تھے اور خود ہی تفسیر میں ولا تجعلوا لله انداداً کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوس لوگوں میں سے کئی ایسا
 بحکم خدا فرض ہو جو تہذیب شریعت اور شیوخ طریقت ہیں کہ حکم او کا بھی واجب الاتباع ہو عمامت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
 وقائق طریقت انکو میر ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستلوا اهل الذکر لانکم تملکون یعنی پوچھ لو نصیحت الہی
 اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عہد ابجد میں لکھا ہے کہ جلن تو بے شک تسک کرنے میں ساتھ ان ایسا ہے کہ
 مصحف خطیبہ ہوا اور اراض میں کوس پر مفسد ہوا اور ہم بیان کرینگے اوس کو کئی وجوہ سے انتہی طعن و سراسر دیکھو صحاح
 کی کتابیں جو احادیث کے نقل ہیں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جاہلین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اول
 اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہو گا جواب صحاح سند کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جنکو محمد بن
 بیان کیا ہے مثلاً معاہدہ طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنیف ابن ابی شیبہ کا کتابین در قطنی کی تصانیف علی او کی تصانیف جہا
 اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت یہی ہے اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے
 اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں ہو وہ صحیح ہو و سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
 کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن میرا حنفی مذہب کو جو کہ یلو اکثر جامعہ مخالفت حدیث کی کرتے ہیں اور قیاس اور اس
 کو دخل دیتے ہیں ہوا سطلے نام انکا اہل اہل الہی ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہر تہذیب میں جابجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے
 وهو قول اهل التاوی جواب ظاہر اہل را کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بار کی تنہا
 اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول و کلام بلا تا مل و فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے انکو اہل را کہنا شروع کیا
 اور یہ نام و بطعن نہیں ہو سکتا الا اوس صورت میں کہ مسائل انکے صرف را اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا
 قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہوا اور کیونکہ اہل را کی لوگ ہو گئے حال انکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مثل
 مقدم تراور اولی تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب
 یا کسی اور وجہ سے کوئی فکر خلاف او کی شان کے کہا تو او پر اعتبار کرنا و بصورتیکہ وہ مطابق واقعہ اور فہم الامر کے ہووے نہایت بجا ہے
 اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہووے نہیں گذرے کسی نے اوسکے کلام میں رد و قبح نکلیا ہوا اور اوسکی شان میں کچھ کہنا
 یہاں تک کہ حضرت شیخ عبداللہ و جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گبار میں ہیں اور کیو
 اہل حق ہیں او کی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا او کی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربات
 و شجرات و مناہات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو برا کہنے لگے مثلاً
 ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی برائی کرنا ہو گا لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطا کے غوث
 رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اوس ابن الجوزی رحمۃ اللہ کی برائی کرنا اور ابو طعن کرنا لازم نہیں طعن جو چاہا یہ جو چاہا مذہب

محمد بن حنفیہ

لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں اس کا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہر کے حرج و مرج
 حکم کیا اور جو قول کہ ان کے مخالف ہو اس کو باطل بنایا پس دلیل شرعی اس باب میں کوئی باقی نہیں جاتی جواب اے یلین شیخ
 میں چار مذہب ہیں ایک ان میں اجماع است بھی ہو اور لحاظ اعتدال اجماع کی فرض ہو اور اجماع کیا است محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 نے ان چار مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چاروں کے مخالف ہو باطل ہو چار مذہب میں ہو و ما خالف الا ربیۃ
 الا ربیۃ مخالفت للاجماع وقد صحح فی المسحور ان الاجماع انعقد علی حکم العقل بد مذہب مخالفت
 الا ربیۃ لا تضبط مذہبہم و کثیرۃ التبعات یعنی جو کہ مخالف ہو ان چار اماموں کے قول کے سو وہ اجماع
 مخالف ہو اور تصریح کی ہے ان العمام نے تحریر میں کہ تمام علماء اجماع ہو اسی عمل کرنے پر اور میں جبکہ جو مخالف ہو ان چار اماموں
 اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور آراستہ ہو اسی اور ان کے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہیں حاصل یہ کہ ان اماموں کے
 متقلدین ہو اور عظیم میں داخل ہیں اور سواد عظیم کی متابعت کرنے کو حدیث میں حکم ہو اور اس کا بیان گذرا اور نہایت المراد میں مرقوم
 و فی زمانہنا قد اقتصرت صحۃ التقليد فی ہذا المذہب الا ربیۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم
 و فی الحکم المختلف فیہ ایضا قال المناوی فی شرح الجمع الصغیر لا یجوز للعوام تقلید غیر الا ربیۃ الا ربیۃ
 فی قضاء ولا افتاء ہاں اس نے میں منحصر ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار
 مذہبوں اور کسی تقلید جائز نہیں اور کما سناسی جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہر اس نے میں تقلید کرنے میں ان چار
 اماموں کے نہ تو قصداً نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان مذہب کے سوا اور کا حکم کرے اور فتی کو درست نہیں کہ
 برخلاف ان کے فتویٰ دے اور تفسیر احمدی میں ہر قد وقع الاجماع علی ان الا ربیۃ انما یجوز للاربیۃ فلا یجوز
 الا ربیۃ لمن حدث مجتہداً اٹھا لھا ہم یعنی بیشک اجماع ہو اسی اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبوں کے کسی
 جائز نہیں سو نہیں جائز ہر اتباع اور شخص کو جو مجتہد مخالف ان کے عمل اور اوی کتاب میں ہو والا تضاد ان ان اخصاص
 المذہب فی الا ربیۃ و اتباعہم فضل لہم و تبعوا للنبی عند اللہ تعالیٰ لا یجوز فیہ الا ربیۃ و لا یجوز
 ولا دلۃ یعنی انسان یہ کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار میں اور اتباع ان کا فضل الہی ہو و قبولیت اس کی نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور اس باب
 میں دلیل اور توجیہ کو دخل نہیں طعن یا انچوان اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث
 کو پاتے تھے اسی طرح عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو یا صرف اس کی تقلید پورا
 کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس نے میں بھی موافق اس کے عمل کرنا صحابہ ہر کچھ حرج نہیں جو
 اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد مبارک میں یا اس نے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث
 جو غیر متبرکہ ہو کسی بیان نہیں کرتے تھے احوال کذب کا او کی نسبت ہرگز تھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا
 مقبول سے سنتا تھا بوجہ اعتبار کے اس پر عمل کرتا تھا برخلاف اس نے میں کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے
 جسٹھ بجا کر لیے ہیں اوی حدیث کے قسب کے ہونے لگے تو اس صورت میں ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا ناجائز ہے
 جو لوگ کہ حال کوفیت و ان اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتا دیتے تھے اور لوگ ان کی تقلید کرتے تھے

طعن یا انچوان

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس لئے کہ اس وقت ہی اور جس سے مطاعن جو غیر تقلید بیان کرتے ہیں اور کتب
 بھی ان جو اب اس سے نکل آئے اور جس سے طعنوں کا خیال ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہیں نہ کیسے ہوئے تھے مسلمانوں کو لازم ہے
 کہ انکی باتوں کی طرف خیال نہ کریں اور جس طریقے پر کہ اکابر علیا است اور ہزاروں اولیاء اللہ محبوبہ کے چلتے رہے اور پیروں
 اور ایک کس طرح کا یہ کہ نام اپنا بقا بدھنشی شافعی کے محمدی رکھا ہو اس وجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اختیار کرتے ہیں اور اسکی پیروی کرتے ہیں برخلاف تقلید کے کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو حنفیہ
 اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو ترک کیا ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ
 یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ اوسکے مخالف نہیں اور یہ انکا انستون کے ساتھ ہوجہ تقلید و تدبیر
 معین کے ہو ورنہ تمامی اہل حق محمدی ہیں حاجت انکی تخصیص کی کیا ہو اور دوسرے یکساں نہیں جو معروف کتابیں مشہور و روایہ
 پاکتین میں مثل مشکوٰۃ شریف وغیرہ کے او میں بخندہ کے موافق اصولیہ نکال کے عام قلعہ ہے بیان کے تفریق اور کتب میں مشہور صحیح ابن ماجہ
 نسخہ بیان و صحیح مسلم صحیح بخاری و صحیح ابوداؤد و صحیح ابویوسف و صحیح ابوالحسن و صحیح ابوالفتح و صحیح ابوالقاسم
 کتب میں جی حدیث کی ہیں بخوبی خواب میں بھی کتب کی اور ہزاروں تہذیب صحیح بخاری و مسلم کی شہرہ پر ان کتب ابون میں موجود ہیں

مشہور

مشہور

فصل فی صلاحت کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے مراد اوسے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طریقہ سے
 امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شافعی سے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب میں حرف مصاد سے جو قلم حل سے لکھا
 مراد کتاب اصل شرح و تفسیر اور حرف فاسے زیادت اور جو احادیثیں کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے
 مراد ہیں اور جہاں طلق امام ہی مراد امام ابو حنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور
 امام احمد و حرم امام ہیں اور لفظ شیعین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جہاں صحابہ و ائمہ
 باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابوداؤد و ابن سانی و ترمذی و رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود اصلی تصنیف و تالیف اس کتاب سے
 فائدہ خلق اللہ ہی کیسید کار و اور کیسید کا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیر خیر رنگ خاندان متعلق خیر
 ایزد و منان محمد و حمید الزمان و لذو ولوی محمد صبح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اول صاحب کی خدمت
 میں حج اس کتاب کے مطالعے سے سرور اور حظوظ ہوں عرض کیا کہ جس جگہ پر از خطا انسانی کے کوئی قسم کی
 لغزش نہ کہیں تو پروردہ عنوسے چھاپا ہو اور کچھ گنہگار اور میر والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور مائتہ مسلمین کے واسطے دعا
 خیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ کہیں کہ جس جگہ پر ہم مبارک حضرت سیدنا و مولانا و رحمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم کا کتب آپ پر صلوة و سلام ہمیں کہو نہ کہ حدیث صحیح میں وارد ہو کہ جس شخص پر ذکر کیا جائے نام میرا اور درود بھیجے
 مجھے تو وہ بزرگ خیال پر و رحمت میں جسے انوس کی بات کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہو اسکے ذکر کے وقت دعا و
 شامیں ہو کی مشغول ہوتا ہو اور جب محبوب خدا شافعی روز جزا بخیر حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بتلے
 اور جگہ جگہ حمد و ثناء و صلوة و سلام سے رہیں اور جس کی آپ کے صاحب و مولانا علیہم السلام میں ذکر آئے اور نہ کہ

رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانیں اور تابعین کو اور عل کو بکلمہ رحمتہ اللہ علیہ کے تفسیرین اور قبل شروع اس کتاب کے
 بادوب بیچہ کے حضرت علی علیہ السلام پر درود شریف تین بار اور سورۃ اخلاص تین بار اور الحمد ایک بار پڑھیں اور فرمایا ہو سکا
 تمام صحابہ اور علی ایہب بزرگان میں کو پونہ چارویں بعد اس کے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کریں اور
 ضرور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سکھاتے ہیں وہ سب غاصانہ کی واسطے اور اس کی ضماندی کے لیے اور عمل
 کرنے کے لیے کرتے رہیں اور غرض دنیا و آخرت میں مال کبھی علم سے نہ کہے کہ بعد رعایت ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں
 برکت دیکھا اور توفیق عمل کی عطا فرماو گیکما اللہم وفق لنا یا خیر واجعل خواتم امورنا یا خیر اللہم یسر

علینا مصیبات العیو واعطنا علما نافعاً و قہما کاملاً و قلباً خاشعاً و بطناً

مستبعا و عملاً مقرباً یا اللہ اغفر لنا و لوالدینا و لجمیع المسلمین

والمسلمات الاحیاء منهم و الاموات امین یا رب

العلیین تمت مقیمۃ الکتاب و انزلوها

کتاب الطہارۃ اللہ شہید

یا کونیا و ہذا

نقطہ

فہرست نوار املہ تہ ترجمہ اردو شریعہ و فوائد

کتاب الطہارۃ

۲۰	فصل ۱۰ وضو سے بیان میں	۲۴	فصل ۲۴ براہین و غلو سے بیان میں	۳۵	فصل ۳۵ بستر کے بیان میں	۳۶	فصل ۳۶ سیر بات غسل کے بیان میں
۴۱	فصل ۲۱ پاؤں کے بیان میں	۵۰	فصل ۵۰ پاؤں سے غسل کے بیان میں	۵۱	فصل ۵۱ دھست کے بیان میں	۵۲	فصل ۵۲ کھانسی کے بیان میں
۵۲	فصل ۵۲ پاؤں کے پھوٹ کے بیان میں	۵۱	فصل ۵۱ کھیم کے بیان میں	۶۶	فصل ۶۶ پیچ موزوں کے بیان میں	۶۹	فصل ۶۹ کھانسی کے بیان میں
۷۰	فصل ۷۰ حیض کے بیان میں	۷۵	فصل ۷۵ استحاضہ کے بیان میں	۷۷	فصل ۷۷ نفاس کے بیان میں	۸۰	فصل ۸۰ کھانسی کے بیان میں
۷۹	فصل ۷۹ عجات غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں						

کتاب الصلوۃ

۸۲	فصل ۸۲ نماز کے وقتوں کے بیان میں	۸۹	فصل ۸۹ اذان اور اقامت کے بیان میں	۹۳	فصل ۹۳ نماز کی شروع و انتہا کے بیان میں	۹۵	فصل ۹۵ نماز کی وضو کے بیان میں
۱۱۲	فصل ۱۱۲ کراوات کے بیان میں	۱۱۵	فصل ۱۱۵ نماز کی حالت کے بیان میں	۱۱۹	فصل ۱۱۹ ہمت میں بیٹھنا کے بیان میں	۱۲۱	فصل ۱۲۱ ہمت میں نماز کے بیان میں
۱۲۳	فصل ۱۲۳ رکوعیات نماز کے بیان میں	۱۲۷	فصل ۱۲۷ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۳۰	فصل ۱۳۰ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۳۰	فصل ۱۳۰ نماز کی وضو کے بیان میں
۱۳۱	فصل ۱۳۱ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۳۳	فصل ۱۳۳ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۳۵	فصل ۱۳۵ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۳۶	فصل ۱۳۶ نماز کی وضو کے بیان میں
۱۳۹	فصل ۱۳۹ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۴۰	فصل ۱۴۰ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۴۲	فصل ۱۴۲ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۴۲	فصل ۱۴۲ نماز کی وضو کے بیان میں
۱۵۸	فصل ۱۵۸ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۶۳	فصل ۱۶۳ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۶۵	فصل ۱۶۵ نماز کی وضو کے بیان میں	۱۶۵	فصل ۱۶۵ نماز کی وضو کے بیان میں

کتاب الزکوۃ

۱۷۷	فصل ۱۷۷ مال کی زکوۃ کے بیان میں	۱۸۳	فصل ۱۸۳ مال کی زکوۃ کے بیان میں	۱۸۵	فصل ۱۸۵ مال کی زکوۃ کے بیان میں
۱۸۷	فصل ۱۸۷ مال کی زکوۃ کے بیان میں	۱۹۰	فصل ۱۹۰ مال کی زکوۃ کے بیان میں	۱۹۰	فصل ۱۹۰ مال کی زکوۃ کے بیان میں

کتاب الصوم

۱۹۷	فصل ۱۹۷ روزہ فاسد ہونے کے بیان میں	۲۰۱	فصل ۲۰۱ روزہ کے کوارات کے بیان میں	۲۰۷	فصل ۲۰۷ اعتکاف کے بیان میں
-----	------------------------------------	-----	------------------------------------	-----	----------------------------

کتاب الحج

۲۲۷	فصل ۲۲۷ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۲	فصل ۲۳۲ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۵	فصل ۲۳۵ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۶	فصل ۲۳۶ حج و عمرہ کے بیان میں
۲۳۸	فصل ۲۳۸ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۸	فصل ۲۳۸ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج و عمرہ کے بیان میں
۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج و عمرہ کے بیان میں	۲۳۹	فصل ۲۳۹ حج و عمرہ کے بیان میں

حکم کرنا میں انکو ساتھ سواک کے نزدیک ہونے کے روایت کیا اسکو سنائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حکم نہ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو بخاری نے نیز اسناد کے اور جس سواک نہ ہو تو وہ بھی سے دانتوں کو طے اور یہ حدیث میں ثابت ہے کہ انی الطہارۃ **ص** چوتھے تین بار کلی کرنا یا چھ تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا پانی اور پھر ناک میں ڈالنے کے واسطے تین بار لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے ایک جگہ سے پھر سطح پھر سطح تین بار **ف** دلیل جاری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور سنائی نے حضرت علیؑ سے کہ انھوں نے وضو کیا سو دھو دو فون کن یہاں تک کہ صاف کیا اوکو پھر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالنا تین بار آخر تک گنا ترمذی کے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ابو داؤد نے طلحہ کے واسطے کہ امام احمد بن حنبلہ نے حضرت علیؑ علیہ السلام اور آپؐ وضو کرتے تھے اور پانی بہتا تھا سو نہ اور داڑھی اوکی سے پس نہ کھامینے اوکو کہ آپؐ جدا کرتے تھے درمیان کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب میں بائیس صحابیوں نے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن مسعودؓ کے روایت کیا اسے بخاری سلم ابو داؤد سنائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور ابن عباس روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور غیر روایت کیا اسے بخاری سلم نے اور حضرت علیؑ روایت کیا اسے ابو داؤد سنائی وغیرہ نے اور مقدم روایت کیا اسے ابو داؤد نے اور ابو داؤد اشعری روایت کیا اسے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور بخاری نے اور ابو بکر روایت کیا اسے بخاری نے اور ابو ہریرہ روایت کیا اسے احمد اور ابو یعلیٰ نے اور دلائل بن حجر روایت کیا اسے ترمذی نے اور بخاری نے اور تفسیر روایت کیا اسے ابن جریر نے اور ابو امامہ روایت کیا اسے احمد نے اور ابو کمال اور ربیع بن جابر نے روایت کیا اسے ابو داؤد نے اور عیسیٰ بن ابی جعفر نے اور عبد اللہ بن اُمیس روایت کیا اسے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا اسے ابو داؤد نے اور باقی صحابیوں نام اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** چوتھے داڑھی کا خلل کرنا **ف** اس طرح کہ او انگلیوں کو نیچے داڑھی کے کونے کے باہر کھائے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے عثمانؓ سے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام خلل کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور صحیح کیا اوکو ابن خزیمہ اور ابن جہان نے اور روایت کیا اوکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمانؓ کی کہا احمد نے کہ صحیح ترمذی سے سب حدیثوں کی اور ابن جریر نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا اسناد میں اسکی اسرائیل پہلو وہ قوی نہیں اور ایک علم میں کہا ہے کہ عامر بن شقیق بھی اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ اسرائیل بن ابی یونس کا حجت بڑی ہے اور اس بخاری سلم نے اور باقی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اسکو امام نے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہے صحابی اسحق سے اور توشیح کی اسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے منسل بھی بن عیین اور انھیں کے اور احمد تعجب کرتے تھے انکے خطا اور یاد اور ابن جریر کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت میں اسرائیل کی اسرائیل انھوں نے اسحق سے اس میں ضعیف ہے اور اخیر عمر میں سنا ہے اور یہ حدیث تو اس کے بیٹے کی روایت سے نہیں توجہ ہوگی اور عامر بن شقیق کا کہ سنائی نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اس کے اور روایت کی اس کے چاروں عالموں نے اور بھی ابن عیین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اسکو اور بخاری سلم نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اس کے واسطے اور بھی ابن عیین نے اسکی حدیث کو اس سے بھلائی کی روایت میں نقل کی کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے دھو کیا اور خلل کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابو داؤد نے اس سے کہ تھے جب حضرت وضو کرتے

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

ابن ابی شیبہ
عن ابی ہریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰

۱۱

اسناد میں اسکی احرم بہا غیث نیشاپوری کا متروک ہو گیا انہی التعمیم نے شرح ابوداؤد میں وحی ثبوت جابر بن عبد اللہ
یہی حدیث ہماری بہت ضعیف ہو اور روایت کیا بن ہدی نے باسن الزبائ سے انھوں نے ربیع بن خراش سے انھوں نے
جریر سے جو صحابی ہیں اور یمن ترک کردی گئی ہو حدیث اسکی ترک کیا او سکونسانی نے اور جابر سے اور عائشہ سے حدیث
اسی باب میں مروی ہو سند امام احمد میں اور وہ بھی ضعیف ہو اور بھی روایت کیا طبرانی نے ابوالدرداء اور ام سلمہ اور
ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے دارھی اپنی کا اور یہ سب حدیثیں ضعیف ہیں
اور روایت کیا یزید نے ابوبکر سے کہ آنحضرت نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اس سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس جبریل علیہ السلام ہو گا کہ ایسی حدیث کہ روایت کیا اپنی کا اور اسناد میں اسکی بہت
راوی ضعیف ہو اور روایت ہو عمار سے کہ انھوں نے کچھ ایسے حدیث کہ کو خلال کرتے تھے اپنی دارھی کا روایت کیا اسکو زید
اور حاکم اور ابن ماجہ نے ابویسیاسی روایت کیا طبرانی نے عبدالرزاق سے ابو نعیم نے ابن فضال سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے
انھوں نے حشاش بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی دارھی کا کہ لکھا گیا کہ یہ نسل کہا انھوں نے کہ کچھ ایسے حدیث کہ
کہ خلال کرتے تھے اپنی دارھی کا اور ابن حجر نے کہا کہ حشاش ابی اسکا بھول ہو اور یہ قول باطل ہو کیونکہ حسان بہت لوگوں نے روایت کیا
کہ اعلیٰ بن المدینی نے کہ وہ فقہ تھا اور کچھ اسکو ضعیف نہیں کیا اور لیکن عبد اللہ بن مسعود سے حسان بن زید سے حدیث کہ
کہ ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ بن عساکر نے بخاری سے کہ اسکا اور کہا امام احمد نے کہ نہیں ثابت ہو بیچ خلال کرنے دارھی کے
کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کہا وہ ہے انھوں نے حشاش سے اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہو جیسا کہ ابن ماجہ نے سنن میں
وحدثنہ ابن ابی عمیر عن صفیاء عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن حشاش بن بلال عن عبد اللہ بن مسعود
عن یاسیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلل یحیثہ اور اسناد اسکا صحیح ہو نزدیک ہے
ولہذا علم اور روایت کیا ابو عبیدہ بن جراح سے انھوں نے شعبہ سے انھوں نے عربی ابی وہبہ خراش سے انھوں نے موسیٰ بن مروان
بجلی سے انھوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھوں نے عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے اپنی دارھی
یہ حدیث سند امام احمد میں مروی ہو جیسا کہ اوپر گذرا **اص** ساتویں خلال دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کرنا انھوں نے خلال
دون بیکر کی انگلیوں کا کرنا **ف** اس طرح کہ کہ بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں سے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں سے شروع کرے
بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں پر ختم کرے کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے نفیابن ہشیر سے کہ فرمایا
ترتیب جب وضو کرے تو ٹوکا مل کر اپنا وضو اور خلال کر او انگلیوں کا اور سب انگلیوں کے اندر پانی پونہ چھانے میں اگر ورنہ
تو کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور بدلے میں جو حدیث لکھی ہو کہ فرمایا حضرت نے خلال کر او انگلیوں کو داخل کر
جنم کی درمیان انگلی سے اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہو اور اس باب میں روایت ہو
عباس سے روایت کیا انسہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ستر و بیٹے شداد سے روایت کیا انسہ ابن خزیمہ اور حاکم
احمد اور ترمذی **ص** نویں در وضو کو تین بار دھونا **ف** کہو کہ روایت کیا نسائی اور ابن خزیمہ نے کہ ایک گھونٹ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا جو جابر بن عبد اللہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھوا باہر وضو کو تین بار دھونا

کہ ایسا ہی وضو اور جسے کہ زیادہ کیا اور پر سکے بڑا کیا اور جو راویوں نے روایت کیا ابو نعیم بن عمار نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا بار بار یا تین بار پس اگر کم کیا اس سے باز یادہ کیا تین بار دھوئے سواستے خطا کی بار دہند اس کی سب سے زیادہ ایسا ہی ہوا پس لکھتے ہیں اور ان کے سوا بہت سی حدیثیں ہر خصوص کے تین بار دھوئے تین آئین اور ہوا تین جو اس مقام پر حد لکھی جو قویہ بانی تین لکھی کہ کھلا اور سکا اور قطعی نے ابن حجر سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے اور دونوں سندیں ضعیف ہیں **ص** دھوئیں میں مجھے سے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار بار سے سر کا مسح سنت ہے اور جامع ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ انھوں نے ہنوک کیا اور مسح کرنا کیا اور کہا کہ ایسا ہی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا ابن ابی عمیر نے اور بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے اور سفر السعادت میں ہے کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں تکرار مسح کی آئی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور یہ ہے کہ جب لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ جو وضو حضرت کا سو یہ حدیث ترمذی نے لکھا کہ میں نے نہیں بانی اور نفیہ لوگوں نے لکھا ہے کہ بانی نے اسکو روایت کیا ہے اور ترمذی میں اس حدیث کا لکھنا نہیں ایسا ہی کہا ہے کہ بانی نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث بحکم اوسط میں نظرانی کے موجود ہے مسند ابی ہریرہ **ص** لکھا ہے جو میں نے دونوں کا مسح کرنا مسح کے مسح کے بانی سے **ف** یعنی جو تری ماتھوں میں مسح سر سے باقی ہوا وہی سے دونوں کا ٹون کا مسح کر اور نیا بانی زلیو سے کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور قاضی نے ساتھ مع صحیح کے حضرت عبداللہ بن زید اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کان سر سے پہن یعنی سر میں داخل ہیں اور جب سر میں داخل ہوئے تو سر ہی میں جس بانی سے مسح کیا ہوا وہی بانی سے کاٹوں کا بھی مسح کرے اور موطا میں اور معنی ہسانی میں روایت ہے عبداللہ بن جحش سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرنا پڑے بندہ مومن باہر آئے ہیں وقت کھلی کرنے لگے گناہوں سے موند سے اور ناک میں بانی ڈالنے سے ناک سے اور موند دھوئے سے موند سے یہاں تک کہ کپلوں کے نیچے سے بھی اور ماتھہ دھوئے سے ماتھہ کے یہاں تک کہ ناکھانے سے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہاں تک کہ کاٹوں سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ابوالولاء سے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی شہد مینا کوئی نہیں اور ضعیف کیا ہے اور مسکو بعض لوگوں نے اور فقہ کیا ہے اور مسکو اکثر لوگوں نے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک کاٹوں کے مسح کیوے سے نیا بانی زلیو سے بارہویں بیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی بیت کرنا سات بات کی کہ میں وضو کرتا ہوں وہاں رفع حدت کے اور پڑھنے نازک کے یا چھوئے وضو کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر الخ بالحق یا یعنی ہوا اسکے نہیں کثرت اعلیٰ کا ساتھ نیک ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے **ص** شہر حریم میں تیر کرنا وضو کا اس طرح کہ پہلے منہ کو دھوے پھر ماتھہ کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ایسا ہی کیا ہے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک بیت اور ترتیب دونوں فرض ہیں جو دھوئیں پور پور دھونا اعتنا وضو کا کہ ایک خشک ہوا وضو کا حکم کے نزدیک فرض ہے اور ابن ماجہ سند ہے جو حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوا حدیث

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

خون ہوا اگر نافر تو دلیل کرتے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بن عمر سے
 کہ اوکلی کسیر بھڑی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اس نماز پر جو بھی تھی اور ایسا ہی روایت ہے علی
 ابی بکر اور سلمان اور ابن عباس سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن مسیب سے اور صدیقین میں اس باب میں آئی ہیں
 ضعیف ہیں اور وہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہو روایت کیا ہے کہ وہ قطعی
 اور ابن عباس نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص نے کسے
 یا کبھی بھڑے نماز میں اوکلی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نہ کرے اس کو ابن ماجہ نے عائشہ سے روایت
 کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اس کو اور ضعیف کیا اس کو اور عبدالرزاق نے مصنف میں مانڈا
 روایت کیا حضرت علیؑ سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس کی حارت ہے کہ شامی نے کہ وہ کذاب ہے **ص** اور
 امام شافعی کے نزدیک جو ان پھر اس کے سوا اور جگہ سے نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا **ف** اور یہی مذہب امام مالک کا ہے
 اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہیں ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں روایت ہے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اور یہی حدیث ہدیہ میں لکھی ہے جو آج ہے کہ اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس کتاب میں ہے
 اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو
 نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بعضی نے انس سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں صالح بن عثمان کا
 ضعیف ہے کہ دارقطنی نے قوی نہیں اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے
 نہیں ہے ایک قطرہ یا دو قطر خون میں وضو مگر یہ کہ ہو بھٹا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہیں جوتا
 یہ ہے کہ روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس کی محمد بن فضال بن اعطیہ کا کہا اس کو
 یہ بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے **ب** اَلْقُلْسُ حَدَّثَ یعنی تو حدیث ہے تو روایت کیا اس کو
 دارقطنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبداللہ بن عمرؓ کے
 جوا پر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے سعید بن مسیب سے جو بڑے
 تابعین میں سے ہیں کہ کسیر بھڑی تھی اوکلی یہاں تک کہ رنگیں ہو جاتی تھیں اوکلیاں اوکلی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور
 وضو نہیں کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس کو روایت کیا مالک نے موطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اس کے خلاف
 سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے اور جب دونوں متعارض ہوئیں تو احتیاطاً سعید بن مسیب سے عمل کرنا چاہیے اور احتیاطاً اس میں ہے کہ
 وضو کرے **ص** تو اگر نہ ہو بلکہ اپنے مقام پر جم جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا **ف** اور
 نزدیک اس واسطے وضو نہیں ٹوٹے گا کہ خون نکلنے میں یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہوا ہو اور نہیں ہو اور یہ خون نہیں **ص** اولیٰ
 زخم کو دبا یا اور اس سے خون نکلا اور نہ زخم کو زخم کیا اور اگر نہ پختہ نہ ہو تو نہ زخم کو زخم کیا اور اگر کسی چیز کو دانسیے کا اور زخم
 خون کا دیکھا یا خال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک میں اوکلی کی اور اوکلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوکلی پر خون
 جابھوا مثل نے مسو کے نکلا ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹے گا **ف** اس واسطے کہ بہتا ہوا نہیں ہے اور نہیں ہے خونی

حدیث امام

سند صحیح

سند صحیح

۵

اور سند صحیح

اور سند صحیح

اور سند صحیح

اور سند صحیح

اور سند صحیح

گربے اول کو اضطلع کہتے ہیں اور دوسرے کو اکاسکتے ہیں اور تیسرے کو استندوف کیونکہ روایت کیا عبد اللہ بن احمد
ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا سپر جو سویا مسجد میں وضو یہاں تک کہ مضطجع بیٹھے کیونکہ جب
بیٹھا مضطجع مست ہو جائے ہیں چڑاؤ کا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوسمیں ہے کہ نہیں وضو ہو گیا
جو سوجا کو میٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اوسمیں ہے کہ نہیں واجب ہے وضو اور سپر جو سوجا کو میٹھے یا کمرے
یا مسجد میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی ہو جائے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع
سوجا تو بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس بیعت پر سوجا ہے دیر تک وضو ٹوٹ جاوے گا اور ہمارے دلیل یہ حدیث ہے
اور بعض شافعی نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی نوید میثابی خالد والانی کا ہے ابن حبان نے کہا کہ
بہت خطرناک ہے اور بیہرح اور یوگون نے جواب دیا کہ یہ ہے کہ صحیح جزدہی نے کہا ہے کہ حدیث اوسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ
نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اوسکی کے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے
عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے وضو اور شخص پر جو سوجا کو کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سوو پہلو پڑو
روایت ہے حدیث سے کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا سورہ اتحا کہ یکا یک ایک شخص نے بکھو پیچھے سے پڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں پس کہ میں نے رسول اللہ آیا وضو واجب ہوا سپر اور فرمایا نہیں یہاں تک کہ کھٹے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا
اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی بیٹھا کثیر کا سقا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر لیٹا یا کھلے لگا کے سب
ز نزدیک وضو ٹوٹ جاوے گا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہے ہی پچانے اور پیشا ہا اور سونے سے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے
اور صحیح کیا اسکو اور ترمذی نے صفوان بنیہ عثمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کمرے بنتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا
ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ابن تیرس کے سوا
اگر سوو وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا رکھ یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے
اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے وضو اور سپر جو سوجا
کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سوو پہلو پڑو روایت کیا اسکو ابن عدی جیسا کہ گذر اگر کوئی کہے کہ روایت کیا باز اسے بس صحیح کے کہ تھے
اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس کہتے تھے پہلو اپنے زمین پر بعض اوقات نہیں سوجاتے تھے اور وضو
نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ لو اس سونے سے اذگہ ہے اور نہیں تو مخالفت ہوگی ہاں حدیثوں کی جو اوپر گذر
اور کساندہ راہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے کہ میں سویا نزدیک
خلا ہی ہیمو نہ کھڑے بیٹھے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اواخر حدیث تک یہاں تک کہ پھر سونے اور لیٹے اور پھر آئے بلال رضو
جنہی کو کونان کی نوک کمرے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اسے معلوم ہوا کہ اگر ایک سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب
یہ ہے کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے **شَاءَ عَيْنَايَ وَلَا يَنْكُحُ قَلْبِي** یعنی سوتی ہیں میری آنکھیں
آنکھیں اور نہیں ہوتا ہاں دل میرا تو یہاں کہ اسے غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

وَيُزَيِّنُ لِي خُطَايَايَ

مجموعہ

عقلانی
راہی کا
مسا
سینہ
کسی
میں
سے
دوست
میرا
سے
نہیں
حضرت
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق
عبداللہ بن ابی اسحاق

ص اشھورین بیوشی فون جن اور بیوشی میں شتی بھی داخل ہے کہ چلنے میں پیرا و سکا فرش کرے **ف** ان چیزوں کے
اس واسطے وضو جاتا رہتا ہے کہ جب سونے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب تو اس میں بھی سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہے **ص**
گیا دھوین قہقہہ ناز پڑھنے والے بالغ کا اور سنا میں جبین کوع اور جودہ **ف** کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے بیچ قہقہہ
اندھے کے کہ فرمایا حضرت نے تم میں سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث مجدد فرمائی جو صحابی ہیں اور
مردی اور ان کے راویوں میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں ابن ابی جری نے وہم کیا جو کہ انھوں نے وہم کیا اور اس میں ابو حنیفہ نے اور روایت کیا
امام ابو حنیفہ نے معبد بن ابی معبد فرمائی سے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک بن نماز میں تھے کیا کیا لکھا ایا ارادہ کرتا تھا نماز کا
پس گر پڑا کنوئین میں اور ہنسی آئی تو کہہ لیں اون لوگوں کو کہ حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس قہقہہ کیا انھوں نے
تو بصوت فارغ ہوئے آپ ناز سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے قہقہہ کیا ہو اس سے تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس کے بعد پڑھیں
لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ معبد تابعی ہیں صحابی جواب ہے کہ معبد تابعی ہیں وہ اور ہیں اس کے کہ سننے والے احنفی اور یہ معبد خراسانی
اور صحابی ہیں اور ایسا بھی صحیح ہے اور اگر مرسل والی عالم علیہ پر جو پڑے تابعی ہیں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ مرسل ہمارے نزدیک حدیث ہے
جیسا کہ کہا اگر محدثین نے یہ حدیث مرسل پر صحیح ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی
نماز میں پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد میں اس کی تفسیر بیاد لید کا ضعیف ہے تو جواب دے سکا ہے کہ یہ تفسیر کی
روایت اگر مشہور شخصوں کے حدیث کے ہو تو مقبول ہے اور مسلم نے اس سے روایت کیا ہے متابعہ تو اب حدیث میں کیسی سطح کا خلل
امام شافعی کہتے ہیں کہ روایت ہے جابر سے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑی یہ نماز کو اور نہیں توڑی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قہقہہ
سے وضو نہیں ہوتا جواب ہے کہ اس کی اسناد میں عبدالرحمن بن اسحق کا جس کی کینت ابو شیبہ نے ضعیف ہے ایسا ہی اس کی بھی ہے اور کہا اچھے
کہ حدیث اس کی منکر ہے اور وہ کچھ نہیں **ص** اور اگر رک کا قہقہہ کرے تو وضو اس کا نہیں ہوتا اور اگر نماز چارہ میں کوئی بالغ یا
رک کا قہقہہ کرے وضو نہیں ہوتا یہ سطح جو فتاویٰ ہر قبہ ایسی نماز ہے کہ اس میں کوئی اور چیز نہیں ہے وضو نہیں ہوتا بلکہ نماز کا تو ثبوت جاوگی
اور قہقہہ نماز کے جب پڑا ہو تو اگر نماز میں سے ہو تو قہقہہ کیا وضو نہیں ہوتا اور امام شافعی کے نزدیک وضو قہقہہ سے بھی نہیں ہوتا بلکہ
یا سوتا ہنسی کی تین میں ہیں پہلے قہقہہ سطح پر ہنسی کے اسکا واسطہ اس کو سنائی دیکھو اور نماز اور وضو دونوں کو توڑتا ہے دوسرے سطح
سطح پر ہنسی کے قہقہہ کو سنائی دیکھو اور اس کے پاس کو سنائی دیکھو اس نماز تو ہوتی ہے وضو نہیں ہوتا تیسرے تبسم اس طرح پر ہنسی
کہ نہ کو کو اور اس کے پاس کو سنائی دیکھو اس سے نہ وضو ہوتا ہے اور نہ نماز باہر میں مباشرت فاحشہ اور وہ یہ ہے کہ مرد و عورت
دونوں ننگے ہوں اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلات مولیٰ کھڑی ہووے اور عورت کی فرج سے چھو جاوے **ف**
امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کو اونٹ کے گوشت سے روٹ
کیا اسکو اہود اوہ اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے برائے سے اس صحیح کیا اسکو محدثین نے اور روایت کیا مسلم نے
مثل اسکے جابر سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیہ خصیر سے تو جواب ہے کہ روایت کیا بخاری سلم ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے
کہ حضرت علی علیہ السلام نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو کیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بکری کے گوشت
کھانے سے وضو نہیں جاتا اور پہلے ابتدا اسلام میں حضرت نے فرمایا تھا تو طوق اصبہا کسبت اللہ کا یعنی وضو کو اس سے

جسکو لگا لگا اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم اجداد اسلام میں تھا اور ابنین یا اور یہ جو بعض لوگوں کے کہنا ہے کہ روایت کی قاطعی اور یقینی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ وضو اوستی ہے جو نکلے اور نہیں ہے اوستی جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا **خاص** اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر کثیر زخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا سوا سطلے کہ وہ پاک ہے اور چاروں پر نجاست ہو وہ تھوڑی ہے اور سطر اگر مرد کے ذکر سے کثیر نکلے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر دوسرے سے نکلے تو ٹوٹ جائیگا سوا سطلے کہ ہر نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہے اور اگر قبل سے عورت کی نکلے تو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گرے وضو نہ ٹوٹے گا اور وضو کو نہیں توڑتا ہی جھونا عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو وضو نزدیک ہی نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور یث اور حنن کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور عورت کا بھی بوسہ وقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹوٹے گا امام شافعی اجماع پر کہتے ہیں اس باب میں کہ عورت کا چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوستی کہ روایت کیا ابن ابی حوزی نے سعاد بن جبلی سے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اوندکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپلوں شخص میں جو پونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبلہ اور اعضاء اور پیار سب کیا سوا جماع کے سو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ سوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جو اس کے لیے فرمایا تھا اوستی استغفار کے تھا اور دلیل سہرہ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اوستی کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہیں ہوتا اور بغیر فرض تسلیم کے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی ترک ہو گیا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی ہماری سلم نے عایشہ سے کہہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں جنہر کے سائے چٹ لیتی تھی پس جب حضرت مسجد کرتے تھے دبا دیتے تھے مجھ کو میں اپنے پیڑ بٹالیتی اور ایک روایت میں ہے کہ گھروں میں اوس دن جب رات نہ تھا اور روایت کی ہماری نو حدیث سے کہ عینہ ایک رات گم کیا حضرت علی علیہ السلام تو عینہ چھو لیا اوندکو ساتھ ساتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت علی علیہ السلام کے اور حضرت مسجد میں تھے اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں میں ضامیری سے غصہ میرے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا ہماری عایشہ سے کہ وہ بھی کہتی تھیں حضرت کے اور حضرت ہنگام میں تھے اور ہنگام میں سجد میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ تھے تو روایت ہے عایشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود میں اور میں مائض تھی پس پوچھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عایشہ کی گود میں اور غسل اس بات کو جائز نہیں کہتی کہ حضرت نے وفات بے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ مسیح جو ہیں حجت اون لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑتا ہی اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر بشوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی لاتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوستی وضو کر روایت کیا اسکو قاطعی نے اوستی ہے اس میں عورت سے کہہا کہ تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس ہے جو بوسہ عورت اپنی کا یا چھونے کو

اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہی اور روایت ہے کہ بنی شہاب سے کہہ دیتے تھے کہ بوسہ لینے سے ہرگز عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا
ان دونوں کو مالک نے موطا میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی حبیہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ بوسہ
لینے سے ہرگز عورت اپنی کو وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو امام مالک نے
موطا میں بغیر اسناد کے جواب کیا یہ کہ روایت ہے حضرت عائشہؓ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں
اپنی کا پھر مکے طرف نہ گئے اور وضو نہیں کیا اسکو بڑا نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہؓ سے اگر کوئی کہے کہ بخارجی ضعیف کیا اسکو اور عیسیٰ بن سعید قطانؒ کہہ کہ یہ کہ نہیں
اور کہا کہ حدیث اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اسکا یہ کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبقت میں اور منشی کی
گوئی یا غیبا ہی ہو اور دوسرا جواب یہ ہے صورت تسلیم کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے کہتے انھوں نے عائشہؓ سے
اگر کوئی کہے کہ زینبؓ چھو لے ہو اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ قبل قرن ثانی یعنی تابعین میں مقبول
پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ کہ اگر اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں واقطنی کی روایت میں ابو
بڑے ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ واقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم سے
انھوں نے عائشہؓ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم سے عائشہؓ سے نہیں سنا جیسا کہ کما ترمذی اور ابو داؤد نے اس باب میں حضرت سے کچھ
صحیح نہیں ہے جواب اسکا یہ کہ ابراہیم سے عائشہؓ میں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حدیث
دوسرا جواب یہ ہے کہ واقطنی نے عل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم سے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم سے
انھوں نے اپنے باپ سے جواب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کیلئے نزدیک کوئی حدیث صحیح
نہیں ہوئی جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہنچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم سے بوسہ لینے والے نے
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو پایا محضہ سے اور ثوری نے عائشہؓ سے تو اختلاف اس میں ہو جواب اسکا یہ کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے کہ ابراہیم سے کو ایک حدیث حصہ سے پہنچی ہو اور دوسری عائشہؓ سے ثوری نے عائشہؓ
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لفظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے ابو یوسف نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ کہ
کہ یہ امر بعد فقہ ہونے کے بعد نہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں میں اور روایت کیا واقطنی نے عائشہؓ سے کہ پونچا اور کوئل
ابن عمرؓ کا کہ سچ بوسے کے وضو ہی سو کہا انھوں نے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور وضو نہیں
کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنائے نے محمد بن عمرو بن مہاجر کا انھوں نے
عائشہؓ سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں جاتا
پس اگر فقہ ہو تو محبت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو یہ بھی نے خلافیات میں نقل کیا
روایت کیا یہی وضو میں کیا اور انھوں نے جواب یہ کہ ضعیف حدیث بھی ہے جس بارہ وجوہات سے روایت کی جاوے تو وہ صحیح جاتی ہے
اور یہ جو بعض حضرات نے محبت پر مبنی ہے کہ روایت ہے ابو یوسف سے کہا انھوں نے کہا ہے کہ ای رسول خدا وضو کر کے واسطی ہزار کے

نہیں
نہیں

۱۰

پھر بوسہ اہل اپنے کلام رکھیں اور سب کیا ثبوت جاتا ہے وضو اس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو
 وارطانی نے اور اسناد میں اس کی برکت میں عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اس کی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند میں
 ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب
 اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئیں تو یہ بات اس کے نزدیک جو مصنف ہی ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے
 بوسہ وغیرہ سے اور یہی مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگرچہ عورت کا بشروت بھی نہیں
 وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ ان کو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے میں اور سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت ان کے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عایشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن لیکن
 حضرت اس دن ہمراہ پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہمارے جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے
 چھوٹے سے وضو نہیں جاتا تو بوجہ اللہ تعالیٰ کے قول میں بس سے کیا مگر وہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوَّلَ مَا مَسَسَتْهُ الْمَسَاءُ یعنی تم کو
 اگر ناپاؤ جلی جب کہ چھو تو تم عورتوں کو جواب دے سکا یہ ہر کہ بس سے مراد اس جگہ جماع ہو جیسا کہ کما عبد اللہ بن عباس نے واللہ اعلم
ص اور چھو نا ذکر کا بھی وضو کو نہیں تو **م** کیونکہ روایت کیا انسائی اور ترمذی اور ابو داؤد و طحاوی علی
 کہ حضرت پوچھے اے اے اس شخص سے جو چھوٹے ذکر اپنا پھر وضو نہ کرے سو فرمایا حضرت نے کیا جو وہ ذکر مکرر اتم میں ہے اور روایت کیا
 اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ترمذی حدیثوں کی اس
 باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہے نہ مضطرب۔ روایت کیا طحاوی ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا کہ
 اے اے اے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں میں سے ایک ہے **ف** دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہے بوسہ نہ وضو
 سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوٹے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور انسائی اور ابن ماجہ اور ایسا ہی ترمذی نے
 اور صحیح ابی داؤد کو اسناد وارطانی اور صحیح ابی یوسف نے اسے نہ ہمارے حدیث کو علی بن المدینی کہ جب اسناد میں بخاری کہا اسکو
 کہ طحاوی کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بوسہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کما عمر و بیٹے علی فلاس کہ حدیث طلق کی
 ہمارے نزدیک ثابت ترمذی حدیث بوسہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی جو شافعی مذہب میں کہتے
 ہیں کہ طہارت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہوئے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں طہارت کی صحیح ہوں میں مطابقت ہے نہ ہو سکتی ہے کہ
 حدیث بوسہ میں وضو کے معنی بات ہو جائے تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہے اور اگر کوئی کہے کہ طہارت جب واجب ہو کہ وہ دونوں
 حدیثیں جابنیں کی قوی ہوں اور اس حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہیں سب فقہین تھے نہ تھے
 علی بن المدینی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح ترین تھے پھر اسناد میں
 کمال اس حدیث میں ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب دے سکا یہ ہے کہ
 ماسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں مگر وہ
 ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحق بن عبد اللہ مکرر ہے اور
 ایسا ہی سفیان بن عیینہ کا اور روایت ہے امام حنیفہ سے کہ اس حدیث سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو بسے چاہیے کہ

وضو کے اور اسناد میں اسکی علامت یا حارت کا نسبت کیا گیا ہے طرف قدر کے اور مختلط ہو گیا تھا، اس میں علامہ اسکے
 بہاری نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہا اسے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور کچھ نے نفیس بن ابی سفیان
 سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا یزیدی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ جو ابن
 نے جاری سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے اسناد میں اسکی عقیدہ ثناء عبد الرحمن کا معمول ہے اور ایک روایت میں عبد اللہ ثناء
 مدنی کا ضعیف ہے اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَكُ تَوَضُّأً
 یعنی جو شخص کہ چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور زاذلی اور اسحاق بن راہویہ سند اپنی علیہ
 بن عمر بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب
 کی حدیث میں یہ ابن ابی امامہ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھوئے ذکر کے فرمایا کہ وہ مگر اپنی تجسے یعنی اس کے چھوئے سے
 وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسناد میں اسکی جعفر بن یزید کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اسکی
 اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور عائشہ وغیرہا سے روایت کی ابو یعلیٰ موصلی نے عائشہ سے کہ بنا بیٹھا اسکو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں پرواہ کہتا ہوں میں اسکو چھوؤں یا نہ کہ اپنی کو اور اسناد میں اسکی جعفر
 بن یزید کا ترک کر دیا گئی کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے
 سے سو اوپر وضو ہو تو جوابا و سکایہ ہے کہ فتویٰ راوی کا بخلاف روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثیں ضعیف
 ہیں تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر کبرہ کی اور ہماری طرف مگر طلاق کی اور یہ جو بعض علی کا شافعی نے لکھا ہے
 کہ ابو ہریرہ روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے ابو ہریرہ
 سے چھوئے ذکر سے سلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جوابا و سکایہ ہے کہ طلاق کے اسلام لانے سے قبل
 الی ہریرہ کے بیات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر نہ کہے ہوں اور نہ انکو محبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہو
 کیونکہ اسناد میں اسکی زید بن عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے تو اب کچھ محبت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیثیں مختلف ہوئیں تو
 اب احوال صحابہ سے تسک ضرور ہے جواب یہ کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہے روایت کیا طیحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور
 حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں پڑتا اور یہی مذہب ہے عمار اور زیدہ اور سعید بن مسیب اور عطاء اور حکمرہ اور ابراہیم نخعی
 رحمہم السلام کا روایت کیا امام محمد نے نوطامین اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور زیدہ اور عمران بن حصین کہ ان
 سب نے کہا کہ میں نہیں پرواہ کہتا ہوں کہ چھوؤں ذکر کو یا اپنی مالک کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے
 چھوئے ذکر سے بیچ ناز کے پس کہا کہ نہیں ہے وہ مگر مگر تجسے اور روایت کیا محمد نے ابی الدرداء سے ماخذ اسکے اور روایت کیا
 سعید بن مسعود انھیں ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہیں حج کہ
 ساتھ اسکے اور ابن مسعود بھی ایسا ہی روایت کیا اور اوس سے سعید ماخذ اسکے روایت کیا اور روایت کیا محمد بن علقمہ کہ آیا ایک شخص نے وضو کرنا
 سو کہا کہ چھوئے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہے مگر ماخذ سارے بدن سے کہے کہ اور روایت کیا محمد
 کہ ایک شخص نے پوچھا عطاء سے کہ اگر کمالا ہی یا محمد وہ شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبد اللہ

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو بخش جاتا ہو تو کا مثال اسکو کہ عطار نے کہ یہی قول ہے عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی نے مذہب کی کتاب میں عمر اور عمر بن الخطاب ابوبلو ابورزید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمر بن العاص اور عاتقہ وغیرہ کے

باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی موندہ میں ٹالنا دوسرے ناک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک تیسرا پانی چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَن كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا** یعنی اگر تو تم جب پسینہ لگا کہ پاکی کرو تو نقطہ مبارکے کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کئی وغیرہ بھی فرض ہو اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت نے نیچے ہر بال کے جنابت ہو سکر کہ اور صاف کر دین کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور یہ جو حدیث ہدیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض ہیں غسل میں تو یہ حدیث میں نے نہیں پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کیا ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک میں پانی تین بار فرض ہیں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکتی محمد حلی نے بنایا ہے اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض ہیں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے وضو کیا بغیر مضغے اور استنشاق کے اور کہا کہ میں نے ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول میں بروایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ وہ میں ذکر مضغے اور استنشاق کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے لقیط بن مسرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرے تو پس کلی کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضغے اور استنشاق **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** **بِالصَّوَابِ إِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَأْمَرُ** **ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اس کے دانتوں میں کھانا یا غسل و رخت دیا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہنچ جاتا ہے **ص** تیسرے پونچھنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطَّهَّرُوا** یعنی پاکی کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحت کُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہے **وَأَكْبَرُ** **أَوْ** اور ملنا کچھ دھبہ میں داخل نہیں تو جب شارع نے حکم فرمایا دھبے کا تو ملنا اوسے لازم نہ آوے گا جیسا کہ ظاہر ہے ہر عاقل **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اتنا ناخون میں باقی رہا غسل درست نہ ہو گا بلکہ اوسے نیچے کا دھوا واجب ہو گا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ یا حسنا وغیرہ درست ہو جائے گا اس واسطے کہ پانی اتون سما جاتا ہے اور اگر پانی پر روغن ملا ہو اس کے غسل کیا جائے اگر چہ روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جاتا ہو کہ بالی کے چھید میں بغیر بالی ہائے پانی نہ پہنچے گا اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جاتا ہو کہ بے تکلف پانی سوراخ میں پہنچے گا تکلف کرے اور اگر جاتا ہو کہ بغیر تکلف کے نہیں پہنچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جاتا ہو کہ اگر پانی اندر گیا داخل ہو گیا اور اگر داخل ہو گا نہ گزیرے گا پانی اور نہ داخل ہو گا پانی کو اوسے گزائے اور اگر مٹی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف کرے اور اگر اوسکی اوٹ میں ننگ لگوٹھی ہو واجب ہے کہ وضو اور غسل میں اسکو ہلا دے تاکہ پانی وہاں پہنچ جاوے

غسل میں تین چیزیں

باب محمد حلی

سلا
غسل کے تین

۱۔ پیر سے نہا کر
کہ غصے میں
کا ہوا ہو

اور جس کی کاغذ نہ ہوا ہو اور اسکو غسل میں قلعے کے اندر پانی پونہ پانچ ماہوں کے نزدیک واجب ہو اور بعضوں کے نزدیک نہیں
باوجود اسکے کہ اگر بیشاب قلعے تک آجائے اور باہر نہ نکلے وضو جائز ہے تاہم غسل میں سنت پانچ چیزیں ہیں چیلے دھونا دونوں
ہاتھ کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے اور کرنا چارٹ کا چارٹ کے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ میں
پانی مستقل جمع ہوتا ہو یا اون کے دھونے میں تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھو کر غسل کرے کسی طرح یا پھر کر پانی
اور سر سے ہٹا جائے تو وہ تین پیر دھو کر پانچویں تین بار تمام بدن پر پانی رواں کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری سلم نے یہی
سے کہ مکہ میں سے واسطے حضرت کے پانی ہو وہاں سینے او کو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر دھوا
اور کو پھر ڈالا دونوں ہاتھوں پر پھر دھوا اور کو پھر ڈالا دھینے ہاتھ سے بائیں پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ پنا زمین پر اور پھر
اور کو زمین پر پھر دھوا اور کو سولگی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور دھوا موند کو اور کنبیوں تک ہاتھوں اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے
اور سر کا بدن پر پٹو یا پھر ایک کونے میں بہت گئے سو دھو کر اپنے تودیا سینے او کو ایک کپڑے پر لیا اور سکو اور چلے اور وہ جاتے تھے
دونوں ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہو اسکو اور روایت کی ابو داؤد
اور بخاری سلم وغیرہم نے عایشہ سے اور بیان الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہیں ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جناب سے
دھوتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو دھینے ہاتھ پر پھر دونوں ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر دھوتے تھے
جیسا کہ وضو واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ پنا برتن میں پھر نکلتی کرتے تھے بالوں اپنے کو یہاں تک کہ جب دیکھتے کہ
پانی ہو چھٹ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر برتن میں بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اور سکو اپنے اوپر **ص** عروق
واجب نہیں کہ پانی چھٹی کھولیں بلکہ بالوں کی جڑ کو تر کر لیں کیونکہ حضرت نے اس مسئلے سے فرمایا کہ کافی ہو چکے جب پانی تیرے بالوں کی جڑ
پہنچ جائے اور اسی طرح تر کرنا بھی سب بالوں کا واجب نہیں اور بعض شائخ نے کہا ہو کر تر کرے کیونکہ کو اور پھر **ف**
یہ حدیث ان لفظ صحیح میں نہیں روایت کیا مسلم نے اس مسئلے سے کہا انھوں نے کہا سینے یا رسول اللہ میں عورت ہوں کہ ہاتھ پنا
چوٹی کیا میں کھولوں اور اسکو واسطے غسل جناب سے فرمایا حضرت نے نہیں کافی ہو چکے کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین ہا تین ہا پانی
پھر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جائیگی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ بھی اور اس طرح روایت ہو کہ عبد اللہ بن عمرو
بن العاص حکم کرتے تھے عورتوں کو اس بات کا کہ غسل کریں کہ کھولیں جو پنا اپنی سو حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہو عبد اللہ
بن عمرو حکم کرتے ہیں عورتوں کو چوٹی کھولنے کا کیا نہیں حکم کرتے تو انکو کہ مندا اللہ میں وہ سنا تحقیق میں اور حضرت غسل کرتے تھے ایک
برقع اور میں نے یاد کرتی تھی میں ہوں پر یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور ایسا ہی غسل حضرت سے ہو کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ نبی
کہ کیا میں کھولوں چوٹی کو واسطے حضرت نے جناب سے فرمایا حضرت نے نہیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں **ص**
اور یہ صورتیں جب میں کہ بال حرکت گئے چھوئے ہوں اور لیکن جب کھلے ہوں تو سکو دھو کر فرج نہیں جیسا کہ روایتی ہے کہ کو کچھ چیزیں
اور اگر کوئی چوٹی ہاتھ کو کھولنا واجب ہو اور وضو کرنا بھی واجب ہے لیکن ایسا نہیں کہ کو **ف** درمختار میں ہے کہ اگر کوئی کھولے کو کچھ

فصل بیان میں ان چیزوں کے جن میں غسل لازم آتا ہے

اور او کو مویا غسل کہتے ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں **ص** پہلے ٹخنہ منی کا اپنی جگہ سے کو کر کے کشو سے تو اگر غیر ہو سکے

۱۔ پیر سے نہا کر
کہ غصے میں
کا ہوا ہو

اور انزال کرنا تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو بمنہ روایت نقل کی ہو کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب میں اور تر ہو سکے تو غسل واجب ہو اور اس کو شمس المائر نے کہا کہ اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل اس کی یہ ہے کہ روایت ہر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بخون پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب میں مجرم دیکھتا ہو تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھتے تو غسل کرے تو جواب دے گا یہ کہ اس سے جو مرد دیکھتا ہو یعنی اسی بھی دیکھے جیسے کہ دوسری روایت میں تصریح آیا انجی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اکمل وجعلکم آتئم ص ۱۱۱ دو مرتبہ بیان سزا کا قبل یا و بر میں اس صورت میں غسل دونوں یعنی فاعل مفعول ہر دو واجب ہو گا **ف** کیونکہ روایت ہر سنن ابن ماجہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ حاجہ میں دونوں ختنے غسل واجب ہو گا یہی روایت کیا طحاوی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونوں ختنے نہاتے تھے اور صحیحین میں ولایت ہوائی ہر رہہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تھکے ایک تمہن کا درمیان چاروں کو لونج یعنی اپنی خودت کے پھر حاجہ کے اس سے تو تحقیق کہ غسل واجب ہو اور اگرچہ انزال ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اطہرین ہجرت مانند اسکے اور روایت کیا ایسا ہی ترمذی عایشہ رضی اللہ عنہا اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کیا شہر ازہی القابی میں منہ اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول ان کا اور روایت کیا دارقطنی نے افرادین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تھکا کر جاوے ختنے ختنے سے انزال ہو یا نہ تو تحقیق کہ غسل واجب ہو اور سعید ابن مسعود نے اپنے سینہ مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا یہی اور یحییٰ حدیث بدینے میں لکھی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تھکا کر ختنے ختنے سے اور غائب ہو جاوے کہ ذکر تو تحقیق غسل اس میں واجب ہو انزال ہو یا نہ تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے واسطہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن ہب سے مسند اپنی میں اور روایت کیا احمد نے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تھکا کر جاوے ختنے سے اور چھپ جاوے کہ ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب اور روایت کیا ابی ابی شہبہ نے اپنی مصنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی بی غشی ملانی سے پر یعنی انہی ختنے سے ہر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور سلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ تو جواب دے گا یہ کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اب یہ حدیث منسوخ ہو گئی اس سے سحر روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے آتی نینے کہ ابی شہبہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا انہوں نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہر خاصیت اول اسلام میں میر منہ کیا گیا اس میں غیبت جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسامعی نے کہ صحیح ہے اور پر شرط بخاری اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابن ابی اور دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ نہ ہر ہی منہ میں ہاں حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ بن حجر نے کتاب ابو داؤد میں ایسا واقع ہوا کہ معلوم ہوتا ہے اس سے یہ حدیث منقطع ہو تو جواب دے گا یہ کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اس واسطے کہ فقہ جب کہ کہ خدیجی جگہ لکھنے نے یا اس سے جس میں غیبت صحیح ہو گئی اور یہ بات کو سند اس میں کہ سند ابن ماجہ اور احمد کی منقطع ہو کیونکہ مکمل ہے کہ نہ ہر ہی سند ابو داؤد کی واسطے سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی حدیث کی اس سے تو اب اعتراض دفع ہو گیا وباللہ التوفیق یہ چیز ان میں صحیح ہے کہ چھانکے فالک ہنی ہائی اگرچہ سند اس میں ہو کہ نہ ہر ہی سند فرمایا جگہ لکھنے میں کہ ان کے ترمذی اور احمد اس میں ہاں وہ تو اس پر غسل ہر روایت کیا اسکو مانند اسکے ابن ماجہ اور

اور ترمذی نے عارضہ رضی اللہ عنہما سے اور مرد و عورت سب سہین برابر ہیں اور جب حضرت علی علیہ السلام نے مطلق تری رشتہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا کئی کئی نودون میں تری ہوتی ہو اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل منی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب دیگر گزری فقط **ف** تجھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا لگے اور بیگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو تو غسل کرے اور سبب فرض ہوگا اور حکم واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَقْرَبُ مَوْضِعٍ حَتَّىٰ يَبْطِئَ كُنَّ سَاتِمَةً شَدِيدًا لِّمَكِّهِ اور مائے منیٰ قریب ہونے سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قریبیت عاصم اور کسان کی ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرار دیا ہے اور جب یہ آیت تفسیر پر مبنی جاتی ہے یعنی یہی آیت ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو سبب اس بات کے ہے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْمَعُ اَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری مگر یہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی حاتم اور حافض ضیاء اور ابن جریر و حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی شیمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بھرہ بخاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم جعین اور حضرت عبد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو نیز ابو داؤد و طحاہسی اور ابونعیم و بیہقی نے اور روایت کیا احمد و مسلم نے کہ کو فَعَلَّاهُ اللَّهُ اَعْلَمَ وَجَلَّ اَتَوْصُ اور اگر عورت کا غرض بعد از قطع منیٰ بند ہو تو غسل کرے مسلمان ہو یا کافر اور جب لوگ اور بعد از جنبہ کے اگر مسلمان ہو یا کافر اور جب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار باتوں کے دلی کرتے سے غسل واجب اور غسل مستحب ہے واسطے جسے کہ منیٰ ناز جسے کہ نہ واسطے دن جسے کہ اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی امام ابوحنیفہ کے نزدیک غسل دن جسے کہ مسند ہے اور یہی روایت ہے احمد امام مالک کے نزدیک جب ہو امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن جابر ترمذی اور زوطا اور ابن ہشام بن عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو کوئی کہ آٹھ دن میں سے دن جسے کہ تو چاہے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابو ہریرہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ غسل جسے کہ واجب ہے ہر بالغ پراور سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چھ ایک جسے کہ جموع کے لڑکے اور مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انا و انھو نے کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور پھر بالغ کے مانند غسل جہا جبکہ اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم نے کہ فی القونین اور کہا محمد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھو نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہ بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیلیں اوکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور جہا کہتے ہیں کہ واجب ہے حجت پر نہیں ہوسکتی کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدلال میں ہر عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جسے نہ وضو کیا دن جسے کہ تو خوب کیا اور جسے غسل کیا

اور ترمذی نے عارضہ رضی اللہ عنہما سے اور مرد و عورت سب سہین برابر ہیں اور جب حضرت علی علیہ السلام نے مطلق تری رشتہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا کئی کئی نودون میں تری ہوتی ہو اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل منی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب دیگر گزری فقط **ف** تجھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا لگے اور بیگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو تو غسل کرے اور سبب فرض ہوگا اور حکم واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَقْرَبُ مَوْضِعٍ حَتَّىٰ يَبْطِئَ كُنَّ سَاتِمَةً شَدِيدًا لِّمَكِّهِ اور مائے منیٰ قریب ہونے سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قریبیت عاصم اور کسان کی ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرار دیا ہے اور جب یہ آیت تفسیر پر مبنی جاتی ہے یعنی یہی آیت ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو سبب اس بات کے ہے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْمَعُ اَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری مگر یہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی حاتم اور حافض ضیاء اور ابن جریر و حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی شیمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بھرہ بخاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم جعین اور حضرت عبد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو نیز ابو داؤد و طحاہسی اور ابونعیم و بیہقی نے اور روایت کیا احمد و مسلم نے کہ کو فَعَلَّاهُ اللَّهُ اَعْلَمَ وَجَلَّ اَتَوْصُ اور اگر عورت کا غرض بعد از قطع منیٰ بند ہو تو غسل کرے مسلمان ہو یا کافر اور جب لوگ اور بعد از جنبہ کے اگر مسلمان ہو یا کافر اور جب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار باتوں کے دلی کرتے سے غسل واجب اور غسل مستحب ہے واسطے جسے کہ منیٰ ناز جسے کہ نہ واسطے دن جسے کہ اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی امام ابوحنیفہ کے نزدیک غسل دن جسے کہ مسند ہے اور یہی روایت ہے احمد امام مالک کے نزدیک جب ہو امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن جابر ترمذی اور زوطا اور ابن ہشام بن عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو کوئی کہ آٹھ دن میں سے دن جسے کہ تو چاہے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابو ہریرہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ غسل جسے کہ واجب ہے ہر بالغ پراور سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چھ ایک جسے کہ جموع کے لڑکے اور مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انا و انھو نے کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور پھر بالغ کے مانند غسل جہا جبکہ اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم نے کہ فی القونین اور کہا محمد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھو نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہ بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیلیں اوکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور جہا کہتے ہیں کہ واجب ہے حجت پر نہیں ہوسکتی کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدلال میں ہر عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جسے نہ وضو کیا دن جسے کہ تو خوب کیا اور جسے غسل کیا

اور ترمذی نے عارضہ رضی اللہ عنہما سے اور مرد و عورت سب سہین برابر ہیں اور جب حضرت علی علیہ السلام نے مطلق تری رشتہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا کئی کئی نودون میں تری ہوتی ہو اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل منی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب دیگر گزری فقط **ف** تجھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا لگے اور بیگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو تو غسل کرے اور سبب فرض ہوگا اور حکم واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَقْرَبُ مَوْضِعٍ حَتَّىٰ يَبْطِئَ كُنَّ سَاتِمَةً شَدِيدًا لِّمَكِّهِ اور مائے منیٰ قریب ہونے سے یہاں تک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قریبیت عاصم اور کسان کی ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرار دیا ہے اور جب یہ آیت تفسیر پر مبنی جاتی ہے یعنی یہی آیت ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس تو سبب اس بات کے ہے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْمَعُ اَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری مگر یہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی حاتم اور حافض ضیاء اور ابن جریر و حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی شیمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بھرہ بخاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم جعین اور حضرت عبد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو نیز ابو داؤد و طحاہسی اور ابونعیم و بیہقی نے اور روایت کیا احمد و مسلم نے کہ کو فَعَلَّاهُ اللَّهُ اَعْلَمَ وَجَلَّ اَتَوْصُ اور اگر عورت کا غرض بعد از قطع منیٰ بند ہو تو غسل کرے مسلمان ہو یا کافر اور جب لوگ اور بعد از جنبہ کے اگر مسلمان ہو یا کافر اور جب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور چار باتوں کے دلی کرتے سے غسل واجب اور غسل مستحب ہے واسطے جسے کہ منیٰ ناز جسے کہ نہ واسطے دن جسے کہ اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی امام ابوحنیفہ کے نزدیک غسل دن جسے کہ مسند ہے اور یہی روایت ہے احمد امام مالک کے نزدیک جب ہو امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن جابر ترمذی اور زوطا اور ابن ہشام بن عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جو کوئی کہ آٹھ دن میں سے دن جسے کہ تو چاہے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابو ہریرہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ غسل جسے کہ واجب ہے ہر بالغ پراور سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چھ ایک جسے کہ جموع کے لڑکے اور مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انا و انھو نے کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور پھر بالغ کے مانند غسل جہا جبکہ اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم نے کہ فی القونین اور کہا محمد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے اور انھو نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس حدیث کو کہ بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیلیں اوکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جسے کہ واجب ہے اور جہا کہتے ہیں کہ واجب ہے حجت پر نہیں ہوسکتی کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استدلال میں ہر عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ جسے نہ وضو کیا دن جسے کہ تو خوب کیا اور جسے غسل کیا

نیک کیا اور غسل افضل ہے کہ ترمذی نے کہ اس باب میں روایت ہوائی ہریرہ اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہ کما حدیث
 عمر رضی اللہ عنہ کی حسن ہے اور روایت کیا ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد و جرم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سوچا کہ اگر عمر رضی اللہ
 عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے آئے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھ کو مشغول کیا تھا آج کے
 روز اور میں گھر نہیں گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سنی ہو سی راہ میں مسجد میں آیا اور کچھ دیر کئی مینے گروا وسطے و منو حضرت
 رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فقط وضو ہی تنہا کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ ٹوٹے اور نماز پڑھی
 اور عمر رضی اللہ عنہ نے ٹوٹنے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ثابت ہے
 کہ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہیں اور
 لیکن غسل بادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہو اسکے یہ جو غسل کرے اور جو شخص کرے تو کچھ اور سپر واجب نہیں آخر حدیث
 اور کہتے ہیں کہ مرد واجب ہے اور حدیث میں ضروری ہے نہ واجب اصطلاحی تھی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطن لکھا ہے
 اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد بن عمار عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد عن ابراہیم بن محمد
 والفصل من الحجامة والغسل من العیدین قال ان اغتسلت فحسن وان تركت فليس عليك
 الحکم ثبت یعنی خبری مجاہد بن ابان بن صالح نے انھوں نے سنا حماد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حماد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا میں نے
 ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہے اور اگر ترک کرے تو کچھ
 تیرے اور نہیں اور بھی روایت کیا صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے جس نے کہ وضو کیا سچا کیا وضو کو پھر آیا جسے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ یا خشتا جائیگا اسکے لیے جو کچھ کہ در بیان
 اسکے اور در بیان جمعے کے ہے اور زیادہ ترین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابو داؤد ابی جابر روایت کیا ہے سند اس کی صحیح ہے
 میر نزدیک اور روایت کیا طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور ترک
 کرتے تھے اسکے اور اس حدیث بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے واللہ اعلم اور کچھ بیان اس کا باب جمع میں آویگا اور اس جگہ
 بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا اور کمالی طول سے نہیں **ص** دو شکر و نو ن عیدوں کے واسطے یعنی عید فطر اور عید اضحیٰ
ف جانا چاہیے کہ عید پر غسل میں کئی حدیثیں ہیں لیکن ضعف خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے فاکہ بن سعد رضی اللہ
 عنہ سے کہ صحابی ہوا اور کمال مشہور ہے کہ انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن خوار و روز
 عرفے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور سنن ابن ماجہ میں اور مسند بزار میں بھی مزی
 شیخ ابن اللہ نے کہا کہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نو سوچی اور روایت کیا ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
 تھے حضرت کہ غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحیٰ کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا
 کہ زیادہ بن شریک نے کہا ایک قوم کو کہ جو غسل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تھے دیکھا کہ یہ تم غسل نہیں کرتے بوجہ عید
 روایت کیا اسکو ابن سعد اور ابن عساکر نے اور کہا صحیح ہے عید سے اور زیادہ کہنا محفوظ نہیں انتہی تو اس میں یہ کلام ہے کہ اگر

کی روایات کا بھی اعتبار نہیں جب تک رجال سند معلوم نہ ہوں اور اگر احادیث ضعیفہ بھی ہو کر تھیں ان کتابوں میں اور
محمد الدین فردوسی لکھا ہے کہ اس باب میں دو حدیثیں آئیں ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی
جو دونوں ہنسے اور نقل کیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہے کہ ہنسے سوا حدیث عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث ابن
میں نہیں باقی البتہ روایت ہی موطا میں ساتھ صحیح کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل
کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائیں لیکن یہ بات ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذرا سی بات
بھی جو حضرت نے نہیں کی ہوتی تھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہو گا جیسا کہ فیروز
نے کہا لیکن حکم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما آتھ کان یغتسل لکل عید وشدۃ مبالغۃ لما بقیۃ الشیئۃ
یقتضی ان الحدیث فی هذا الباب صحیح یعنی صحیح ہو ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور
شدت مبالغہ اور واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہو اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح ہے فقط واللہ اعلم اگر کوئی کہے کہ روایت کی
ترندی اور داری نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہے کہ حضرت نے کپڑے اتارے واسطے چاند او سیکے کو غسل کیا تو اس سے سنت ہونا
اور کثابت ہونا ہی تو جواب یہ کہ عموم میں نہیں بلکہ اس سے یہ سمجھا تا ہے کہ ایک بار کیا تو غسل سخت جاوے گا کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الکمام
فتح القدیر میں ہذا ما ظہر سیل الان لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرًا صریحاً واسطے احرام کے
ف احرام کے واسطے غسل کرنا آتھ اربعہ کے نزدیک سنون ہو اور روایتیں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان اس کا حج کے
باب میں آوے گا صریحاً دن عرفہ کے ف کیونکہ اوپر ہنسے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعہ کے
اور فیروز اور عید غرور و عرفہ کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابوداؤد اور احمد بن محمد بن حنبل نے اور یحییٰ بن

باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہے اور جس سے جائز نہیں

جائز ہے وضو نہ کہ پانی سے اور جس سے یعنی زمین پانی سے مثل کوئین وغیرہ کے ف اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَبَرِّئْ لِحُكْمِكَ مِنَ الْسَّمَاءِ مَاءً لَيَطْفِئَهُ كَوْهٍ یٰۤاٰیۤہِ یٰۤاٰیۤہِ یٰۤاٰیۤہِ یعنی اور اللہ تعالیٰ اور تار تار پانی آسمان سے ناکہ پاک کرے لگو اس سے
اور فرمایا وَاَنْ لِّسَّمَاءِ مَاءٌ طَهُوْرٌ اور اقرار ہے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں آسمان
کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی پاک ہونے پر کوئین زمین دلیل ہے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہم
کہ چونکہ حضرت نے کیا وضو کرین ہم کو میں بضاعت سے اور وہ کوئان ہے کہ ڈالے جائے ہیں کہتے ہیں کہ جیسے کہ ابو داؤد اور احمد بن
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں نہیں کرتی ہو اسکو کوئی چیز جو حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القفل
رحمۃ اللہ علیہما اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پر اس کے دلیل اجماع ہے جیسا کہ آگے آوے گا اور پہلے میں جو حدیث لکھی ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں نہیں کرتی ہو اسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا خورہ اسکا تو روایت کیا
اسکا یہ بھی ہے ابی امامہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ آگے آوے گا اور پانی مہیا کے پاک ہونے پر دلیل ہے کہ روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ
اور ابوداؤد اور نسائی نے تحقیق کیا ایک شخص نے جو چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو اس پر پانی
میں ادا تھا بن اپنے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر ذکر کرین ہم سے ہوں کیا وضو کرین ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دیا پاک ہر پانی اور کھانا اور حلال ہر مردہ اور کھانا ترندہ کی کہ پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کون کہا کرتے تھے کہ حدیث صحیح ہے اور باقی تفصیل اس کی خوشی شیخ ابن ابیہاشم فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں لکھی ہے **ص** اور برف کے پانی سے اگر چاہا ہوا ہو اور اگر چاہا ہو تو جائز نہیں **ف** کیونکہ جس برف میں برف ماندہ پانی کے ہو تو حکم اور کھانا پانی کا سا ہو وضو جائز ہو گا اور جس صورت میں جمی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہے **ص** جائز ہے وضو اس پانی سے جو رکھے رکھے بدبودار ہو گیا ہو یا اٹھ کے کسی کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو **ف** اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہے اور روایت کیا نہائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے ایک بڑے کھانے کے اور میں ان کے کاتھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ بالکل اس سے مقصود ہو تو وضو اس سے جائز ہے مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے مستطابا کو چھوڑ دے اور اس کی رقت اور سیلا یعنی بہنے کو کھوے تو وضو اس سے جائز نہیں اور اگر وہ چیز ایسی ہو یعنی اس سے پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اس کو وضو نہیں ہیں ایک روایت میں غلبہ شرط ہے یعنی اگر غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے غالب ہو چاہے نہ ہو وضو اس سے جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم چھین وضو اس پانی سے جائز نہیں اگرچہ غالب ہو **ف** اور احتیاطاً اس میں ہے جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے **ص** اگر پانی جاری میں کوئی چیز غرق ہو جائے اور انرا وضو کا یعنی رنگ بومرہ نہ ہو وضو اس سے جائز ہے **ف** اس واسطے کہ نجاست اور سمین شہر کی بلکہ بجائیکو ایسا بھی ہوتا ہے میں اللہ اعلم بالصواب **ص** پوشیدہ ہے کہ جاری کسی کو کہتے ہیں علماء کا اسمین مختلف ہے بعض کو کہ نزدیک پانی جاری کا کہتے ہیں کہ گھانس اور تینکے وغیرہ کو بہا لیجائے **ف** اسی کو صاحب شرح وقایف نے اختیار کیا ہے اور بعض کو کہ جاری ہو جو کسی کو لوگ جاری سمجھیں اور اس کو درخت یا تر میں اختیار کیا ہو اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ جاری اسے کہتے ہیں کہ طلق جریان او میں پایا جاتا ہو اگرچہ کسی بھی نہایت ہو واللہ اعلم **ص** تو اگر تندی او پر روکی جاوے اور پانی رسان نہ کرے نہ نکلتا ہو وضو اس سے جائز ہے کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہو اس طرح پر وضو کر کے پھر پانی مستعمل کو نہا وضو یا وضو چلن اتنی دیر کر کے کہ پانی مستعمل جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاوے گا **ف** کیونکہ پانی مستعمل نجس ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور اس کا ذکر آگے ہم کریں گے **ص** اگر عرض وہ درہ کہ ہو اور ایک طرف سے او میں پانی آتا ہو اور دوسری طرف سے نکلتا آتا ہو ہر طرف میں اس سے وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** در مختار میں ہے **ص** یعنی ایسی فتویٰ ہے **ص** اور بعض کو کہ نزدیک اگر جاری چارہ یا کھانہ تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بدبودار ہو کہ او وضو ہو جاوے کہ وہ اس کی نجاست ہے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم نہ ہو تو وضو جائز ہے کیونکہ کہیں ہو بسبب یادہ رکھنے کے ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور اگر مردہ انکار وانندی میں پڑا ہو اس کے عرض کو بند کیا اور پانی نہ گئے کے او پر جاری ہو اگر وہ پانی جو کہتے سے ملا ہو کہ اس پانی سے جو کہتے سے الگ ہو اس کے نشیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے فقہ ابوحنفر نے کہا جو کہ سنہاسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہیں کرے تو اس سے وضو کرے میں کچھ خون نہیں اور اگر پانی میں ایسا جاوے کہ پانی میں پیدا ہو تا ہو اور او میں جیتا ہو جیسے مچھلی اور مینہ کن وضو اس سے جائز ہے

ف ان چیزوں کے مرنے سے اس واسطے پانی نہیں نجس ہو تا کہ ان جانوروں کی جگہ بھی پانی ہو ایسا ہی کر گیا صاحب ہائے
 اور قاضی رخصی نے کہا کہ اس لازم آیا ہے کہ اگر درندہ خشکی میں ہو تو چاہے کہ نجس ہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی پر لیکن اس کا جو
 یوں ہو سکتا ہے کہ معدن مراد وہ ہے کہ غیر اوس کے جی نہیں مکتا اور ایسا معدن درندہ کا خشکی نہیں واللہ اعلم اور دوسری دلیل
 ہر ایسے میں اس کی ہر گھسی کر انہیں خرد نہیں کیونکہ جو جانور کہ دوسری پانی میں نہیں ہوتا اور جب خون نہ تھا تو پانی نجس ہو گا کیونکہ خون
 نجس ہے والا پیشینہ میں اس کا ہر گھسی کر انہیں خرد نہیں کیونکہ جو جانور کہ دوسری پانی میں نہیں ہوتا اور جب خون نہ تھا تو پانی نجس ہو گا کیونکہ خون
 تو بعضوں نے کہا کہ اس کا جو چلی کے اور میں نجس ہو گیا اور فضول تھا کہ کسی میں نجس نہیں ہو گا اور یہی مجمع ہے کہ فی المداہ ص
 اگر پانی میں ایسا جانور مر جائے تب تا خون نہیں جیسے تجھڑا دھو کھی وضو اوس سے جائز ہے کیونکہ خون جو نجس ہے وہ ہوتا ہی خون ہے
ف کیونکہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کہ جب تمھارے پانی میں کھجور پڑے تو چاہے کہ اوس کو دبوچو پھر اوس کو نکالو
 اس واسطے کہ ایک پرہیزگار اوس کے مرض ہو اور دوسرے میں شفا ہو روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کھجور ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ دلیل لا تا اوس
 اچھا ہے جو دلیل لائے ہیں صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے بھی حلال ہے کھانا اوس کا اور پینا اوس کا اور وضو اوس سے
 اور پوری حدیث چون کہ روایت کی دا قطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا چھو جاو
 اوس میں نہ جانور حسین نجس نہیں اور چھو جاو تو میں تو حلال ہے کھانا اوس کا اور پینا اوس کا اور وضو اوس سے کھانا دا قطنی نے نہیں فرمایا
 اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ جمہول ہے شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ
 بقیہ میثاقہ کا ہے روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور زید بن ہارون اور ابن نمیر اور کعبہ اور داؤد
 اور اسحاق بن ابویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کہا ہوں کہ پوچھ گچھ
 بھی میں نے سمجھ لیا اور اسمعیل بن عیاش سے کہ کہ کھانا کھانا کھین یعنی دو نوں ہاتھ میں اور کھانا ہوز رہا ہے کہ بقیہ میرے
 نزدیک اچھا ہے اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن شیبہ کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام و ذکر پاک
 عبد الجبار ہے اور وہ مقلد تھے تو اب جالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اس کے حسن ہے کہ نہ ہوگا اوس پر ہر ہر رضی اللہ عنہ کی حدیث
 جو اوپر عنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہے واللہ اعلم **ص** اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی نجس ہو جا تا ہے
ف اور قول اول جنہ بامام صاحب کا صحیح ہے **ص** جو پانی درخت یا سب سے پھڑکا جاوے جیسے پانی رواج کا درخت
 پھڑکا جاوے اور پانی سید لوارا کا کہ سب سے پھڑکا جاوے وضو اوس سے جائز نہیں اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہے **ف**
 کیونکہ اس پر پانی مطلق نہیں ہو لاجا تا ہے نہ اچھو کوئی سر کہ یہ تو یہ نہیں کہا جاوے گا کہ فلا نے نے پانی پیا اور قرآن شریف میں حکم ہے
 کہ جب پانی پیا تو تم تم کو **ص** اور وضو اوس پانی سے جس پر کوئی چیز غالب آجائے اس طرح کہ پانی کو اوس کی طبیعت سے نکال دیکو
 یا کھانے کے سبب غالب ہو جاوے جیسے کہ پانی باقلے کا **ف** ہر ایسے میں جو کھاتے کے پانی سے ملو وہ جو پانی نہ نکالے گا کوئی
 اور پر کوئی چیز کھانے کے **ص** یا شور یا باثر نہیں اور اگر پتے درخت کے پانی میں پڑے اور اوس کا رنگ یا کوئی وصف نہ گیا
 وضو اوس سے جائز نہیں کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہے **ف** ہر ایسے میں جو پانی بقیہ کے بدل گیا ہو تو اوس سے وضو جائز

جامع
 جامع

اور باطل کے معنی جو صاحب ہادیہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں لیجے واللہ اعلم **ص** اور جو بانی سنا نہیں سنی ہیں
 اگر نجاست پڑی ہر پرچہ کہ تھوڑا ہوا بہت وضو اوس سے جائز نہیں **ف** جانا یا ہے کہ یہاں تین مذہب ہیں پہلے تو یہ کہ
 بانی جو جاری نہیں اوس میں اگر نجاست پڑی تو نجس ہو جائیگا یا بانی تھوڑا ہوا بہت مگر جب کہ وہ عوض دہ درہ ہو اور اسکا ذکر اگر
 آویگا تو اس محدث میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام عظم کا ہے دوسرا مذہب یہ کہ اگر دو پچھل بانی ہو تو نجس ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ ہے اور تیسرا مذہب یہ کہ بانی تھوڑا ہوا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وضعت ہو یا بانی نجس ہوگا اور
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے امام عظم صاحب حدیث علیہ السلام کی دلیل یہ کہ روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی
 اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا پیچ پاک
 بانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اوس میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں پیچ بانی دائم کے اور جو چھوٹ
 کما کس طرح کرے ایسا ہر پرچہ کہ اسے اوس لینے کر یعنی کسی رتن سے مثلاً لیکر اپنے اوپر بانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ہے بانی
 میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا اسکو بسلم نے
 کئی طریقوں سے اور بخاری نے بھی اور چاروں علوین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا
 کہ جو بانی جاری نہیں ہو نجس ہو جاتا ہوا الا منع کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور بھی روایت صحیح میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے اپنے خواب سے سوٹھے ہاتھ اپنا پیچ برتن کے یہاں تک کہ دھو کے اسکو تین بار کہو کہ بھائی جاننا
 کہ کہاں ہا ہاتھ اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
 اور کما کہ حسن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہوا ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایت ہے یاسکی کوئین کے باب میں اوسکی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے
 کہ روایت ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کما انھوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس بانی سے جو کہ ہوتا ہو جگلوں میں
 اور پیتے ہیں اوس سے بانی چارپائے درندہ فرمایا آپ نے کہ جب ہو بانی قلعین نہ اٹھا سکا نا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن جہان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی
 عنہما اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 اول کتاب میں چونکہ سندوں میں اس لفظ سے لائے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِينَ قُلَّةً یعنی جب ہو بانی
 چالیس قُلَّةً اول ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں
 کہ بیچیں ہے اور بعضوں میں اَلَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ اور پینتا البیس اور طریقے ہیں ایک اور میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ
 اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ كَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 ساتھ اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا اَلَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
 روایتوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور چالیس قلوں کی روایت ابن مسکد نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہر قلعین اور ثلثا یعنی قلعین ہوں یہاں

اور بھی روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہنچ جائے پانی چالیس قدم پر نہ ہوتا
 رکھے گناہ است کا اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں خط کیا اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری اور سیوطی اور سکا اسناد رکھا گیا
 اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ اور روایت کیا اسکو عقیل نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ
 صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال اذا ابلغ الماء اربعین قسطاً لم یجس یعنی جب پانی چالیس قسطوں تک پہنچے
 اور بعض روایتوں میں ہر اربعین عمر با اور بعضوں میں اربعین دلو اسو اس حدیث کے لفظوں میں غلط ہے اور بھی بعض
 حدیثوں میں آیا کہ لا یجس شئ اور بعضوں میں لم یجس الخبث اور بھی سندیں اسکی اختلاف سے مختلف ہیں ابی اسامہ
 کہی تو کہتے ہیں عن الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر اور بھی کہتے ہیں عن محمد بن جعفر بن
 الزبیر اور جواب اسکا یہ ہے کہ جابر کہہ کر ابی اسامہ نے دونوں سے سنا ہوا اور بھی اس حدیث میں ابی اسامہ نے کہا
 عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور وہ یَعْلَمُ اللہُ یَعْلَمُ اللہُ بنی عمر اور اسکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں بیٹے
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں اور دونوں نے روایت کیا ہوگا اور بھی ان حدیثوں میں ایک حدیث
 میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وسلم اور ایک میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وسلم اور ایک میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وسلم
 علیہ وسلم اور جواب اسکا یہ ہے کہ جابر کہہ کر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بھی سنا ہوا اور آپ بھی سنا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لیکن غلط لفظی اس حدیث میں بیشک بہت ہے کسی میں ہر قلتین او ثلثا کسی میں ہر اربعین قسطاً کسی میں ہر اربعین قسطاً
 کسی میں ہر اربعین دلو کہا امام طحاوی نے ولانہ ذوی قلتین او ثلثا علی الشک یعنی ترک کیا ہنہ حدیث قلتین کو
 اسواسلکہ روایت کی گئی ہے دو قسط اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلوں کی روایت ضعیف ہے تو اعتبار اسوی قلتین کا ہے جو اکثر روایات
 میں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ دارقطنی نے تو مسندوں میں اربعین قسطاً ذکر کیا ہے اور بھی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور
 ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور غلط لفظی تو اس میں پایا گیا اور غلط معنوی ہے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ
 اور کہا ہے کہ ایک حدیث میں ہر اربعین قسطاً یعنی چالیس قسطوں کا اور کہا ہے کہ ایک حدیث میں ہر اربعین قسطاً یعنی چالیس قسطوں کا
 یعنی جس نہ کا تو یہ کچھ نہیں کیونکہ اکثر روایات کے معنی کہنا مخالف ہے اور یہ حدیث کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین چوبیس پر اسکی کچھ نہیں
 واللہ اعلم لولیک غلط ہے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف سنا بھی اسمین بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صاحب ہائے ضعیف
 ضَعْفَةُ أَبُو دَاؤَدَ اور بعض نسخ ہائے میں فی سند بھی ہے اور وہ غلط ہے کیونکہ سنن میں ابوداؤد کہیں اسکا ذکر نہیں
 کہا شیخ ابن الہمام وقیل لعلہ فی غیر سندہ یعنی کہا گیا کہ غیر سنن میں ابوداؤد کے ہے واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے
 فتح الباری میں ومنہ ضَعْفَةُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَاضِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَقِّقِ وَأَبُو بَكْرِ
 بْنُ الْعَرَبِيِّ الْمَالِکِيُّ یعنی جنہوں نے ضعیف کیا اس حدیث کو او عین سے ہیں حافظ بن عبد البر اور قاضی تھیل بن ابی
 اور ابوبکر بن العربی مالکی لوگوں نے یعنی ان لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور بالعموم میں ہر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حدیث
 القلتین یعنی روایت ہے ابن المدینی سے کہا انہوں نے ثابت نہیں ہوتی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاسم نے سفر السعادت میں
 باب اذا ابلغ الماء قلتین کو یجمل خبثاً قال جماعة کو یصح فیہ حدیث یعنی باب قلتین میں کہا جاتا ہے

مراد اس سے
مناہی ہے کہ
صاحبین

کہ صحیح نہیں ہوئی اور میں کوئی حدیث اور بعضوں نے کہا ہے کہ سفر السعادت میں ہر ضعیفہ بعض الحدیث تین صحیحہ کے ہونے اور غلط ہو کر ہو کہ سفر السعادت میں کہیں اسکا نشان نہیں پوری عبارت اسکی یوں ہر باب اذا ابکغ الماء قلت بکن کو صحیح کہنا قال جماعة یصح فی حدیث و جماعة قالوا لا یصح وقد اوردہ اگلے اہل الحدیث فی مصنفانہم انسہی اور زلیعی نے کہا حدیث قلتین ضعیفہ ضعیفہ جماعة الحدیثین حتی قال البیہقی من الشاک فیہ غنی فی و کما فی الفی و فی فی مع شدۃ اثباتہم لاشیاء رحمۃ اللہ لضعفہ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہر ضعیف کیا اسکو ایک جامع نے محدثین کی بیان تک کہ کہا بہت ہی کہ وہ قوی نہیں اور ترک کیا اسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع او کی کہ واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے ضعف اس کے کہ اور تمہید میں ہر ما ذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف یعنی ہر شافعی گئے ہیں حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہی اور ہر از میں ہر کسی کے ہو وہو حدیث ضعیف اور وہ حدیث ضعیف اور ان قولوں میں ایک نظر ہو وہ یہ کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگوں نے مراد لیا یہی ضعف بسبب ضراب کے اگر ضعف بسبب ضراب کے ہو تو مسلم ہی اس ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہیں کہا طحاوی خبہ القلتین صحیح و اسناد ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہی اور اسناد اسکی ثابت ہو اور کہا حکم نے مستدرک میں صحیح علی شرط البخاری و مسلم یعنی یہ حدیث صحیح ہی اور شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بہت ہی نے ہذا الاسناد صحیح ہو قول یہ اسناد صحیح ہی وصول ہے اور صحیح کیا اسکو دارقطنی وغیرہ انکو اشباح ابن القیم نے شرح حلی داود میں اما صحیحہ سندہ فقد وجدت لان کونانہ ثقات لیس فیہم جرح و لا متہم و قد سمع بعضہم من بعض و لهذا اصحیہ ابن خنیسمہ والاکبر والطحاوی وغیرہم یعنی صحت اسناد اسکی تو پای گئی ہو واسطے کہ روایت کرنے والے اس کے سبب قہر میں نہیں ہوا نہیں کوئی مجروح اور تہم اور بعض ان کے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہو اسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے اتنی الدیلمیہ طریقی میں بہت واقع ہو اور وہ جو ہم نے چالیس قاون کی روایت جابر بنی الدیلمیہ محمد بن سکر کی روایت نقل کی بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جابر کنا غلط ہو بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہو اور یہ غلطی قاسم عمری جواد اسکی اسناد میں واقع ہوئی ہو کیونکہ وہ ضعیف ہر ضعیف کیا اسکو احمد اور بخاری اور یحییٰ ابن جعد وغیرہم نے کہا بہت ہی نے اخبینا ابو عبد اللہ اللہ حافظ قال یرواہ ابی الدقان یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ابکغ الماء اذ یعین قلۃ خطا والصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبد اللہ بن عمر بن عمر بن جری مجاہد عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا اسناد ابی الدقان سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن سکر کی جابر بنی الدیلمیہ سے خطا ہے اور یحییٰ محمد بن المنکدر سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ہی اتنی ہو اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا اس حدیث کو محمد بن سکر سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ عبد الرزاق نے اخبینا ابی الدقان عن محمد بن المنکدر عن عبد اللہ بن عمرو بن جری عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ابکغ الماء اذ یعین قلۃ خطا والحدیث کی پوری تھی سو وضو کیا اس سے نہیں کہتے

ابن

کہ نہیں حرج ہو ساتھ اس کے جب تک کہ نہ بیٹے اور سکا مرنے یا بویارنگ اور یہ جواب نہایت ہی کیونکہ جائز ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو جہت پہلو
جائزہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستنباط
اور بقرینہ الاستنباط ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو والد اعلم اور
مائل ان سب تحقیقات کا یہ ہے کہ فیہب خضیعہ کا اس باب میں بہت اعظمی اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو
مائل سے دیکھو اور جلدی نکرنا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی والد اعلم **ص** مگر یہ کہ وہ درود ہوا اور نہ کھل جاتی ہو زمین چلتو
لینے سے تو حکم اسکا حکم بانی جاری کا ہو تو اگر اتنا بانی ہی کہ چلتو لینے میں نہ کھل جاتی ہو تو اس میں بھی اگر نجاست بڑی ہو تو
جائز ہوگا مگر اس جگہ پر جہان نجاست ظاہر ہو تو اگر نجاست وہ درود بانی میں نہ کھلائی دیتی ہو نہ وضو کرے مقام نہایت
میں بلکہ دوسری جانب سے اور اگر کھلائی نہ میں دیتی وضو کرے سب جانبوں سے اور جہان بانی مستقل گرتا ہو وہاں بھی وضو کرے
مگر اگر فرض وہ درود ہو **ف** اس جگہ پر محی اسنہ رحمۃ اللہ علیہ اعتراض کیا ہے اور جواب اسکا شرح وقایہ عربی میں
مذکور ہے لیکن صحیح یہ بات ہے کہ وہ درود کی تقدیر تاجرین نے واسطے عوام کے کر دی ہے اور دوسرے یہ ہے کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو
اوپر عمل کرے تو اگر اسکا گمان یہ ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پونہچی ہے تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی صحیح
جیسا کہ سچ غنایہ وغیرہ کے ہے اور یہی ظاہر روایت ہے امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے
اور تحقیق کیا سچ بھروسے کہ یہی مذہب ہے اور اسی پر عمل کیا جاوے گا اور وہ درود کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں
اور جو جواب صدر شریعت نے دیا ہے وہ کیا گیا ہے مضمون در مختار کا ہے اور وہ درود اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے ہرگز
اور سب ملا کر سو گرنہ ہوتا ہے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور اگر معتبر نہ کرنا کہ اس کا ہو اور وہ آٹھ ٹکڑی کا ہوتا ہے اور بعض

نے بانزودہا بانزودہا کا لیکن صحیح اول ہر ص
فصل پانی مستعمل کے بیان میں
اور اسمین علم کے اختلافات ہیں پہلا اختلاف اسمین
یہ ہے کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہو شیخین کے
نزدیک پانی مستعمل ہو جانا ہر صحت کے دفع کر رہے

ع
عزیز سے مراد ہوا اور ان
ہر جو ایک کتاب
مستخرجہ من ۱۵
منہ مدخل

۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

نقش

حوض

د ل د ر د ا

۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

مگر بالکل نہیں کہ یا نجس کو **ف** اسی کو درخت یا زمین اختیار کیا ہو اور اسی کو اختیار کیا ہو مشائخ عظام نے اور محدثین میں ہرگز نہیں ہوگا۔
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو ان ضوابط سے جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ بالکل نہیں کہ ناگزیر جو دباگ ہو اور صاحب بدایہ اسکے نجس
ہونے پر دلیل ملے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا اوس پانی میں جو جاری
اور غسل کرے اوس میں جنابت اور صلیت کا بیان گذرا اور اس سے حجت پڑنا ضعیف ہے کیونکہ اس میں یہ بات غلطی ہے کہ غسل نہایت
تھے پانی میں نہ نہیں کہ اہل تحریک کو روپائی غسل کے بغیر جو چاہے کچھ دلائل میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک
قدیم و قریب پاک ہو یا پاک کرنا بھی ہو اور ہم کہتے ہیں اگر پاک ہو اور پاک کرے بھی جائز ہوگا مگر میں نے جو اس سے پہلے آیا اس اور اس کا کوئی نقل نہیں

فصل دباغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو ماتی ہو مگر سور اور آدمی کی **ف** دباغت کے معنی آگے بیان ہو چکے تو کتنے کی کھال
پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ہوا ان دونوں میں داخل ہو اور صاحب بدایہ اسکی دلیل بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو کھال دباغت کی جاوے سو پاک ہو جاوے گی اور اس میں کتنا داخل ہو اور سور اس سطح پاک نہیں ہوگا کہ وہ نجس میں ہو بلکہ کتنے کے
کیونکہ لو جس شخص کا کیا جائے اور نجس پانی کی آبی جاتی ہو اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ اور روایت کیا سلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس نقطہ سے اذ ادبیح الاہاب فقط طہور اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک کتنے کی کھال دباغت پاک نہیں ہوتی اور اس جگہ پر شیعہ غلط کر کے ہیں جنہوں نے کہہ کتنے کی کھال کو کتنے دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں اور
جواب اسکا تھا ثمان عشر یک صد و سوم میں مذکور ہے علاوہ اسکے من لا یتخضض فی الفقیہ میں جو ان کے مذہب کی کتاب ہے
ایک روایت لایا ہے کہ اگر کھال سور سے ایک ذل یا نون اور اوس ذل سے پانی کچھ میں وضو اوس پانی سے جائز ہے تو اب کھانا چاہیے کہ سور
کی کھال یا وہ نجس ہو یا کتنے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی سبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہے بدایہ میں کہما شیخ ابن الہمام غفرلہ
کہ غنایہ میں ہے کہ جب دباغت کی جاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک ہے کہ کیونکہ اگر اہل
اور حرمت کو نہ پاک ہو نہیں کیا داخل ہی البتہ انتفاع میں ہو تو انتفاع اوس سے جائز نہ ہوگا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جائے گی
کیونکہ روایت کیا ابو داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما او عنہما یمنونہ رضی اللہ عنہما کہا میں نے رضی اللہ عنہما بدایہ کیا گیا
واسطے ایک ٹوٹی یا تازہ جاری ایک بکری صدقہ سے سو وہ مرنے لگے اور سوچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیوں نہ دباغت کر لیا
تینے کھال اوسکی کو سو کہا او عنہ کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حرام کیا گیا
مگر کھانا اوسکا یعنی مردہ کا کھانا حرام ہے نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کیا ابو داؤد نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباغت کی جاوے اور روایت کیا اسمین ابو داؤد نے
سلم بن الجحیف سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردہ کا پاک کرنا ہی اوسکو اور بھی روایت کیا مالک بن انس سے
اللہ عنہما سے اسی باب میں اور روایت کیا دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا کہا او عنہما نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لیا
ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباغت کی جاوے مٹی ہو یا ریت یا لکھ یا پانی اور سنا دین اس حدیث کی معروف بیٹے حسن بن محبوب نے
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردہ کی دباغت میں پاک نہ ہوگی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا کہ حسن بن ابی اور ابن ماجہ و نسائی نے عبد اللہ بن عکیم سے کہہ دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت
 زمین جہنم کے اور میں نے کہا کہ نہ فائدہ اور نہ ہلاکت سے ساتھ کھال اور چمکے اور اس میں بیعت کی اسناد میں مضطرب
 اور یہ واسطے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھ اس حدیث کے پھر ترک کیا اور اسکو سبب مضطرب اسنادوں کی کہلا دیا کہ
 یہ کہ بعضوں نے کہا کہ میں نے یہ بھی سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں یہ واسطے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اور یہ
 مرسل ہے اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داؤد خالد رضی اللہ عنہ انھوں نے مکر یہ عبد رضی اللہ عنہ کہ وہ اس کے اور لوگ ساتھ اس کے
 طرف عبد اللہ بن عکیم کے کہ اس کے کہ وہ اصل ہے اور یہ میں نے پھر وہ اس کے کہ وہ اصل ہے میری طرف اور خبر یہ کہ کہ
 عبد اللہ بن عکیم نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا طرف جہنم کے کہ قبل موت اپنی کے ایک جیسے یہ کہ نہ نفع نہ
 ہر کے ساتھ کھال اور چمکے کہ تو جواب دے کہ یہ کہ جسے مکر بن عبد بن سنا وہ لوگ مجھوں میں ملا وہ اسکے عبد اللہ بن عکیم
 رضی اللہ عنہ کو بعض لوگوں نے تابعی کہا یہ جیسے کہ ابو یزید اور دوسرا جواب یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
 اَنْ لَا تَقْبَلُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بَاحًا وَلَا عَصَبًا اور اب کھال کو قبل دانت کے کہتے ہیں اور بعد دانت کے
 عربی میں اسکو شق یا قرہ کہتے ہیں جیسا کہ سنن ابو داؤد میں ہے قال النضر بن شميل يسمي ما هابا مآكرا بين الفخاذا
 دُحْبُ لِقَالِ لَهَا هَابٌ لَهَا مَيْتَةٌ شَتَا وَ قَرَبَةٌ يَسْنِي كَمَا نَضْرِبُ شَيْئًا لَمْ يَبْجُتْ كَهَالِ كِي دَابْعَتِ مَيْتَةٍ
 کہتے ہیں اور بعد دانت کے اسکو شق اور قرہ کہتے ہیں انہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے واسطہ میں اس حدیث کو اس نقطہ
 كُنْتُ رَحْنَتْ لَكَ مِثْلُ جَلْدِ الْمَيْتَةِ فَلَا تَقْبَلُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بَاحًا وَلَا عَصَبًا یعنی میں نے رخصت دی تھی
 تم کو جیسے کھالوں ہر کے کہ سو فیض اور نہ ساتھ کھال اور چمکے کہ اور اس میں نقطہ اناب کا نہیں تو جواب دے کہ میں نے اس
 حدیث کی فضائل میں ضعیف ہے اور ہر کا مذہب یہ ہے کہ دانت کی بھی کچھ حاجت نہیں بلکہ قبل دانت کچھ فائدہ اور نہ اس سے
 درست ہے اور یہ قریب مخالفت احادیث صحیح کے ہے کیونکہ حدیثوں میں دانت کی قید واسطے طہارت کی ہے واللہ اعلم بالصواب
 والایہ المرجع والمآب **ص** اور دانت کہتے ہیں نجاست دور کر کے کھال سے تو اگر دو ایسے ہوں یا نہ مکر ظاہر اس کی کہ
 تو ایسے دانت میں کھال پاک ہو جائیگی اور کچھ بھی باوہیں نجاست نہیں آئی اور اگر کھال یا آفتاب سے ہو تو اس صورت میں جب تک
 کھال اسکو کٹی ہی ہو پاک رہتی ہو اور پھر اگر اسکو باقی پونچھے تو اس میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دور و آیتین میں ایک روایت میں نجس
 ہو جاتی ہے اور دوسری روایت میں نہیں نجس ہے فی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہو کہ اس کے چھوڑ دینے سے
 نہ نجس ہو گی تو پھر نجاست اسکی نہ لوے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کھال مرو کی اگر سوکھ جائے اور پھر پانی میں
 نجس ہو گی اور نافہ شگ اگر کوئی اسکو لیے ناز پھینکا ہو تو نجس ہے کہ جائز ہے اور وہ پاک ہے تر ہو یا خشک ہاں نافہ نجس کیا ہوا
 یا نہ **و** اور مختار میں اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے جسکی کھال دانت پاک ہوتی ہے لوکی کھال
 اور گشت نجس سے پاک ہوتا ہے خواہ مسلمان نہ ہو کہ یہ یا ہل کتاب **ف** جیسے یہود و نصاریٰ تو مشرک کا ذبح کیا ہو
 پاک نہ ہو **ک** مگر قصداً اللہ کے نام کو پھوٹے **ف** اور اگر جمول سے چھوڑ دیا تو پاک ہو جاوے گا **ص**
 اگر چہ گوشت اسکا کھایا نہ جائے یعنی حرام ہو اور جسکی کھال دانت سے پاک نہیں ہوتی ذبح سے بھی پاک نہیں ہوتی **ف**

فصل دہانت کے بیان میں

یہ جو کما ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جانا ذکر کرنے سے پاک ہو جاوے گا اسپر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ ہر کسی کے کما
 اوسکی پاک ہو جاتی ہو اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ در مختار میں ہے ہذا اصح مما یفتی بہ قلت قال فی الفیض
 فتویٰ علی طہارۃ ہم یعنی صحیح ہے یہ جو فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگر یہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاک کی اوسکی کما
 اوس صحیح الحدیث میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین مانند صاحب غنیاء اور صاحب بنایہ کے **ص** پانچ چیزیں
 مرد کی پاکہ میں بال اور ہڈی اور گھروں سینگ اور ٹھٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے **ف** کیونکہ روایت کیا
 دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ ہم سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے گوشت
 اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن سلم کے اور یہ ضعیف
 کیونکہ ذکر کیا الوہ بن جابر نے ثقات میں سحریف درجہ حسن نہیں اور ترکیب کمال اوسکو دارقطنی نے ابی بکر بن زید سے انھوں نے
 عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے **وَسَلَّ**
لَا أَحَدٌ فِيمَا أُذِیَ لَیَ مَحْمُومًا عَلٰی طَاعِمٍ یَقْطَعُهُ اِلَّا کُلَّ شَیْءٍ مِّنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ اِلَّا مَا اَکَلَ
مِنْهَا فَاَمَّا النُّجْلُ وَالْقُرْفُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوفُ وَالسِّنُّ وَالْعِظَمُ فَکُلُّهُ حَلَالٌ اِلَّا لَیْنُ لَیْنُ
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی و کل اوسکا حلال ہے اسواسطے کہ وہ ترکیب نہیں کیے جاتے اور کما دارقطنی
 نے کہ ابو بکر بن ہریرہ کے ہے اور یہی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہے ساتھ
 مسک جرحے اور نہیں حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کہ جب دھویا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ
 ابی یوسف بن ابی اہفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی
 علیہ وسلم گنگھی کرتے تھے ساتھ عالج کے روایت کیا اوسکو بقیہ نے اور حق یہ کہ عالج سے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گنگھی کرتے تھے
 اور روایت ہے ابی یوسف رضی اللہ عنہ کے خیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خاتمہ رضی اللہ عنہ کے ایک بار عصبے اور دونوں
 عالج کے اور اسکی ہندا میں جمید اور سلیمان و فون اووی مجبول ہیں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کما زہری نے بیج ہڈی
 مرد کے مانند تھی وغیرہ کے کہ پاپا سینے بہت لوگوں کو علی سلف کے گنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوس میں اور کچھ حرج نہیں
 دیکھتے تھے اوس میں اور سلمان زہری کے وہ صحابہ میں یا ہرے ہونے تاغبین اور کما اسکا کہ نہیں حرج ہے ساتھ ریشون مرد کے
 اور کما ابن ہریرہ اور ابراہیم نہیں حرج ہے ساتھ تجارت عالج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجبولین سے ضعیف ہے اور امام شافعی کے
 نزدیک یہ چیزیں نہیں ہیں اور دلیل ہے میں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو تاخون اور خون اور
 بالوں کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عمر زہری کما ابو جاتم نے کہ حدیث میں اسکی
 منکرہ کذب میں اور نہیں محل اسکا صدق نزدیک ہمارے اور کما ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم
ص اور جس شخص نے اپنے نوئے دانت کو پھر موند میں کھلایا اور غلظت پر مٹی ملا اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھاوے اور امام محمد
 کے نزدیک اگر مرد سے زامہ کھانا زہرہ درست ہو **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہو کہ دانت نبوی و لورڈ لہندہ کا کالہ

فصل ہاغت کے بیان میں

فصل ہاغت کے بیان میں

فصل ہاغت کے بیان میں

فصل ہاغت کے بیان میں

فصل ہاغت کے بیان میں

منقول بہ سند
ادبیہ و کلامی
بانی و مدیر
مکتبہ اسلامیہ
سندھ

ماہنامہ اسلامیہ
عبداللہ

بین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے کہ مرچاؤ او سمین چو کا کہیں بچا ہوا بچا یا بی او سکا اور بھی روایت کیا اسے اذ اسقطت
الفائدۃ اول الذاتۃ فی الدین فانہما حاشیٰ بغیرکما ان الماء یعنی جب پڑ جاوے چو یا جانور چار یا سو کہیں یا بی
او سکا یہاں تک کہ مغلوب کرے مجھو یا بی اور روایت کیا براہیم بخشی سے کہ اگر چو یا کرے نکالے جانورین او سمین سے بغیر پائیں
او شہی اور حاد اور برابر ہم سب تا بعین میں ہیں **ص** اور قول او سطلے ہون یعنی بیچ درجے کے پڑے
نہ چھوٹے اور بیچ درجے کا قول اس سے کہتے ہیں جو عمل ہو ہر شہر میں اور روایت کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ قول
ایسا جو سمین ایک صلح یا بی آتا ہو یعنی بونے دو سیر یا دو سیر حساب بن ہندوستان کے اور اگر بڑا قول ہو تو حساب کر کے برابر کرین اور اگر
ڈول یا چھوٹا ہو تو کوئین سے نکلے نہ اگر آٹھ یا بی ہوا یا بی تو درست ہو گا اور اگر آٹھ سے کم کرنا ہی تو جائز ہو گا جیسا کہ بیچ زادی سے ہو
لکن ارق جامع النور **ص** اگر کوئین سے نجاست نکلی یا جوان مرہا ہو نکلا اور چھوٹا یا چھٹا نہیں ہو اور معلوم نہیں کہ کس وقت
کرنا ہی امام صاحب نزدیک او سکی نجاست کا حکم ایک ن ایک استی کرینگا اور اگر کھولایا چھٹا ہو تو نجاست کا حکم تین تین ہوا ہے
کیا جاوے گا **ف** تو اول صورت میں ایک ن ایک سات کی نمازین چھوٹا یا چھٹا ہو اور دوسری صورت میں تین تین اور تین رات
تک کی کیا ہوگی اگرچہ شخص اس یا بی سے اتنے روزوں سے وضو کرتا ہو گا اور اسی نماز پڑھی ہوگی **ص** اور امام محمد اور ابو یوسف
کے نزدیک بی وقت کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہو کہ اوسے قے حکم نجاست کا ہے جھوٹا آدمی اور کھوٹے اور حرج و مرج کا
گوشت حلال ہے یا کہ ہو چھوٹا کتے اور سور اور زردون کا نجس ہے **ف** لیکن جھوٹا کتے کا تو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر مونہ ڈالے برتن میں دھویا جاوے تین تیر یا پنج تیر یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ اور کما کہ متفقہ ہوا ساتھ اس حدیث کے عبداللہ یا و خوں اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سو اعدا الوماک کے روایت
کرتے ہیں اسمعیل سے سات بار دھو کر کوئین کہتا ہوں کہ صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے
اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات ہے اور روایت کیا دارقطنی نے ساتھ صحیح کے عطاء فعل ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا مونہ ڈالتا تھا برتن میں یا بی بہا دیتے تھے او سکا پھر دھوئے تھے او سکو تین بار اور روایت کیا ابی ہریرہ
کامل میں اس حدیث کو اور اسناد میں او سکی حسین بن علی کہ ابی ہریرہ نے کہ نہیں پاتا ہوں میں اسے کراہی کسی کوئی
حدیث منکر سوائے اس کے اور نہیں دیکھتا ہوں میں کچھ حج ساتھ اوسے حدیث میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے مونہ
ڈالنے سے سات بار دھویا جاوے گا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب مونہ ڈالے کتا برتن تھامے میں تو دھوؤ او سکو سات بار اور احتیاطاً اسمین کے سات بار دھوؤ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہوئیں حدیثیں جو کہ کیا عین خلاف روایت ہے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہو تو حکم کیا ہمیں بھی
ایسا ہی واللہ اعلم بالصواب اور جھوٹا سور کا اس واسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہو اور جھوٹا زردون کا اس واسطے کہ گوشت
او کا نجس ہو اور اوسے لعاب پیدا ہوتا ہے کہانی اللہا یہ **ص** اور جھوٹا بلی اور اس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہو اور پرندون
شکاری اور حشرات الارض کا کہ وہ **ف** لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا
کوہ نہیں کہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کما کہ وہ نجس نہیں اور وہ پھرنے والوں میں ہے اور پڑھنا اور

دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ چھوٹے ہاتھ کے دائیں کپڑا بوندواؤں اور دلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَيْسَ تَوَضَّعُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی بی حد نہ ہو اور در نہ دوں کچھوٹا کر وہ ہر روایت کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور دونوں نہ دون میں یہی سبب ہے صحیح کیا اسکو حاکم نے سبب توشیح او سکی کے اور ایک روایت میں یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَادَّخَلَ الْحِجَابَ غُضْلًا مَرَّةً یعنی جب ہونہ ڈالے بی تو چھوٹا ہوا ایک بار آخر جب اُتوا دَاخِلًا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا چھوٹا اس واسطے کہ وہ ہر کہ وہ مخالفت کرتی ہی نہ جاسکتی اور اگر چھوٹی نہ ہو لگا نہ میں ہوا اور چونچ او سکی اس کے قدم کے نیچے تک نہیں پہنچتی تو چھوٹا اسکا کہ وہ نہیں اور شرات الارض اور نہیں کہتے ہیں چہرہ میں ہتھکڑی جیسے چوڑا اور نیچا اور چھوٹا اور غیرہ اور چھوٹا اس واسطے کہ وہ ہر کہ گوشت اور حاکم حرام ہی تو نہاست تو سبب چہرہ بننے کے طاقی ہی کہ اسو میں مرج لازم آتا ہی اور اگر اہیت باقی رہی اور حکم نکال یہ کہ ہاں ہی احتمال انکباب وجود چھے پانی ہونے کے لیکن صحرا کے جیسے کہ قاضی خان لکھا ہی **ص** اور چھوٹا کہ ہے اور بچہ کا شکوک یعنی باو میں شک ہر کہ پاک ہی نہیں تو اگر سو شکوک پانی کے اور بانی نہ پاؤ تو وضو اور تیمم دونوں کرے اور جو کہ وہ پانی ہی او میں فقط وضو کرے اور پینا بھی مانتہ چھوٹا ہے جسکا چھوٹا پاک ہی او سکا پینا بھی پاک ہی اور جسکا چھوٹا ناپاک ہی او سکا پینا بھی ناپاک ہی **ص** اگر سو انہی تینوں چھوٹوں کے پانی کے پانی نما امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اس سے کرے اور تیمم کرے **ف** کیونکہ روایت کیا امام احمد اور زہد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ ابی زید انھوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ اجمین کو کہ تمھاری چھانگل میں کیا ہوا بن مسعود نے کہا کہ نبی ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرم پاک ہی اور پانی پاک کرنے والا ہی سو وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور یہ قول روایت احمد اور ترمذی میں ہی اور سہیل اس حدیث عبد اللہ بن ابی ہریرہ سے بھی لائے ہیں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ عنہ مصنف میں اور ترمذی ضعیف کیا اس حدیث اور کہا کہ بوزید ایک مرد مجاہد نہیں ہوتا ہوں میں اسکو سو اس حدیث کے میں اور میزان الاعتدال دہلی میں ہر کہ بخاری نے بھی او سکی تضعیف کی اور کہا کہ ابوزرہ کہ راوی اس حدیث کا ہی بوزید وہ بھی مجاہد ہی اور امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وضو اس سے جائز نہیں بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا ہر فَإِنْ أَمَسَّ لَيْلًا فَافْتَحْهُمُ أَفْئِدَتَهُمْ لَعَلَّ يَذَّكَّرُوا یعنی اگر نہ پاؤ تم بانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے وضو ساتھ نبی کے وضو اسکا چھوٹا بانی نہ پاؤ اور ایسا ہی امرویی حضرت علی بن ابی ہریرہ سے روایت کیا ابوداؤد نے اور سلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں ساتھ حضرت کر لیلۃ اجمین میں اور بوزید میں جواب اسکا یہ لکھا ہر قُلْنَا لَيْكَلَهُ اَلْحَيُّ كَانَتْ مَعْقِدَةً یعنی لیلۃ اجمین متعدد نہیں اور وہ جواب اسکا یہ ہر کہ مصنف بن ابی شیبہ میں ہر کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ اجمین کو اور روایت کیا ابوزہر نے اُسے اِنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْاُحْجَنِ اور روایت کیا ابو نعیم نے علیہ میں ایک کہ اس سے ثابت ہوتا ہر کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ اجمین میں اور ابوزید کے مجاہد ہونے

۱۰
 کچھوٹا ہونا
 کچھوٹا ہونا
 کچھوٹا ہونا
 کچھوٹا ہونا

کچھوٹا ہونا

کچھوٹا ہونا

یہ جواب ہو کہ قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی میں کہ بوزید بن مہروبن حرث روایت کیا اوسے راشد بن کسیران جیسی کوئی
 اور ابو رونق تو اس سے جہالت طاعتی رہی اور ابو فرہ کے مہجول ہونے کا جواب یہ کہ کما شیخ تقی الدین بن ذوق العجیل کہ تحصیل
 ابو فرہ میں نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوسے اس حدیث کو ایک جامع نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک و حسان بن علی
 اور اسحاق بن اوقیس بن السبع اور ابن عدی نے کہ کما ابو فرہ راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور امام اسکا راشد بن کسیران
 اور ایسا ہی کہ ابو اقطعی نے اور وہ جو بعض علماء نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہے غلط ہے کیونکہ ابن المام نے یہ کہا ہے
 فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ فِي الْاَمَامِ الْاَلَوِيِّ كَمَا شَيْخُ تَقِيِّ الدِّينِ اَمَامِ مِیْنِ اور امام کتاب ہے شیخ تقی الدین بن ذوق العجیل
 نہ سبکی کی اور قاضی غان نے رجوع امام عظیم کا اس قول سے لکھا ہے اور شیعہ جو اس جگہ طعن کرتے ہیں امام ابو حنیفہ پر یہ کہ یہ کہ
 اوئی کتاب بن ابی حنیفہ الغفیری میں لکھا ہے کہ اباس بالثوختی بالتقید لکن اللہ علیہ وسلم قل وقل
 یعنی انہیں حج ساتھ ہو کر نیک بنید سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوسے اور رواؤ کا تفصیل سے تب
 متاخر فریقین میں مکتور ہے اور روایت کیا اس حدیث کا ابن ماجہ نے اور طرف سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور اسناد میں ابی
 حنیفہ راوی ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن ابی شیبہ اور روایت کیا ابو داؤد نے غلط ہے کہ انھوں نے مکرہ رکھا وضو کو ساتھ دوہو اور
 نبی کے اور کہا کہ تم پہاڑی نزدیک میرے اوسے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبی سے ایک روایت میں جائز ہے اور
 ایک روایت میں ناجائز ہے کیونکہ کما ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا میں ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پوچھی او کو سونا
 اور زمین پر یا اس کے پانی اور نزدیک اوس کے نبی ہو کیا وہ غسل کیسے اوس سے کہا کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
 وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور دونوں کرے
 اور یہ خلاف اس بابی میں ہے جو مشہور ہے در فقہ میں ہوتا ہوا نبی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور غرض سے لگے کہ نزدیک اوسے وضو جائز ہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے محدث یعنی بدھو کو اور جنب اور عائض اور نفسا کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جنب کو تیمم ناجائز
 اور ہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور نبی مذہب مدینہ کے موافق ہے اللہ تعالیٰ
 فرمایا اَوْ لَا تَسْتَمِرُّوْا النِّسَاءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہے بلکہ سخت
 رضی اللہ عنہ اس کے معنی محل کے نہیں دیکھتے اور وہ جو دلیل ہے صاحب ہدایہ لائے ہیں کہ کچھ لوگ جبکل سے آئے طرف
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہ ہم بہتے ہیں بیٹوں میں تین جیسے چار جیسے اور ہوتے ہیں ہم میں جنب اور عائض
 اور نفسا اور ہم نہیں پانی کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تھامے ہر میں پھر مارا تا تھا پنا اوپر زمین کے واسطے
 سونہ اپنے کے ایک بار پھر بار دوسری مرتبہ سو مس کیا اوسے اوپر دو فون ہاتھوں اپنے کے کہ نہیں تکرار روایت کیا اسکو
 ابن ابی حنیفہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اوسے اس حدیث کے شنی بیٹے صبل کے ہیں کہا احمد اور ازہبی
 کہ وہ کچھ نہیں اور کہا نسائی نے کہ نہ تروک ہو اور دلیل مسیح ہے کہ روایت ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ نہ بھی جبکہ جنابت کو تحقیق کہ میں لوٹا زمین میں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیسیم

ادب و ادب
 حضرت ابو ہریرہ
 بن مسعود

ابن مسعود

ابن مسعود
 واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن مسعود

دو ضرب ہیں ایک ضرب ہوا سے واسطے مونہ کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنوں تک وایت کیا اسکو حکم غلہ
 کہ مکہ صبح الاسناد ہی اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رَجَالَهُ کُلُّهُمْ فُقَاتٌ یعنی رجال
 اوسکے سب فقہ ہیں اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابابین اور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کہ تیمم جائز ہو جیسا کہ لگے او گنا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہ یعنی اتنے پانی کہ مہارت کو کافی
 تو اگر جب نہ موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر جب ہوگا اور غسل لینے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کی واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض حصہ دھو سکتا ہی اور بعض نہیں دھو سکتا تو اس میں بھی خلاف ہے ہرگز نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض کو دھو کر اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہ پائے یہ لوگ پانی پر واسطے دور پہنچنے کی ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 پانچ سو گز کا ہوتا ہے جائز اگر **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ خروٹ کے قوت
 آیا حصہ کو خروٹ نفیم میں سو تیمم کیا اور مسح کیا سو نہ پایا اور دونوں ہاتھوں کو اور ناز پر بھی صحر کی پھر داخل ہوئے کہ او
 آفتاب بلند تھا سو نکلے گا ناز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حرج نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر ہی
 مدینہ طیبہ سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوے تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا یا دو میل
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو **گ** اور مختار قول اول ہے **ص** و ہذا وجہ کو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اور سکتے تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہو
 کہ خوف تلف عضو کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ كُنْتُمْ عَلَىٰ صَفْوٍ فَمَا عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَغْتَسِلُوا** یعنی اگر تم بیمار یا خیر تک سو
 تیمم کر مٹی پر پاک پاؤ اور امام شافعی کا مذہب ظاہر **ص** سے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سرفی ضرر کرنا ہو یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یجب کہ باہر شہر کے ہو یا اگر اندر شہر کے ہو تو بھی ہی حکم
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہر دشمن کے خوف سے آگ یا دھند وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو یہ اسباب ہر گاہ پانی کیسے قطع پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی دوسرے چیزیں نہیں ہی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے کہ جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضل کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہے تو نہ جائز نہیں اور اس طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو نہ تو بھی تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان سے رو
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر حق نہیں ہی **ص** اگر ناز عید کی تھا تو کا خوف ہو دست پر تیمم کر کے ٹانہ نہ کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر ناز عید میں اسکا وضو ٹوٹا ہو جاتا ہے کہ اگر وضو کرے گا ناز جاتی رہی تیمم سے بنا کر ناز جائز ہے

۹۱
 جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوے تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا یا دو میل
 اور پہلی صورت کے موافق جائز ہو **گ** اور مختار قول اول ہے **ص** و ہذا وجہ کو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اور سکتے تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہو
 کہ خوف تلف عضو کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ كُنْتُمْ عَلَىٰ صَفْوٍ فَمَا عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَغْتَسِلُوا** یعنی اگر تم بیمار یا خیر تک سو
 تیمم کر مٹی پر پاک پاؤ اور امام شافعی کا مذہب ظاہر **ص** سے دور ہے **ص** اور اگر استعمال پانی کا سرفی ضرر کرنا ہو یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یجب کہ باہر شہر کے ہو یا اگر اندر شہر کے ہو تو بھی ہی حکم
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **ص** اور تیمم جائز ہر دشمن کے خوف سے آگ یا دھند وغیرہ کے اور بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کرے گا تو یہ اسباب ہر گاہ پانی کیسے قطع پینے کے واسطے مباح کیا ہے اور وضو
 یا غسل کی دوسرے چیزیں نہیں ہی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے کہ جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہے اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی اسکا جائز ہے اور امام فضل کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہے تو نہ جائز نہیں اور اس طرح اگر ڈول یا رشتی ہو جو نہ تو بھی تیمم جائز ہے **ف** اس واسطے ان سے رو
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے تو پھر حق نہیں ہی **ص** اگر ناز عید کی تھا تو کا خوف ہو دست پر تیمم کر کے ٹانہ نہ کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر ناز عید میں اسکا وضو ٹوٹا ہو جاتا ہے کہ اگر وضو کرے گا ناز جاتی رہی تیمم سے بنا کر ناز جائز ہے

جیسا کہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اسناد میں اس کی علی بن ابی طالب سے ہے نہایت کمزور اور اس کو ابن جریج نے
اور کہا حکم نے نہ دیکھا وہی ہے اور روایت کی گئی ہے حدیث طریق سلیمان بن داؤد اور وہ متروک ہے ہاتھوں ذلیل وہ ہے
جو روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تم کہہ رہے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اللہ نے دونوں ہاتھوں
اپنے کو مٹی پاکی پر پھر چھڑا لئے ہاتھوں کو مسح کیا ہے اس سے مؤید ہے کہ کو پھر مارا ہے دو سری بار مسح کیا کہ انبیاء
سے پہلیوں تک اور اسناد میں اس کی سلیمان بن داؤد متروک ہے نوین ذلیل حدیث ابی امامہ کی ہے روایت کیا اس کو طبرانی
اور اسناد اس کا ضعیف ہے اور امام احمد کی ذیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کے لیے کہ کافی تھا کھویہ اور مارا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر چھو کا اس کو اور مسح کیا اس سے مؤید اور دونوں کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے تیمم میں ضرباً للوجه والکفین یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارا ہوا واسطے مؤید و کفین کے روایت کیا ابن و نون
حدیثوں کو امام احمد اور صحیحین میں بھی اس قسم کی حدیث ہے اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اس کی طرف گئے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
جیسا کہ کہا علی شریح موطا میں اور بعض تفسیر میں اور یقول مخالف ہے قول امام مالک کے موطا اپنی میں قال یحییٰ بن سئل مالک
کیف التیمم و آئن یبلغ بہ فقال یضرب ضرباً للوجه وضرباً للکفین ویمسحهما الکی الکی ینفقین
یعنی کہا یہی ہے کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہاں تک پونچھا اس کو کہا کہ ملے کے یکبار واسطے مؤید ہے اپنے کے
اور ایک بار واسطے دونوں ہاتھوں اپنے کے اور مسح کرے دونوں ہاتھوں کا کہ انبیاء تک لیکر جواب اس کا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیان
سنت کا ہے اور فرض افگنے نزدیک یکبار ہاتھ مارا ہوا ہے چاہیے کہ تیمم مع انبیاء ہو جیسا کہ اکثر احادیث میں جو اوپر گذرین
موجود ہے اور زہری کے نزدیک مؤید ہوں اور یقول تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہے اور سہر علی نہیں چاہیے
ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہیں لیکن استیعاب شرط ہے بیان تک کہ اگر کچھ تھوڑا سابق رہ گیا کہ اوپر ہاتھ نہ پونچھا
تیمم جائز ہو گا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہے وضو کا تو جو حکم وضو کا یہ وہ تیمم کا بھی ہو گا ص اور اجماع طریق مسح کا
اس طرح ہے کہ جب تک ہا کی طرف تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی لیکے مع متیل کے اوپر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے سر تک کہ انبیاء
تک کہنے بعد اس کے اوکلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اور انگلیوں کے سر تک اور بائیں ہاتھ کے
مسح کرے بعد اس کے اگر انگلیوں کے اندر غبار نہ پونچھا ہو تو خال کرنا واجب ہے تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے طہا کے
طرفین کے نزدیک جائز ہے تیمم اس چیز سے کہ جو زمیں میں اور پاک ہو جیسے خاک اور ریک اور پتھر اور سرمہ اور ہر تال وغیرہ
جو زمیں کی قسم سے ہیں اگرچہ بغیر غبار کے ہوں اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہیں مگر جب گرد آلودہ ہوں اور باطن ہوں
اور جو چاہیے زمین مگر گرد آلودہ ہوں اور اس جگہ جہاں نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہو گئی تیمم جائز نہیں اور نماز جائز ہے
غالب ہوا واسطے ہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الا خمسین یعنی زکوٰۃ زمین کی خشک ہونا ہے اس کا اور
یہ حدیث بھائی نہیں گئی اور غم اس واسطے جائز نہیں کہ قرآن شریف میں طیب کی بھی قید ہے اور نہ واحد مقابل قطع کی گئی
اور صحیح حجت بڑا ہوا اس سے جیسا کہ بعض محققین نے عن حکمنا قال عُبَیْدُ اللّٰہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ الْخَلَاءُ بَقَوْلِ
وَقَبْلُ وَنَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ فِی زَمَانٍ دَسَّوْا لِللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ فَمِنْ شَوَاشِیْمَ ذَٰلِکَ

سیدان بنامہ

سیدھا بن سیدھا

۵
 این کتاب از برای
 منته مدخل
 ۶ که این کتاب
 فنی در اصل
 فی المرقع یعنی
 زمین اصل ای
 ا فوجا ۷ منته
 ۸ ع و سینه
 قاضی شاد الله
 صاحب این ۹
 منته ۱۰

اوسکے لیے جائز ہو گا اور اگر کافر نے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں اور اس طرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیش بھی درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹیمم وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہو گا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعب طیب پاک کرنے والی ہے واسطے مسلمان اور اگر چہ نیا پانی دس برس اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی کہ یہ حدیث صحیح ہے **و** اگر دو بزقون میں پانی بھرا ہے اور ان میں ایک کا پانی پاک اور دوسرا کاپاک ہے اور میں نے جانتا کہ بخش کن ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرنے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھ ہی لے لیا اور اسے ندیا تیمم کو کھائے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر نہ پڑھا تو تیمم اور کھانا ٹوٹ جاوے گا **ف** اور اگر چہ وقت نماز کا باقی ہوا اور نہ طہاؤس اور کھول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہے کہ نماز کا پھر ٹوٹا واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ دشمن مجھے سفر میں اور وقت آنا مانگا اور پانی اونکے پاس تھا سو تیمم کیا صعب طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دنوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک اون میں نماز پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دو دنوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسے پھر نماز نہیں پڑھائی تھی کہ پونہ چار سو سنت کو اور جسے پھر پڑھی تو اوس کا کہنا کہ مجھے دینا اجر ہے اخراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی **ن** اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم سے نماز پڑھی امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز پڑھنی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہدیے میں سے بھی لکھا ہے اور بیسوطین نے کہا کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہ ہوگی اور بھی بیسوطین ایک جگہ لکھا ہے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے مگر قول صحیح میں یاد رہے مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہے اور اس میں حرج ہے اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہے اور جواب اس کا یہ کہ پانی وضو کا اگر خرچ کیا جائے تو اگر چہ حرج کا احتیاج ہے مگر اوس کے مانگنے میں کچھ ذلت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت محتاجین پر فی حق مانگی میں اور زیادت میں لکھا ہے کہ ایک شخص ساف تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا پانی ہے اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ دیکھا گیا شک ہوا نماز پڑھ لے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب ہو کہ دیکھا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی یاد آئے کہ اگر بعضا غصے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اور اوس نے دید یا نماز پھر پڑھے اور قیمت دھور کے موافق مانگے اور اوسکو اوپر قدرت ہو پانی لےو اور نماز پھر دہراو اور اگر اوس نے انکار کیا نماز اوسکی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دید یا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاوے گا اور اگر اوس نے نماز میں پانی کھا اور گمان کیا کہ دیکھا اور یا شک کیا اور توہید یا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہے کہ دیکھا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی تو ایک تیمم سے فرض نفل جو چاہے پڑھے **ف** یعنی ایک تیمم سے چار دو نماز پڑھنا یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت تک لکھی تو تین میں اور جسے چاہے نفل پڑھے خواہ نفل دس فرض کی تیجیت میں ہوں یا نہ ہوں امام شافعی

ایک کتاب کا نام ہے
فہرست
میں
ایک کتاب کا نام ہے
فہرست
میں
ایک کتاب کا نام ہے
فہرست
میں

اگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاویں گے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں مٹی تیمم نہ ٹوٹے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب ہی صورتیں میں اور وہ بھی حکم میں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے تیمم واسطے جنابت کی اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہیں کیا ہے اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہے جنابت کا تیمم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہے کہ کسی کے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور سوخت بات ہے کہ اوس پانی سے جتنی بیٹھ دھوئی جاوے دھو کر نہ جنابت کم ہو کہ **ف** چلی ہے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ پانی کا ضائع کرنا بھی جوابدہ ہے کہ ضائع کرنا نہیں ہے کیونکہ اگر شاید گے جاوے سنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ تبقیہ بیٹھ کو گناہت کرنا ہے تو جنابت اوسکی اوہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے بیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی گناہت نہیں کرتا **فصل فیہ** اور اگر اتنا پانی پایا کہ بیٹھ کے واسطے کافی ہے دھو کر اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر بیٹھ کو کافی نہیں وضو کو کافی ہے وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے تو جنابت میں سے جو باقی ہے اوسکو دھو کر اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے تو تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی ہاوسنے موافق اوس جگہ کے دھو کرے پایا لیکن پہلے اوسنے حدث کا تیمم کیا بعد اوسکے بیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نہ کرے اس میں دو روایتیں ہیں یاد رکھو کہ روایت میں تیمم حدث کا کرے اور اصل روایت میں پھر نہ کرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک دم سے نجاست زیادہ ہو کرے تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً اُس کے کای جماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تھا اسے واسطے مباح ہے جو نہ شخص تم میں سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اوس صورت میں جب ایک شخص اوس سے وضو کر لے گا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے کیونکہ ہر شخص کو ان کے لیے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی سینے تم سب کو دیا اور انھوں نے لے لیا تو کسی کا تیمم بجا کیونکہ اوس پانی میں سب کا حصہ ہے اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں تو گویا کسینے پانی موافق اپنی طہارت کے نیلے پھر اگر وہ سب مل کے سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام عظمیٰ کے نزدیک تیمم اوسکا باطل ہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور تفصیل اصل کتاب میں اگر تیمم کرنے والا مرد عینی کافر ہو جائے وعاذ اللہ تیمم اوسکا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اوسکا باقی ہو اوس تیمم سے غلظہ درست ہے اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو تب ہی اوسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت میں اوسنے نماز تیمم سے بڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہے پھر نماز کا عاودہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو ہو ڈھونڈنا پانی کا واجب ہے جاوے گا اور غلو میں سے قدم سے چار سے قدم تک کھو جائے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لافے سے قافلہ غائب ہو جاوے گا تیمم جائز ہے اور صاحب مجاہد نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کہ اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھے پھر پانی پو آئے اور اگر جب وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس میں سے ہے کہ اوسنے پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہے بعضوں نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا اس وقت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے بدین میں اور اگر وضو کا باغ بندوں کی طرف سے ہو کہ تیمم جائز ہے جیسے مسلمان کافروں کے قبضے میں ہوں اور وہ وضو کر کے پھر بدین میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہا کہ اگر

اور پورے کے مسح کرنا واسطے ادا فرمیں گے یا اور نیچے موی کے واسطے ادا سنت کے ہی اور جو حدیث اس باب میں مندرجہ
 رضی اللہ عنہ وارد ہو کہ وضو کرنا یا سینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غرضہ تنوکل میں مسح کیا آپ اور پورے کے اور نیچے اوی
 موی کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہو اور اتصال اوسکی سنکا
 مغیرہ ثابت نہیں ہو اگہا ترمذی نے پوچھا سینے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہو
 اور ابو داود نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داود کو علی خطا ہر ہما کا لفظ واقع ہو یعنی مسح کیا
 اور ابو داود نے **ص** اور موزوں کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اوسین اگر تین انگلیوں
 کے برابر پڑا ہر ہوگا مسح درست نہیں اور اگر اوس سے کم درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلا ہو کہ اوپر نہ کھینے میں پانوں کھلانی پنا
 مسح اوپر جائز ہو جو موی پر مسح جائز ہو اور جرموق اوسے کہتے ہیں جو موی کے اوپر پہن جاتے ہیں واسطے حفاظت موی کے
 کیچڑ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چہ کے میں یا ماندا اوسکے اوپر مسح جائز ہو اگرچہ فقط جرموق ہوں اور موزہ اوسکے نیچے ہو
 اور اگر کپڑے کے میں یا ماندا اوسکے تو اگر کئے تین کیلے بغیر موزہ کے پہنا ہی مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر موی بھی اوسکے نیچے
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اوسکی موی کو پونچ جاتی ہو تو مسح جائز ہو اگرچہ موی کپڑے کے میں یا ماندا اوسکے موزوں
 مسح کر کے بعد کئے اٹکو موی پر پہنا مسح اوپر درست نہیں ہو کہ برکے اور اگر قبل حدت کو اوکھنا اور مسح کیا اوپر جرموق کو تار
 اور موزوں کو اوتار موزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دوسرے موی پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک تار کو اوتار دوسری تار پر
 مسح کرنا واجب نہیں ہے اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتار اوسکے موی پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے
 اور امام ابی یوسف صحروی کہے کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر موزوں پر **ف** مسح جرموق پر اوسکے
 درست ہو کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اوسکے کٹھن
 عمامہ اور جرموق پر **ب** اور جو پیر مسح درست ہو اگر سخت نہ ہو بغیر باندھنے کے تم سے اور نیچے اٹکے چڑا لگا ہوا تھا
 چڑے کا جو کہ تو اگر بغیر باندھے تم سے ہیں لیکن چڑا اوسمیں نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہیں ہے جو حنبلان
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے رجب کی صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر جو رحمہم اللہ
ف جو بلا مسموح کہتے ہیں کہ موی پر بسبب حفاظت موی پہنا جاتا ہو یا کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 جو پیر مسح درست نہیں اور روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داود و ابن ماجہ مغیرہ میں شعبہ کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو بون پر تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو پیر مسح جائز ہو اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ اوسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو بون پر ضعیف ہو کہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بنیٹے سنان کے ہیں ضعیف کیا اوکو احمد اور ابن
 اور ابو زرہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داود میں کہ مسح کیا جو بون پر حضرت علی اور ابن سعد اور بار بن عازب اور انس
 بن مالک اور امام احمد و ابن سب اور عمر بن حریث رضی اللہ عنہم وغیرہم نے اور روایت کیا گیا ہے حضرت عمرو ابن
 رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح موزہ ماسوقت درست ہو کہ بعد پہننے کے وقت حدیث کے طہارت تمام ہو تو اگر اوسے

نہیں

سی بن سنان

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں پر دھو کر موزون پہنا بعد اسکے باقی اعضا دھو کر بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اس نے وضو کیا
یا ترتیب سے نہ کیا تو دہنہ پر دھو کر موزون پہنا اور دوسرے پر دھو کر موزون پہنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورت میں مسح جائز ہے یہی صورت میں
وقت پہننے سے پہلے کے طہارت اس کی تمام نہیں اور دوسری صورت میں وقت پہننے سے پہلے کے مسح کے لیکن وقت حدث دونوں صورتوں
میں طہارت اس کی پوری ہو **ص** اور مسح جائز نہیں ہے عجا اور ٹوپی اور برقع اور دستاؤں پر **ف** امام محمد رحمہ اللہ
موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونچا ہوا کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے پونچا کو گونے مسح عجا
کہا انھوں نے جائز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالون کا ٹکڑے اور اس سے اخذ کیا جیسے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبدیہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچتی تھیں اور مٹی اپنی اوپر
مسح کرتی تھیں سر پر اور پونچا ہوا کے اول میں مسح اور ہر عجا کے جائز تھا اور اب منسوخ ہو گیا اور یہی ہے قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
اور اگر مٹھا ہوا کا اور ہشام بن عروہ روایت ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عمامہ سے اور مسح کرتے تھے سر پر اور
دستاؤں کو بھی عجا وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیہ اور وہ جو غیر کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اور ہر عجا کے مسح
ہے اور دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ میں ہے **وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ إِذَا خُمْتُمْ** مسح کرو
اوپر سر واپس کے **ص** اور فرض مسح موزون برابر ترین انگلی کے ہین ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح
میں فرض نہیں **ف** پہلے میں روایت ہے نیز بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں
موزون اپنے کے اور کھینچا ان کو اوٹھکیوں سے اوپر تک ایک بار اور لگایا کہ میں نے نظر کرنا طرف نشان مسح کے اوپر ہو کر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے گئی خط تھے اوٹھکیوں کے **ص** اور مدت مسح کی قیاس کو وقت حدیث ایک بات اور ایک دن ہے اور مسافر کو تین دن
اور تین بات **ف** مثال اس کی یہ ہے کہ شلا ایک شخص نے نظر کو وضو کیا اور سوچا کہ پہننے بعد اسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب
مدت عصر کے وقت صلی جانیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل مکر ہوئی اور اور حدیث میں بھی اس باب میں آئی ہیں اور
اکثر احادیث کا یہی ضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین بات ہے اور قیاس کے واسطے ایک دن اور ایک بات اور ایک
روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ مسح جب تک چاکرے یعنی کچھ مدت نہیں مگر جابستہ اذکار اور یہی قول ہے ابن عباس کا اور
دلیل کہتے ہیں اس سے جو روایت کیا حکم نے انس رضی اللہ عنہ اور کہا صحیح ہے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
تم میں سے اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھی اولیٰ دونوں موزوں میں اور مسح کرے اوپر اور شاؤا اگر چاہے اوٹھ کر مگر جابستہ اور
ابن الحوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر عمل کیا ہے اور وہ جواب میں ماجہ اور ابو داؤد روایت کیا ہے ابی بن عمار
رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کروں میں موزوں پر فرمایا مان کہا ایک دن فرمایا اور دونوں
کہا اور تین دن بیان تک کہ پونچے سات دن تک سوا بودا ورحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے **وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِيهِ**
اِسْتِذَاذٌ هُوَ بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد میں اس کی اور وہ قوی نہیں دوسرے کہ مخالف ہے روایت
اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم شل حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ
جس کو حکم نے صحیح کیا ہے اور واقطنی نے بھی اس کو روایت کیا ہے معتبر ہے جو آبا و اسکا یہ ہے کہ وہ حدیث معمول ہے تین دن کی

حدث پر جیسا کہ گذرا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے مسح کو بھی توڑتی ہے **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جزو وضو کا اور
اوس کا یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو ٹوٹ گیا یہ بھی توڑ گیا **ک** اور کمالنا سو کہ کا بھی مسح کو توڑتا ہے اور پیر دونوں پر
دھونا واجب ہو گا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو موز کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پر پھینک جاوے
مسح ٹوٹ جاتا ہے اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پر پھینک جاوے مسح ٹوٹ جاوے گا اور جب تک مسافر اور مقیم کی تمام
ہو جاوے دھونا پیر کا اوس پر فقط واجب ہو گا اگر وہ با وضو ہو اور اگر بے وضو ہو تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا
موز سے مسح کو توڑتا ہے اور یہی لفظ قدوری کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑ کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہے
مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موز موافق تین اونگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پیر اتنا ہی ہو کہ سے نکل جاوے
مسح جائز نہیں اور اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہے اور اگر لنبہ پھٹا ہو کہ اوچھین تین اونگلیاں برابر ساجاتی ہیں لیکن اتنا نکلنا
مسح درست ہے اور اگر مٹا ہوا ہو لیکن چلنے کے وقت اتنا نکل جاتا ہے مسح درست نہیں بلکہ جو موز رسی وغیرہ سے بنا ہوا اور نیچے سے
ٹھننا کھلا ہوا اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوچھین کے کھلا نہیں ہوتا تو اوس پر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہے تو اگر مقدار
تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہو گا مسح درست نہیں والا درست ہے اور اگر ایک موز زمین پر پھٹ جائے ہو گا کہ جمع کرنے سے تیرا اونگلی کے موافق
ٹھہرے تو اوس پر مسح درست نہیں اور اگر دونوں موز پھٹے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہتھکڑی طرح مسح درست ہے اور اگر مقیم موز پر مسح کیا
اور ایک دن ات گزرنے سے پہلے مسافر ہوا تو اس دن کے بعد اوتار کے اور اگر ایک دن ایک رات گزرنے کے پہلے مقیم ہوا ایک دن اور ایک رات
بعد اوتار کے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایک دن کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہو موز کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں

پٹی پر مسح درست ہے اگرچہ وقت حدت کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا مگر جبکہ زخم یا چھاب ہو گیا **ف**
پٹی پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ اور سنن مسکیت
ضعیف ہے اور اس واسطے کہ موز کے اوتارنے سے زیادہ اوس پر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب موز کا مسح درست ہو تو پٹی کا بھی
درست ہو گیا اور اگر زخم لہجے پونے کے بعد پٹی گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہو و گیا پھر اگر اوس کا وضو ہو کہ تو فقط اوس مقام کو
دھو ڈالے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پھر کرے تو ترک کرنا اوس کا درست ہے **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے
کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سر زخم لگا تھا اور اوسکو حجام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا اور
اکڑ کے مگر کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہنچی کہا عطائے کہ پونہ چاہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا
تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر پانچ جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ **ف** اور اگر ضرر نہ کرے
تو اوچھین کئی روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اوس کا اور فتویٰ اسپر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں
اور اسپر کچھ شرط نہیں ہے کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث چھینب
جیسا کہ گذرا پونہ پٹی پر مسح پٹی جب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا کر سکے جیسا کہ دھونہیں سکتا اس طرح پر کہ پانی اوسکو
ضرر کرتا ہے یا پٹی بنتی ہو اور کھولنے میں اوسکے ضرر کا خوف ہو تو اگر عضو کے مسح برباد ہو و گیا پٹی پر مسح جائز نہیں **ف**

اس واسطے کہ یہ سبب مذکور کے ہی اور جب عذر نہ ہو دیکھا تو مسح بھی جائز نہ ہوگا **ص** اگر اعضا اصلی کے پٹے ہوں اور ان کے دھونے سے عاجز ہو کہ پانی بہانا و سپلازم ہی تو اگر ہمارے ہاتھ سے تو اسی جگہ کا مسح کر لیں اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو ناچھو اور گرداؤ سے دھو کر **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **ص** اور اگر ہاتھ اوسکے پٹے ہیں کہ خود وضو نہیں کر سکتا تو مسح کرے اور تو اگر دوسرے سے اوسنے نکرا یا اور تیمم کر لیا جائے تو ہر دو صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر اوسنے پیر کی پوائی کی جگہ پر وہانی لگائی ہے یا کسی کو دوا پر گزاردیو اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا گر پڑی اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو پھر دھو کر اور اگر تندرستی نہیں گری ہو تو نہ دھو کر اور اگر کسی شخص نے وضو کر لیا اور گدی رکھ کے اوسکے اوپر پٹی باندھی ہے جن لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو مسح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک نہ دوسرے شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہے **ف** اس واسطے کہ مسح عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اوتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہوگا **ص** اور بعضوں کے نزدیک اگر وہی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہو کہ اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز ہے اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **ص** اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام جراحت سے اوتارنا ضرر کرتا ہو کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراحت تک دھو کر اور پھر باندھ لیں اور مقام جراحت کا مسح کر لے اور اگر تشائخ اسپرین کہ پٹی پر مسح درست ہے اور گردن گریہ کے اگر بدن کھلا ہو مسح اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں خوف اس بات کا ہے کہ پٹی تڑپو اور تری اوسکی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گدی پر باندھی جائے اور کوعصا بھی کہتے ہیں **ص** اور تمام پٹی اور عصا کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی اور عصا کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عصا بے مسح کر لیا اور پھر اوکو اوتارا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح کرے گا تو بھی درست ہے اور اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی یا عصا باندھ بہتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر کرے گا تو بھی درست ہے اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصا کا کچھ ضرر نہیں بلکہ ایسا کافی ہو پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح موز کیواسطے ہے تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے پٹے سے گری ہو اس جگہ کا دھونا واجب ہے خاص کے اور اگر بے اچھے ہو گری تو مسح باطل نہ ہو دیکھا خلاف مسح سمور کے کہ اگر ایک سوڑے کو اوتار لیا تو دونوں پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہیں جسکو رحم عورت بالغہ کا جھولنا اور عورت بالغہ فورس میں ہوتی ہے بغیر کسی بیماری اور سن نامیدی کو بھی نہ پونہی ہو کہ تو جو خون رحم سے نہو دیکھا حیض نہیں اور اسی طرح جو خون فورس کے قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیماری سے آوے گا اور جو خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون حیض ہو دیکھا اور بعض ساری اور جو خون بعد جتنے کے عورت کو آتا ہے و سکون نفاس کہتے ہیں وہ بھی حیض میں داخل نہیں اور صحیح ہے کہ حیض بعد سن ایسا کہ نہیں **ف** ایسا کہ معنی نامیدی کے ہیں تو گویا وہ سن حیض سے نامیدی ہو جاتی ہے **ص** اور سن ایسا کہ بعض کے نزدیک ساتھ برس میں اور بعضوں کے نزدیک تین برس اور یہی توجہ کیا ہے مشائخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام نہر میں

ص تو جو خون عورت بعد اس سکن دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں **ف** چلی شیعہ شرح وقایہ میں کہ فرمائی
ہماتہ زلفہ میں اور پس کر کہ بعد چھین برسک حیض نہیں رہی بل کہ حضرت عائشہ و سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا **ص**
اور قوی اس پر کہ جب خون سیاہ یا سرخ دیکھے تو حیض ہے اور جس کا خاوند مر جاوے اور اس کو حیض نہ آتا ہو تو چار مہینے درج ہو سکتی
عدت ہے اگر وہ عورت اگر اوگر لوٹدی ہے تو دو مہینے اور پانچ دن ہو اگر قبل تمام ہوئے عدت کے عیسیٰ **ف** یعنی چھ مہینے
ما سید ہوئی اور سن ایسا کو پونچھ ہی ہو **ص** ایسا خون دیکھا عدت مہینوں تک باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا
خون دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زیادہ سبز یا خالی ہے تو وہ حیض نہیں استخاصہ **ف** استخاصہ کا لگے بیان آویگا **ص**
اور کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر
تیس دن کا ہے اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک ات اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث میں ہے کہ کم مدت
حیض کی واسطے عورت کے بارہ ہوا شیبہ تین دن اور تین ہمت اور اکثر مدت دس دن اور جزو یادہ ہو وہ استخاصہ ہے روایت کیا اسکو
دارقطنی نے ابی امامہ سے کہ ماہ قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبدالمکات اسد میں اسکی مچول ہے اور علامہ ابن کثیر ضعیف ہے اور روایت
کیا عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب یادہ ہو اس سے
تو وہ استخاصہ ہے اور سبب حسن بنتی کا کہ عیسیٰ کیا اسکو اور حدیث شہورہ بخند بن ابیہ سے اور روایت ہے عوف بن انس رضی اللہ عنہ
کہ ماہ بن عدی حسن بن نیاہ بن کہیں دیکھا مینے اسکو شہد بکارت تین بلکہ بیضاہ کی قریب ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے
عبد الغزیز اور دسکی انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ماہ انھوں نے کہ عورت ماہ سے
دس دن تک اور جزو یادہ ہو وہ استخاصہ ہے اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہ نہ ہونے تو عورت استخاصہ کی دن اور
نہ دو دن میں یہاں تک کہ پونچھ دس دن کو سو وہ استخاصہ ہے اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقیفی رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے دیکھا
جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ غیر مستحائیکہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان بن مسجابی ہیں اور روایت کی سعید بن جبیر سے
کہ ماہ حیض کے تیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان بن عیینہ اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اشد
بن مہق سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن
مجمول ہیں اور روایت کیا ابن عدی نے مال میں ماہ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حیض کم
تین دن سے اور نہ اوپر عورت دن سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن عیینہ شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو عتیبہ
معاذ رضی اللہ عنہ او ضعیف کیا اسکو محمد بن عیینہ سے کہ مجمل ہیں اور روایت کیا اب جوحی علی مل متناہیہ میں خدیجی رضی اللہ
عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن اور کم مدت درمیان حیضوں کے پندرہ دن ہیں اور ضعیف کیا
اسکو سلیمان بنی نے ابو داؤد سے اور وہ واضع حدیث کا اور حدیث حجت ہے امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم
مدت حیض میں بعضوں نے کہا ہے کہ کم مدت تین دن اور تین ہمت ہیں اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
اور اہل کوفہ کا اور اسے اخذ کیا ہے ابن المبارک نے اور خطا جو تابعی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی پیش
اس باب میں نہیں آئی **ص** اور شروع حیض کا جسے ہوتا ہے کہ خون فرج خارج ہو اسکو اگر کسی عورت نے فرج داخل کر لیا ہے

سنن ابی یوسف

سنن ابی یوسف

سنن ابی یوسف

ف اگر سرفا کو کہتے ہیں جو عورتیں تمام حیض میں اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہیں **ص** اور خون اوسکی جگہ بند رہنے پر فرج خارج تک نہیں پہنچا یہ حیض متحقق ہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو اگر سرفا کہتے ہیں وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کرسف تک آجائے تو اگر فرج داخل ہوا کرسف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہوا حیض متحقق ہوگا مگر جب کرسف اٹھا لیا جائے تو اوتھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک نہیں پہنچے کوئی آویگا تب تک حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر کوئی اپنی اہلیل میں یعنی سوراخ ذکر میں روئی رکھی ہو حکم یہی ہوگا قلعہ خارج میں داخل ہر **ف** قلعہ اسے کہتے ہیں جہاں تک کہ ختنہ کیا جاتا ہو تو اوسمیں اگر پیشاب آجائے گا تو ٹوٹ جائے گی اگرچہ باہر سے **ص** اور رکھنا کرسف کا کپڑا یا تمام حیض میں سخت ہو اور شیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہر وقت فرج داخل میں رکھنا کہ وہ ہر اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہووے گا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضوں کے بیچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہر اور جو رنگ مدت حیض میں ہو اس سفیدی خالص دیکھا سب حیض ہر **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی سیدہ روز میں اور زیادہ کی حد میں اور طہر متخلل کہتے ہیں اوس پاک کو جو عورت دو حیض کے بیچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کئی رنگ میں سب چھ رنگ علم نے بیان کیے ہیں سرخ شبنم سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی ملتی ہوئی ہو اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو اصل سنے کا یہ ہے کہ عورت حائضہ ان چھ میں سے کوئی رنگ نہ دیکھے ورنہ حیض ہر اگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی جہاں بیان نہیں کی جو قول مفتی بری اوسکو ذکر کر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہو وہ جب خون کے بیچ میں آئے تو اگر تین دن سے بھی کم ہو تو وہ سب نزدیک حیض ہر اور اگر تین دن کو یک یا زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام عظیم سے ایک دن یا دو میں بھی حیض میں داخل ہر اور بعضوں نے کہا ہر کسی پر فتویٰ ہو کہ چونکہ اسمیں آسانی ہے فتویٰ ہو چھنے والے اور فتویٰ دینے والے پر **ف** ہر نے میں لکھا ہر **وَاكْخَذَ لِهَذَا الْقَوْلِ اَيْسَسٌ** یعنی تسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہر اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور بائیں مذہب میں اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا منہ بآپن المبارک کی روایت امام صاحب نے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب نے تفصیل میں ان مذاہب کے خواص کا حفظ فائدہ ہر عوام کا کوئی فائدہ تصور نہیں ہوا سطر ترک کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہر اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو تب بھی صحیح مذہب میں حیض ہر اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہلکے نزدیک حیض ہر **ف** اور فرق ان دونوں میں بیان کر کے اور بعض اہل یون کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں دلیل اولیٰ یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری ام عطیہ سے کہ کہا انھوں نے ہم نہیں گنتے ہیں تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ میں اور ہر مجہد میں ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوا سے سفیدی کے سب کو حیض گردانا ہر اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **ص** عورت حائضہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جبکہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے پر وہ کہے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے پر نماز کے اور بعض خارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کیا لازم ہے اور یہ مذہب مخالف اصحاب میں مشہور ہے اور مرد و **م**رثا اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے وقت سے ساقط ہوگئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دنوں کے کم اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریم ہو سکتی ہے نماز واجب ہوگی اور اگر اس کے کم وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزہ میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہوگی اگرچہ نفل ہو اور اگر عائشہ عورت رمضان میں ن کو پاک ہوئی اور کچھ نکھایا وہ روزہ کافی نہ ہوگا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہوگا اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو اور اگر دس دن کے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریم کر سکتی ہو تو کل کاروزہ واجب ہوگا اور اگر اس کے کم ہو تو واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسنے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور عائشہ کو درست نہیں کہ مسجد میں آئے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم صرف میں کہ نام ایک مقام کا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جاکرے میں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ نہ طواف کرنا نہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد میں داخل ہونا اس واسطے منع ہے کہ فرما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد سے لے لیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں عائشہ ہوں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ماتھے میں تو نہیں ہو اور اسی واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کو مسجد درست ہے اور پردہ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں مسجد کو واسطے جنب اور عائشہ کی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ و بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے مؤلفین کی خطابی نے اس حدیث کو اور کہا اسناد میں اسکی افلت بن حلیفہ صاف کوئی مجہول الحال ہے اور کہا ابن الزہری نے کہ وہ متروک ہے جواب اوسکایہ ہے کہ ابن الزہری کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزيمة نے اور حسن کہا اوسکی بھی بن قحطاف نے واللہ اعلم **م**رثا اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیز میں کہ وقت احرام محرم ہو جاتی ہیں حلال ہو جائیگی **م**رثا اور عائشہ کو نان سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھوٹے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کو نہ یا ران ران ملنے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کچھ چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب بدن استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ کو اپنی عورت سے کیا درست ہے جس حالت میں وہ عائشہ ہو سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاندہ تلوہ پر از رجب کو اختیار ہر ازار کے اوپر کا اور وہ جو چھوئے اس حدیث کو کہا کہ یہ میرا عمل ہے تو جواب اوسکایہ ہے کہ مسافت

تقریباً روایان کے مقبول ہو اور راوی سے پہلے کتب میں روایت کیا اس حدیث کو امام مالک و دارمی نے اور روایت جو
 معاذ بن جبل سے کہہ مائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت کے کچھ وقت حیض کے کیا حلال ہو گا کہ اوپر ازار کے اوپر پہنا
 اسے افضل ہو روایت کیا اسکو زین نے اور معی لہستہ نے کہا ہو گا اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام
 اور گناہ کبیرہ و بالاتفاق ممنوع ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کچھ جماع کرے
 حائضہ سے یا کسی عورت کی درمیان یا کسی کا پسینے کے پاس آئے اس سے خبر پوچھنے کو سواو سننے انکار کیا اسکا جو محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل ہوا اور محمد بن مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
 مباشرت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو
 بھیجا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے لوں گے کہ کیا مباشرت کرھی ہو عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو کہہ مائیں
 رضی اللہ عنہا کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جیسا اوپر لکھا ازار ہوتی تھی نصف رانوں تک رانوں
 اور ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی داؤد و ترمذی رضی اللہ عنہما کہ انھوں نے سنا بعض
 ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوکلی لکھتے
 اور شاید جسی سے کہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب و نفسہ کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگر چاہا کہ آیت سے
 کم ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوسمیں ہے کہ قرآن
 کے قصد سے ہو کہ اگر بغیر قصد سے ہو جیسے کہ کہ **لَا تَجِدُ لِّلّٰہِ دِیْنََ الْعٰلَمِیْنَ یَا شَکُورُ** اللہ تعالیٰ کچھ حرج نہیں
 قرأت واسطے جنب اور حائض کے ہوا سبباً نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن میں سے
 روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور داؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اسکو داؤد و ترمذی
 نے مرفوعاً اور ضعیف ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم **ص** عورت حائضہ کو تجھی قرآن کی درست ہے **ف**
 اسواسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہو اسکو اگر حیض آیا امام کنزی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاؤ
 اوپر ہر کلمے کے اوپر پڑھ جاؤ اور امام طحاوی کے نزدیک آدمی آدمی آیت پڑھاؤ اور مرد آدمی کے بعد پھر باقی آدمی پڑھاؤ ای طرح کہ آیت
 اور دعا قوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور توحید و تخیل
 پڑھنا مکروہ ہے **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث نے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **ف** اسواسطے کہ **ف**
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں ہو کہتی تھی کوئی چیز ان کو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور صاحبین
 اور ابن خزمیہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ و داؤد و ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن مسکن اور بیہقی
 اور یحییٰ شریح لہستہ میں اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں انیس سورۃ آل عمران کی
 قبل وضو کے **ص** اور چھوٹا اسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **ف** اسواسطے کہ
 قرآن شریف میں آیا **لَا یَسْتَحْضِیْ اِلَّا الْمَطْہَرُ** یعنی نہین چھوٹے ہیں اسکو مگر بالکل لوگ **ص** مگر خلاف کے

مثلاً او سکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اس نے خون بارہ دن تک کچھا پانچ دن استحاضے کے ہیں اور نفاس کی عادت سکی تیس دن تھی اور خون اس نے پچاس دن تک کچھا بیس دن استحاضے کے ہیں یہ کم تو معتادہ کا ہے اور معتدہ کا خون اگر جاری نہ رہے تو اسے دس دن اس کے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور پہلے نفاس میں اس کا خون ہمیشہ جاری رہا پچاس دن نفاس کے گئے جانے اور باقی استحاضے کے آویج خون عادت دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی ہے **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اس کا جاری رہا تو جتنے دن اس کے حیض کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اس کے نماز پڑھے غسل کرے جب وہ دن آوے جس میں نماز ترک کرے اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک عورت تھی بہت تھا خون اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قیوم تھا اس کے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے دیکھے کہ کتنی رات دن کی کہ عاتق ہوئی تھی اندون میں جینے سے قبل اس عارضے کے سو ترک کرے نماز موافق اس کے مینے سے سو جب گذر جائیو تو غسل کرے پھر گدے لگا دے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ کئی سندوں کے ساتھ صحیح اور ایک حدیث میں آیا ہے تَدْعُ الصَّلَاةَ اَيَّامًا اَوْ اَيَّامًا يَنْتَهِى جِوَدَ نَازِ حَيْضُكَ دُونَ مِثْلِكِ ابُو داؤد ضعیف کیا اس روایت کو کہ کما کہ ہم ابین عینہ روایتی اور حفاطی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب بیہی لکھا ہے اور یہی قول ہے حسن اور سعید بن اسید ابی عطاء اور محول اور ابراہیم اور قاسم بہت تابعین کا **ص** عورت استحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا اور سے درست ہے **ف** اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں بیشمار کماں تک بیان کروں اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے جس شخص کو استحاضہ یا خون نال کا یا کوئی اور حدیث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اس پر بغیر اس کے گذرے تو ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور نفلوں کو فرض کی تبعیت میں ہے **ف** کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت استحاضہ میں کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اس کو ابو داؤد سنن میں اور یہی ہندسہ امام صاحب اور محمد اور زفر اور ابو یوسف رحمہم اللہ جمیع کا اور ثابت کرنا اس کا بہت مشکل ہے جس کو منظور ہو مشکل اتنا امام طحاوی میں خوب تفصیل ہے دیکھ لیں اور ایسا ہی روایت ہے عایشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کما سعید کے غسل کرے ایک طہر دوسرے طہر تک روایت کیا اس کو ابو داؤد اور بعضوں نے کہا کہ اس میں ہم ہو گیا صحیح یہ ہے کہ من ظہر الی ظہر یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول مناسب مقام نہیں اس واسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہے سب ازین اس باب میں برابر ہیں ہو یہی اس کی جگہ ابو داؤد نے رَوَاهُ مَسْوُكُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَكُوعٍ قَالَ فَبَيْنَ ظَهْرِي إِلَى ظَهْرِي فَقُلْتُ لَهَا النَّاسُ مِنْ ظَهْرِي إِلَى ظَهْرِي عَنِي رَوَاهُ ابُو داؤد و هو قول الحسن وسعيد بن المسيب انك مذہب وناوہی ہے کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یک طہر سے ظہر تک غسل کرے واللہ اعلم وعلمنا آخر اور بعد کا مذہب یہ ہے کہ مستحاضہ کو ہر بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہو گریہ کہ کوئی اور حدیث ہوا استحاضہ کے اس کو بونچے اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضوں کا یہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرے اور

پاک کرنا اگر بانی سے **ص** جو چیز کے ناپاک ہو جاوے اوس نجاست سے کہ دکھائی نہیں دیتی نہیں بارے کے دھو اور ہر بار کے چوڑنے سے پاک ہو جاوے گی اور تیسری بار میں خوب موافق زور دینے کے چوڑے تو اگر خوب زور سے چوڑے گا تو پاک ہوگا ایسا ہی چوڑنے اور جسکا چوڑنا ممکن نہیں تین بار دھو اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ ہر قطرہ نہ بے اور ٹپکنا موقوف ہو جاوے اگر سوکے میں ایسی نجاست جسکا دل ہووے بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر پٹنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تردید از بھی ہووے اور خوب پاک ہو جاوے گا اور اوس پر فتویٰ ہے اور جو دلدار سوکے دھونے سے فقط پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب فقط دھونے سے پاک ہوتا ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد حضرت ابی ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تھامے جوتے میں نجاست تو مٹی اوسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی امر وی عایشہ رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تردید از ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک ہووے گی اور دلیل اونکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیر کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دھواوے کو اور اگر خشک ہو تو کچھ لازم نہیں ہے کہ روایت کیا اسی **ص** اگر کسی چیز میں بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر مٹی سے بغیر دھونے کے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی مٹی اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن یہ جب ہو کہ مٹی اتقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تحمیں مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور یہی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے مٹی کو پھر نخلتے تھے نماز کو اسی کپڑے میں اور میں دیکھتی تھی نشان دھونے کا اوس میں روایت کیا اوسکو تھیں رحمۃ اللہ علیہا اور ایک روایت میں مسلم کی ہے کہ میں کھرچتی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اوی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں کھرچتی تھی سوکھی مٹی کو نماز میں اپنے کپڑے سے اور کہا امام لمحاوی نے شکل الآثار میں حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَبِشْرِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَيِّمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْمَنِيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ فِيهِ الْوَضْوءَ وَأَنْ يَقَعَ الْمَاءُ لَيْقِي ثَوْبِي يَعْنِي كَمَا حَضَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نے کہ میں دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان بانی کے اونکے کپڑے میں ہوتے تھے **ص** اگر سرزد کر کا پاک ہے اس طرح ہر چیز پیشاب نے فوج سے تجاوز نہ کیا اور بعد پیشاب کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہوگئی کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن میں اگر مٹی لگے خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک ہو جاوے گی جب تک نہ دھوے گا **ف** صاحب ہر پانے وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فَنَاتِ حَرَارَةُ الْبَدَنِ جَاذِبَةٌ لَا يَتَّبِعُ إِلَى الْبُحْمِ وَالْبَدَنُ لَا يَسْكُنُ فَوَلَّاهُ حَرَارَتِ بَدَنِ جَاذِبٌ يَسُوْنُهُ عَوْدُ مِلْغِي مَنِيٍّ طَرَفٌ جَرَمٌ خَشْيٌ سَے اور بدن کھڑا ہوگا ممکن نہیں **ص** تنوار یا چھری یا اور جو لوکے مثل خیز میں ہیں مٹنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور پر ہووے اور جو چھوٹا ایسا ہو کہ دھونا اوسکا دشوار ہو ایک ات دن اوس پر بانی بہا پاک ہو جاوے گا اور اینٹیں ناپاک یا اینٹیں بھی ہوئیں یا نرملے کا گھر اور درخت اور گھاس اگر کٹی نہ ہووے اور خشک ہو جاوے اور نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین خشک

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ میں عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچا اپنی کوتاہی کا
 عبد اللہ بن عمر نے سو کیا جسے اوسکو سو پایا جسے اوسکو دو اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور روایت کیا ابھی اس حدیث
 اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی پہاڑ قبلہ کے کہ پہاڑ اوس سجدے کے ایسے لوگ ہیں جو دست رکھتے ہیں جہت
 کو فرمایا کہ تھے استنجائے بانی سے سوز نازل ہوئی ناؤ میں یہ آیت **ص** تو پتہ دیا تھو پہر مخرج کو خوب صاف کر کے ملے حد
 اور ایک اونٹنی یا دو تین اونٹلیں باطن سے دھو دے اور اونٹلیوں کے سر سے دھونا درست نہیں ہے دونوں ہاتھ دھو دے اور اگر پاؤں
 مخرج سے درم برا بھی تھا دوسرے کی دھونا اسکا شیعین کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سے درم برے ہو تو اسکا
 بھی دھونا فرض ہے اور کھانے اور پانی اور گوشت اور دھنسنے ماتحت استنجاء درست نہیں **ف** لیکن پانی اور گوشت سو دھونا ہے
 کہ روایت کیا ابن سعد رضی اللہ عنہ نے گوہر کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے جرح میں ہے یعنی جو صیبا کہ گدرا
 اور بھی روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن سعد کے کہ جب نے قاصد جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت اپنی کو کہ استنجائے کرین ہی اور گوشت یا کھانے سے یہ تحقیق کہ استنجائے کرین ہی
 منع کیا بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہی روایت سے ہی ایسا ہی مخرج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے
 اور اسی باب میں روایت ہے خرمیہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلطان کے اخراج کیا ان دونوں کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجی
 کرنا دہننے ماتحت سے روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجائے کرین ہی دہننے ماتحت
 روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے ہم سب نے اور روایت کیا بخاری اور ترمذی ابو داؤد
 وغیرہ نے ابی قتادہ کے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم اپنے پیشاب کے ذکر اپنے کو دہننے ماتحت سے اور
 استنجائے کرے اپنے ماتحت سے اور روایت کی ابو داؤد آنحضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا ابنا ماتحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور پانی ماتحت واسطے پھانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ سنا
 عثمان رضی اللہ عنہ نے فرماتے تھے کہ نہیں چھو اپنے دہننے ماتحت سے جب کہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
 اسلام لایا میری خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجائے کرنا انھوں نے دہننے ماتحت سے خارج کیا اس حدیث کا زین بن حادیہ حدیثی **ن**
 اور پھانے میں قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا اور نہ نہ کرنا مکروہ ہے تحریری اور کھل اور میدان میں بھی بہار نزدیک ہی مکروہ **ف** کیونکہ
 روایت ہے ابی یوسف کے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پھانے کو سونہ سونہ کرہ طرف قبلہ کے اور نہ پیٹھ کرہ طرف اسکا
 اور لیکن مشرق کی طرف ہونہ کرہ اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب اسطے مینے کے کہ گوشت کے کیونکہ قبلہ افواکہ مشرق اور مغرب میں
 اور جبکہ قبلہ مشرق یا مغرب ہی ہو تو جنوب شمال کی طرف ہونہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھ عالموں نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
 سوط میں اور روایت کیا اسی باب میں ابن ماجہ ابن ماجہ اس سے اور اسناد میں اسکی ابو یزید جصوق کہ کہی کہ نام اسکا ولید ہی سوطی
 بن ثعلبہ کا جھول ہے اور ابو سعید خدری اس سے اور اسناد میں اسکی ابن سعید حدیث ہے اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ہے
 خدری ابن سعید ہی اور وہ ضعیف ہے اور بہار نزدیک یہ کہ استسقاء میں سب میں کہی کہ کہ ابو یوسف انصاری کہ کہی کہ
 نام ہر توجہ میں ابوسم کے ہاں بلون قبلہ کے سوچتے تھے ہم اس سے اور استسقاء کرتے تھے اس سے ہم اس سے اور اس سے

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ جو شخص کہ حدیث بیان کرے اسے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اور اسکی نہیں پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ
 بیٹھ کر روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا انھوں نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ میں پیشاب کرنا ہوں کھڑے ہو کر کیا آپ کہ یہ پیشاب کرکھڑے ہو کر عمر سو نہیں پیشاب کیا یہ کھڑے ہو کر جب اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کہ میں پیشاب کیا میں نے کھڑے ہو کر جب اسلام لایا میں روایت کیا اسکو ترمذی اور کہا کہ صحیح ہے عمر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کیا
 پہلی روایت کو اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ جب یہ پیشاب کرنا کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر کہا کہ یہ واسطے ادب کے ہے
 نہ واسطے درست کے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ پیشاب کرتے تھے وہ
 کھڑے ہو کر اور روایت ہے سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
 کئی طریقوں اور حق یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا قطع خلاف ادب ہے اور باقی مہجوبان و فہمونیوں کے درست ہے واللہ اعلم

کتاب الصلوٰۃ

فصل نماز کے وقتوں کے بیان میں

ص وقت فجر کا عریض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہے اور جو طویل صبح ہو اسکو صبح کا ذب کہتے ہیں اور وقت
 نماز صبح کا وقت نہیں بتا **ف** یعنی صبح اسکو کہتے ہیں جو افق کی طرف پڑان میں سپیدی پیدا ہوتی ہے کیا بخاری رحمۃ اللہ
 علیہ صحیح وقتوں نماز میں حدیث مبارک رضی اللہ عنہ کی ہے اور روایت ہے ہر مہینہ رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے پوچھا ایک شخص نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتوں کو سو فرمایا آپ نے اوش شخص سے کہ نماز پڑھ سہارا ساتھ دو دن جو سو وقت نہ وال ہوا
 آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سواواں فی اونی نے پھر حکم کیا اوکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوا اقامت کی اوںھوں نے حکم کی
 پھر حکم کیا اوکو سوا اقامت کی عصر کی اور آفتاب و سو وقت سپید اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوکو سوا اقامت کی مغرب کی
 جو وقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوکو سوا اقامت کی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اوکو سوا اقامت کی فجر کی
 جو وقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوکو تو ٹھیک وقت پڑھی نظر اور خوب ٹھنڈا کیا اوکو اور نماز پڑھی
 عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اہل روزہ تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی
 جب تمنائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سوروشن کیا اوکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپ نے کہ
 کہان ہر نماز کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوش شخص نے میں چون بار سوال اللہ کیا آپ نے کہ وقت نماز کا وہاں اوسنے
 جو دیکھا تھے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کیا مسلم نے ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ ما نذا اسکے **ص** اور نماز کا وقت
 زوال سے جب تک کہ سایہ نہ ہو جاوے سوا سایہ زوال کے **ف** یعنی جتنا سایہ زوال کا ہو اتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ نا
 ہو جاوے **ص** اور ایک روایت میں امام صاحب نے نماز کا وقت جب تک کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایہ زوال کے
 اور یہی قول ہے صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ یہ ہے کہ زوال کا دائرہ ہند سے معلوم ہوتا ہے اور وہ شمس عربی میں ہوا
 بنے نماز عوام اسکو ترک کیا اور کہو کہ ہندوستان کے ملک میں زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہیں اور عصر کا وقت اوش وقت

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت شفق غائب ہو تک اور شفق کہتے ہیں سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہو اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہو اور عشا کا اوس وقت ہے اور وتر کا عشا کے بعد صبح تک دونوں کا وقت رہتا ہے۔ **ف** ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہو اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہاء اس طرف ہیں کہ وقت ظہر کا پندرہ گز کے سائے کے برابر ہو تک ہو سکا سایہ زوال کے بعد مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہو اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ آخر وقت مغرب کا پس آفتاب کا ڈوبنا ہو کہ انھوں نے تاخیر کی جاوے مغرب بعد از اعتبار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبریل علیہ السلام کی ہے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ میرے دو بار نزدیک خانہ کے پہنچے پڑھی نماز ظہر کی پہلی رکعت میں جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوس کے پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب آفتاب اور اظہار کیا روزہ اگر پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوس کے جس وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا ڈونا و اسکا پھر مغرب جس وقت کہ گئی تھی اور عشا جس وقت کہ گئی تھی رات پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر انقاعات کیا طرف سے جبریل علیہ السلام اور کہا کہ امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیاء علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کی ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد و ترمذی اور کماؤسنہ کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اور کماؤسنہ کہ صحیح الاسناد ہے لیکن اسناد میں اسکی عبدالرحمن بن عمارت کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور بخاری بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توفیق کی اوسکی ابن سعد اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کیا عبد الرزاق نے عمر بن ابی نعیم ابن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے انھوں نے اپنے پاس سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا اسکا اور اسناد میں اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کہا شیخ تہی الدین بن دقیق الحمید نے کہ یہ بھی متابعت ہے اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ مانے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحاح رضی اللہ عنہم سے نو میں سے جابر رضی اللہ عنہ میں اور روایت میں اونی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گری آدھی رات اور یا تہائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کما بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبداللہ بن عمر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب کہ زوال ہوا آفتاب کا اور ہوا سایہ ہر چیز کا مانند طول اوس کے کہ جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور وقت عصر کا جب تک کہ نہ نزل ہو آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا جب تک کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا فاق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب ہو فاق اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی اور یحییٰ بن عثیم حجت ہیں امام شافعی پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غائب ہووے شفق اور عصر کا وقت جب کہ غروب تک ہو سوا دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ عِرْضَ عَلَیْکُمْ بِالْعِشَیِّ الصَّافَاۃَ اَوَّلَ الْفَجْرِ

عبدالرحمن بن عمارت
ابن عباس

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ اور شیم اور علی اور حسن بن علی اور
 ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین بخیر بن رضوان اللہ علیہم اجمعین اس طرح کہتے ہیں اور روایت
 اعمش سے کہ تھے اصحاب عبداللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہر اس باب میں بخیر بن شیبہ رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمع ہوئے
 اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے
 نو اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس سے
 حدیث تفسیر صنیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیر میں پڑھنا منسوخ ہو گا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح ترین
 بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہر اور امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہو کیونکہ روایت ہر عایشہ رضی اللہ عنہا کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صحر کو سو پھر قیام میں حور تین اونہیں پہچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صبح ہی کے
 تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہر اور یہی مذہب ہر اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی
 یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلافت تاسو صاحبوں تابعین کے ہر اور خلافت ہر تبارک و تعالیٰ اعلم
 گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہر اور جابر بن عبدی کرنا صحیح بخاری میں ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھو
 نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جو شہنم ہر **ف** اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہو
ص ہر اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب پہلے مستحب ہر **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے
 کہا انھوں نے کہ میں نے کوفے کی مسجد میں داخل ہوا سواذان دی تو دیکھتا ہوں عصر کی اور ایک شخص نے ماست کی اوسکو اور کہا خبر دی میرا پاپ
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور میں نے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگوں نے کہ عید
 بن نافع بن خدیج بن ابی اویس نے وضع کیا اوسکو عبدالواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر میں اور کہا کہ میں نے
 کیا وگلی عبدالواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث ہر پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پھر قرآن کی گجائی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر بکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم کچھ گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا
 شیخ ابن الہمام کہ یہ ممکن ہر غروب تک اسے چھتے باہر پکائے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ اوس کے نزدیک بدین **ص** اور تاخیر عشا کی
 تھائی رات تک مستحب **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری رات پر
 تو اللہ تاخیر کرتا میں عشا کی تھائی رات تک یا آدمی ات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہر اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ عشا کے قبل سونا
 اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہو کیونکہ روایت کیا چھ عالموں نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مروہ کہتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین
 بعد عشا کے اور بعضوں نے جائز رکھا ہر باتوں کو بعد عشا کے گرمیوں میں اور دلیل افکی یہ کہ روایت کیا ترمذی نے صلوٰۃ میں اور شافعی نے
 مناقب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سچ اس کے کسی ہر میں ملائکہ
 اوسکو اوسچین میں بھی ابی عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح جواز اوسکا معلوم ہوتا ہو روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ
 رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہو باتین کرنا بعد نماز عشا کے اگر واسطے دو حضور کے صلی اور سافر
 اور ایک روایت میں یہ واسطے دو ہر کے اور حضور کے کہا ہو گرمی میں ہلدی ہو ہی سبب اگر مباحث کہ نماز آدمی ات تک تاخیر ہو سکتی

نہ

نہ

اور آدھی رات کے بعد مکروہ ہے **ص** اور وتر کی آخرات تک اگر جاگنے کا یقین ہو تب ہو اور اگر جاگنے کا یقین نہ ہو تو عشا کے ساتھ پڑھ لیں اور مغرب کی جلدی سخت ہے **ف** اور جلدی کے معنی ہیں کہ اذان اور اقامت میں نہ پڑھ کرے مگر ساتھ ایک طغیانی کے کیونکہ روایت کی ابو داؤد و ترمذی بن عبد اللہ ایک حدیث طویل اور استخرا و سکایہ پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رنگی است میری ہنکی پر جب تک کہ نہ ناخیر کچھ نہ مغرب کی ستاروں کی روشنی نہ لگے اور نہ کچھ بھینے تک اور اسکی اسناد میں ابن مسعود اور ضعف و سکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے ثابت نہیں اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی قبول نہیں کیا مشہور رحمۃ اللہ علیہ نے کہہ دیا ہے میں نے اس حدیث میں اور روایت کیا اونسے مانند فوری اور ابن ادریس اور حمان بنید اور زید بن زنجاع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک نے اور طویل کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کئی تو فیق میں اور ذکر کیا اسکو ابن عباس نے ثقات میں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا انہیں کلام کرنے سے فقط **ص** ابر کے دن عصر و عشا کی جلدی سخت ہے اور نمازوں کی تاخیر **ف** اسواسطے کہ تاخیر عثمانی قلت جماعت کی ہے بسبب پانی کے اور تاخیر عصر میں تو ہم ہر اس بات کا وقت مکروہ نہ ہو جاوے اور فجر میں ہواسطے تو ہم نہیں کہ یہ مدت مدید ہو دوسرے کہ اس میں طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہیں اور امام صاحب مروی ہے کہ سب میں تاخیر سخت ہے واسطے احتیاط کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہیں **ص** آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور حبوق عین پر پڑنا نماز اور عجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے عقیم بن عامر رضی اللہ عنہ وسلم وغیرہ میں کہ اتین ساعت ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے کہ نماز پڑھیں ہم ان وقتوں میں یا قبر میں کہ میں ہم مردوں کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہاں تک کہ بلند ہو جاوے اور حبوق عین پر پڑنا یہاں تک کہ زوال ہو آفتاب کا اور جب کہ ڈوبتا ہو یہاں تک کہ ڈوب جاوے اور بوطا میں یہ کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتوں میں اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے میں ان وقتوں میں جائز ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمعے کے دن و پہر کو جائز ہے اور یہ حدیث صحیح ہے بسبب اطلاق کے ان وقتوں پر اور دلیل انکی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے اسکو تو پڑھ لیں اور اسکو جب یاد آئے اسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی نبی عبد مناف کے زمانہ کو کہ کسکھو ان کرنے سے اس گھر کے پانچاڑھنے سے حبوق چاہے کہ پڑھے دن میں یا رات میں اور ابو ذری رضی اللہ عنہ روایت ایسی ہی روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور وہ بھی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہے اول القطار ہے اور اس میں مجاہد اور ابی ذر سے اور ضعف ابن کثیر سے اور ضعف حمید بن اسحق سے اور اسبابہ اسکی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور داخل کیا قیس بن سعد کو در میان حمید اور مجاہد اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اسکو وریان اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہے جو سنہ شافعی میں پہلی ہر رضی اللہ عنہ کہ سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دو پہر کو مگر دن جمعے کے اور عجدہ تلاوت بھی نہ نماز کے ہے **ص** اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہے **ف** اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جسے پانی ایک گت نماز سے سوختی کہ پانی اونسے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علما اسکا صحیح سے اور صحیح کی نماز میں یہ حکم ہواسطے نہیں کہ وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا ہوگی بجا ان صحرے کہ وہ جب وقت مکروہ میں ناقص ہے واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب **ص** جب امام دن جمعے کے خطبے کے واسطے اٹھے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

نماز کا نکر وہ ہوتا ہے اس سبب کہ اوسین خطبہ سنت سے باہر نہا ہوگا **ص** اور بعد فجر کے سو سنت فجر کے اور
 درمیان عصر اور غروب کے فصل کر دہ ہوتا ہے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز بعد صبح کے
 یہاں تک کہ طلوع ہو و آفتاب بعد عصر یہاں تک کہ غروب ہو و آفتاب بعد زوال یہاں تک کہ شمس صاف نہ ہو کہ نماز پرستی
 ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہم جمع ہیں کہ نماز بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب
 اور عین ہی نہیں بن عمر رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کہ نہ اٹھا پکا تو چھوڑ دے نماز کو یہاں تک کہ
 ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر آفتاب شمس فاکر ہو و الصلوة حتی تنبک فی
 جب شمس ہو و آفتاب ہو کہ نہ اٹھا پکا تو تاخیر کر و نماز کی یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے اور کہا صاحب صفت اور اس باب میں روایت
 عبد اللہ و ابی سعید و ابی بن عباس رضی اللہ عنہ اور کہا و حدیثا عند رکن شعبة عن سعد بن ابی ابراہیم عن یزید
 بن عبد الرحمن عن جابر عن معاذ القرظی انہ طاف بالبيت مع معاذ بن عطاء بعد العصر فبعد الصبح
 فکرمصل فسألته فقال قال صلے اللہ علیہ وسلم مکمل صلوۃ بعد صلوۃ تین بعد العداۃ حتی تطلع
 الشمس و بعد العصر حتی تغرب الشمس یعنی تحقیق کہ معاذ قرظی رضی اللہ عنہ طواف کیا نماز کے بعد ساتھ صاحب
 کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سونہ نماز پرستی سو پچھاسینے اوسے سو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز پرستید و نماز
 کے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب و بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نماز پرستتے تھے دو رکعتیں بعد عصر کے سو فیوض صیاتی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی دلیل اسکے کہ دوسروں کو اوسے منع کیا
 اور مثال اسکی ایسی ہی مسجد و زمانہ وصال کا خود ابوہ و اور حمہ اللہ علیہ علیہ رضی اللہ عنہما روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 بعد عصر کے دو رکعتیں اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روز رکعتیں تھے اور منع کرتے تھے اوسے **ص** اور قضا اور نماز جنازہ
 اور سجدہ تلاوت اور قنوت میں کو کو نہیں اور دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا باہر نہیں مگر حج کے سفر میں غصرت نماز کے بڑے
 اور غرضت عشا کے جیسا کہ آگے آجگاہ جیسا کہ روایت صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ میں عہدہ مسجد مسجد رضی اللہ عنہ
 کہ نہیں کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پرستی ہو کہ وقت پر لیکن عشا اور مغرب کے جمع کیا تھا اور ان کو ایک دن خود اپنے میں
 نماز پرستی تھی فجر کی اوسے نہ قبل وقت کے اور بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اسکا بیان آگے آجگاہ **ص** جو عورت عصر کے
 وقت یا عشا کے وقت پاک ہوئی جس میں پاک ہوئی دو ہی نماز و سہ لازم آوے گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت
 پاک ہوئی نہ کہ بھی بچہ اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی بچہ اور اگر وقت موافق گیسو پھر یہ کہ باقی رہا تھا کہ رکابا بالغ ہوا یا
 کافر مسلما ایچ او نماز و سہ لازم ہوگی اور قضا و اسکی واجب ہے گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عورت کہ اخیر وقت نماز میں
 حاضر ہوئی او سکے نماز لازم نہ آوے گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آوے گی **ف** صبح کی نماز کے وقت میں سوا
 فجر کے اور فصل پر چھانکر وہ ہو کہ روایت کیا مسلم نے مصنفہ رضی اللہ عنہما کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہیں
 مگر دو رکعتیں نہیں اور ابوہ و اور زبیدی کی روایت میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز پرستی مگر دو سجدہ و اللہ اعلم

اذان سنت ہی یا نچون فرض اور نماز جس کے واسطے اور سوا اسکے نوافل وغیرہ میں اوقبل وقت کے سنت نہیں **ف** تو اب
 حیدر زبیر نے ان دونوں جاوگی روایت ہی صحیح مسلم میں جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کے نماز پر مبنی سینے عید کی ساتھ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کے ایک بار یا دوبار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہے کہ سون میں اور جسے کی اذان میں حدیث سابقین برید کی
 صحیح و اور قریب میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علیہ اذان دینے کی نہیں **ص**
 تو اگر قبل وقت اذان کے پھر لوٹا وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی راست اذان دیتا ہو
ف اور ہرگز ایک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان اسطے آگاہی کے ہو اوقبل وقت کے تجیل ہو اونکے نزدیک اس واسطے بجا نہیں کہ اذان
 کا ہی عمل ہو اور ان سب پر حجت یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دیہاں تک کہ ظاہر ہوجا
 فجر اور پھیلا یا ماتھ اپنے کو عرض میں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے بلال رضی اللہ عنہ اور ضعیف کیا اسکو ابو یوسف نے ضعیف کیا اسکو کہ
 شداد نے نہیں پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہو اور ابن القطان نے کہا کہ شداد موصول نہیں پہنچا ناجا مگر روایت جعفر بن زرقان
 اور روایت کیا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال اذان دیہاں تک کہ طلوع کرے فجر کہا امام میں کہ ہناد کا
 صحیح ہو روایت کیا عبدالعزیز بن ابی داؤد انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان ہی قبل
 فجر کے سو غصہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اؤنگو
 کیا تم نے ایسا کہا کہ میں اٹھا میں سے سو جانا سینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ پکارو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا
 ابن عبد اللہ ابن ابی ہریم سے کہا انھوں نے جب ان دیتا تھا موزن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر گئے اور اعادہ کر اذان کا اول
 اہل حرم کا کچھ نہایت میں وقت درود احوادیت صحیحہ کے اوسکے خلاف یہ حجت نہیں **ص** اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا بعد
 کے سنت ہو اور موزن کو چاہیے کہ قنوں کو خوب پہنچا تا ہو تاکہ ثواب موعود کو پونہچے **ف** حدیث میں آیا ہے **لَا تُخَوِّذَنَّ لَكَ خِيَانًا**
 یعنی اذان دے تم میں جو لوگ بہتر میں اور امامت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسناد میں اوسکی حسین ہیں
 منکر ای بیٹہ کہ آیا یوزرہ اور ابو حاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ موزن لہنی گردن لالہ ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثیں
 فضیلت میں اذان کے آئی ہیں **ص** جب اذان کے تو قبل کی طرف مومنہ کرے اور دونوں انگلیوں کو شہادت کی کانوں میں
 کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو الشیخ نے کتاب اللذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے
 دونوں انگلیوں کو اپنے کانوں میں اور کہا کہ لہند کہ تیری آواز کو اور روایت کیا ترمذی نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ بلال رضی اللہ
 کو اذان میں بچا کہ دونوں انگلیاں اونکے کانوں میں تھیں اور کہا کہ یہ صحیح ہے **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ
 روایت کیا ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے
 کہ بچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہ تو توجلدی جلدی کہہ اور توقف کر در میان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہو جائے
 کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور پینا نہ پھرنے والا فصحا حاجت سے اور نہ کھڑے ہونا کہ اس واسطے جب تک کہ نہ کچھ کھو
 یہ حدیث ضعیف ہو اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے
 اقامت کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مانند اسکے **ص** اور نہ گاؤں اس طرح کہ کچھ حرکت یا حرف یا دکر

۱۰

۱۱

بڑھائے اور فقط اچھی آواز سے کہنا کر وہ نہیں بلکہ اچھا ہی اور ترجیح یعنی پہلے شہادتین کو کہہ دے کہ پھر کلمے ایسا کہ
فہمیں کہ عبدالسبن نے روایت کیا اور اس میں ترجیح نہیں اخراج کی اسکا دقطنی اور ابو داؤد و کما ابن خزمہ نے سننے
 محمد بن یحییٰ سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہیں بیچ حدیثوں عبدالسبن سے کہ اذان کے باب میں صحیح تراویح سے یہاں تک کہ کہا کہ
 حدیث ابن یحییٰ کی ثابت صحیح ہے اور کما ترویجی نے نقل کیا کہ میں نے سنا میں نے بجا رکھی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث بزار علی بن ابی
 رضی اللہ عنہ غریب ہے معارض ہے احادیث صحاح کے اور کما صاحب ہدایہ نے کہ نہیں ہے ترجیح مشہور حدیثوں میں اور روایت کیا
 ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ اذان پہنچانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور
 روایت کیا اسکو ابن خزمہ اور ابن جبار نے اپنی صحیح میں کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اسکا صحیح ہے اور حدیث میں غیر کے
 ثقہ میں توثیق کی اور کما فی ابن جبار نے اور کما شیخ تقی الدین بن قریق التیذہ امام میں کہا ابن جبار نے کہ سنا میں نے اپنے پاس کہ سعید بن عمرو
 ثقہ ہیں اور وہ کما صاحب ہدایہ کہ ترجیح جو ابی مخدوم کی حدیث ابن ابی ہریرہ سے تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھوں نے
 اسکو ترجیح جانا غلط ہے کہ ابو داؤد میں ہے یا سنا صحیح ابی مخدوم کہ انھوں نے کہ میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ابو
 طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ **تَوَلَّوْا اَللّٰهُ اَلْبَرَّ اَلْبَرَّ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ**
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے تو آہستہ سے کہہ پھر
 بکار کے کہہ تو اس سے پہلے تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح ہے کہ یہ حدیث معارض ہے اسکو جو روایت کیا طبرانی نے او وسط میں
 یہی حدیث ابی مخدوم کی اور نہیں ذکر کیا امین ترجیح کو اور جب وفون معارض ہوئے دو فون ساقط ہوئے اور باقی رہی حدیث
 عبدالسبن نے رضی اللہ عنہ کی سالم جمیع عل سے **فَنَبَتْ مَذْهَبَنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ص** حتیٰ علی الصلوٰۃ
 جبکہ تو داہنی طرف ہونہ پھر اور جب حی علی الفلاح کے تو بائیں طرف ہونہ پھر اور اسی جگہ کلمہ ہے
 اور اگر جانے کہ اتنے میں آواز نہ پونچھی داہنی طرف میں دیکھ سے سر نکال کے کہ دو باجی علی الصلوٰۃ اور بائیں طرف
 کے دیکھ سے نکال کے دو بار کہ حی علی الفلاح اور فجر میں بعد حی علی الفلاح کے دو بار الصلوٰۃ خیر من النجوم
فکہا کہ یونکر روایت کیا ابن ماجہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ کہ وہ آئے پاس حضرت صلی
 علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کریں انکو ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سونہیں سو کما بلال رضی اللہ عنہ الصلوٰۃ خیر من النجوم
 دو بار تو مقرر کیا گیا یہ اذان میں اور یہ حدیث نفع ہے کہ یونکہ نہایت سنا ابن مسیب بلال رضی اللہ عنہ اور وہ حجت بن یزید کا کہ
 وقت ثقہ بنے اور انکو علاوہ اسکے مروی ہے حدیث ابی مخدوم میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہونا صبح کی کہ تو
 الصلوٰۃ خیر من النجوم الصلوٰۃ خیر من النجوم اللّٰهُ اَلْبَرَّ اَلْبَرَّ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اس سے
 مروی ہے کہ کما انھوں نے سننے سے یہ بات کہ جب نماز فجر میں حی علی الفلاح کے الصلوٰۃ خیر من النجوم دو بار دہرایا گیا
 اسکو دقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا مرسل ہے حکم رفع میں ہے اور وہ جہد امین ہے کہ کما بلال رضی اللہ عنہ الصلوٰۃ
 خیر من النجوم دو باجی پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سونہیں تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہے کہ
 کہ اسکو چہ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں ہناد صحیح **ص** اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہ

مگر وہیں کلمہ جلدی جلدی کے بعد بھی علی الغلج کے دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہے کہ بعد اذان کے پھر کہہ رہا ہوا فرشتہ سوکھا مثل اذان کے مگر یہ کہ بعد بھی علی الغلج کے دوبار قَامَتِ الصَّلٰوۃُ زیادہ کیا اور ابولیلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ ہمارے نزدیک حجت ہو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث تک سوا اذان ہی آؤ دو دوبار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے حسن ترمذی و یحییٰ و یمن اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اسکے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کہ دو دو بار اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جریر کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی توجہ تکلیفی تھی تکرار دیا تھا تو ایک ایک بار اور اذان اور اقامت میں بائیں ٹکڑے اور بعد اذان کے پھر کچھ تاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اسکو توثیب کہتے ہیں **ف** اور یہ ہے میں کہ توثیب نماز فجر میں اچھی ہو اور باقی سب نمازوں میں مکروہ ہو اور لکھا ہے کہ توثیب نکال لیا اسکو علی گونہ بعد از صحابہ رضی اللہ عنہم اجماع کے سبب بدل جانے احوال آدمیوں کے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں تشریف لگئے اور سنا ایک نواز کو کہ توثیب کی آؤ تو کہا انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ تھا اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی و یحییٰ و یمن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھتا ہوں میں حرج کیلئے واسطے اہم کہ سچ اذان سب اذان کے اَلْاَمَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا الْاَمَامُ رَحِمَہُ اللہُ عَلَیْہِ وَبَنَ کَانَہُ حَتّٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی عَلَی الْاَمَامِ اَلْاَمَامُ عَلَی الصَّلٰوۃِ اَلْاَمَامُ عَلَی الصَّلٰوۃِ اَلْاَمَامُ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور جب بہت سی فائستہ ہوں پہلی فائستہ کی واسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کہ تکرار اذان ابی قتادہ رضی اللہ عنہ بیچ قصہ تفرس کے پھر اذان ہی بلال رضی اللہ عنہ ساتھ نماز کے سونا پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے دو مرتبہ پھر نماز پڑھی سچ کی سو کیا جیسا کہ تھے اجزا خارج کیا اسکا مسئلہ نے اور روایت ہوئی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھاتھا اسکو بے نکلنے کتاب کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ یحیری اور عمران بن حصین اور ذی محمد حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک نے و تھان ابن حبیب سے مسلا اور ذکر کیا او سمین اذان کو اور مراسلات ابن سبیب کے بمنزلہ امر فوعات کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو ہے کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کہ سو گئے تھے نماز پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے ساتھ ان کے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابو یوسف نے روایت کیا اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول تھا انکو کوفاتے فضا کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار نمازوں کے واسطے **ص** اور باقی کی واسطے اختیار ہی چاہے ہر میں اذان اور اقامت کے یا فقط اختصار اقامت پر کہے اور بے وضو کو اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان ذکر نماز نہیں تاکہ اس کے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور تکرار کرے اور اگر کوہے تو عاودہ ہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہے اور ایسی ہی اقامت اسکی تو اگر جنب نماز کی کسی پھر عاودہ کیا جائے اور اگر اقامت

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض میں فرض کا معین کرنا نیت میں شرط ہے اور زبان سے گناہ اور دل میں کفر
فصل ہے اور داخل و سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہے اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نفل کے اندر سات ہیں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہُوَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَخَيْرُ نِيَّتِهَا التَّكْبِيرُ وَخَيْرُ لُحْلُوعِهَا
التَّسْلِيمُ یعنی کلید نماز کی طہارت ہے اور تحریم اس کی تکبیر ہو یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوٰۃ ہیں سب حرام ہو گئے
اور اسی سبب اس کو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل اس کی تسلیم یعنی چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاتی
روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور حسن کہا اس کو نووی **ص** اور اس کو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ماتھ اور ٹھانٹاؤ

سنت ہے دو تکرار ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ وَتَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ یعنی کھڑے ہو
واسطے اللہ ساکت اور چپ یا شمع و خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَاقْرَءُوا مَا تَيَدَّبَرُونَ الْقُرْآنَ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن **ص** چوتھے رکوع یا پانچویں بعد ماتھ اور ٹھانٹاؤ
اور جھٹکا سے بھی امام عظمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ اِذْ كَبُرُوا وَاسْتَجْدُوا اِرْكَعُوا وَاسْجُدُوا **ص** چھٹے اخیر قعدہ

یعنی بیٹھنا آخر نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ جب سکا یا تھا اوٹھ کر آحضرت صلی
علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور اوٹھ کر آیا تو نے یہ سو تو اوٹھ کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ
تو بیٹھ اور روایت اوطقی میں ہے اِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضوں نے کہا ہر پہلہ حدیث میں
داخل نہیں بلکہ کلام ابن سعد رضی اللہ عنہ کا ہے اور کما نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِنْ تَقَرَّرَ اَحْتِفَاطًا عَلَى اَنَّهَا مَذْجَةٌ
یعنی اتفاق کیا حفاظت نے اس بات پر کہ یہ جملہ درج ہو یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کما شیخ ابن الہمام نے اس کے جواب میں
وَالْحَقُّ اَنْ غَايَةُ الْاَدْرَاجِ هُنَا اَنْ نَقْصِيَهُمْ قُوْفَهُ وَلِلْمَوْقُوفِ فِي مِثْلِهِ حُكْمُ الرَّفْعِ يَعْنِي هُوَ يَرْكَبُ
غایت ادراج یہ ہے کہ یہ حدیث ہو قوف ہو گئی اور موقوف اس کے مثل حکم رفع میں ہے واللہ اعلم پھر خلاف ہے قعود کے

انداز میں لیکن صحیح یہ ہے کہ قدر تشہد کے یعنی عبدہ و رسول تک اور اسی کو اختیار کیا ہو کافی میں اور فتح القدیر میں **ص**
ساتویں پہلے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت تزیب
کی اون کا سون میں جو نماز میں کمر آتے ہیں تو تکبیر تحریم اور قعدہ اخیرہ میں رعایت تزیب کی فرض ہے چوتھے قعدہ اولی یعنی جو بعد
دو قعود کے چار یعنی نماز میں بیٹھتے ہیں یا پانچویں تشہد دونوں قعدہ اول میں اور ذہبی نے کہا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیر کا
قعدہ واجب ہے اور پہلے میں لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدہ میں سنت ہے اور دوسرے قعدہ میں واجب ہے لیکن صاحب قایہ کا یہاں
یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے **ف** اور
دلیلین دونوں یہاں کی اوپر گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ

یعنی تحلیل غازی تسلیم ہو اور جاری دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہو جو اوپر گذری **ص** ساتویں ترین دعا قنوت پر چنانچہ
 اٹھویں دونوں عید و کئی تکبیریں کہنا نوٹین قرأت کا متعین کرنا پہلی دور کثرت میں و ساتویں ٹھہر ٹھہر کے سب ارکان ادا کرنا اور
 اسکو تبدیل ارکان کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہے اور اسی طرح ٹھہرنا
 رکوع اور سجود میں اور دونوں سجود کے سچ میں گیارہویں پکار کے پڑھنا یعنی ہر کرنا جس میں پکار کے پڑھا جاتا ہے اور سترہویں
 پڑھا جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے اور سوال و اجابات اور فرائض کے سب چیزیں نماز میں سنت ہیں چاہے آدھ یا سب نماز میں شروع کرے
 دونوں ہاتھ اٹھا کر دونوں کانوں کی ٹونگ اور انگوٹھے سے کان کی لو چھوئے اور پھر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر **ف** اور سنیٹ
 یعنی ہاتھوں کا اٹھانا کیونکہ بواہت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر بعد رفع یدین کرے
 وَهُوَ الْقِيَمَةُ وَالْقِيَمَةُ اور اسی کی تائید ہو جو روایت کیا انسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے
 ہاتھ کانوں تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ثَمَّ کا اس حدیث میں دلالت کرتا ہے اور پرتراخی کے بنا پر قواعد نحو کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
 نزدیک ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر دلیل اسکے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہ میں نے
 جانتا ہوں نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے اٹھ کر تکبیر کہتے تھے اٹھاتے تھے ہاتھ کانوں تک اور جب رکوع
 کرتے تھے رکعت تھے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر پھر بیٹھ کر اٹھاتے تھے اور جب اٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھا ہوتا تھا یہاں تک
 کہ ہر شئی اپنی جگہ پر آجاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکعت تھے ہاتھوں کو نہ پھیلا کر اور نہ کھینچ کر اور پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے
 کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے بائیں پر پر اور کمر کیا سیدھا پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت میں اٹھ گیا بائیں پر
 اور کمر کیا دوسرے کو اور بیٹھتے اور خفیف کیا اسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کہ یہ حدیث موی ہوئی احمد سے دوسرے طریق پر اور
 او میں محمد بن ابوحامد میں اسطیخ شخص کا ہے اور نام اسکا مکہ زمین اور اس روایت میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ کو زمین
 اور یہ محل معمول ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ جس محل کا نہیں جہاں رکھتا ہو اسقدر زمین ثابت کرتا ہے کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور وہ
 ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عمر حاضر ہو ابو حمید اور ابوقنادہ پاس حال انکہ وفات کی ابوقنادہ نے قبل اسکے قتل کیے گئے تھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نماز پڑھی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مشہور زمین اور زمین پر متصل حدیث یہ کلام طحاوی کا ہے اور
 عبد الحمید و جعفر بن اسماعیل انصاری کا ضعیف کیا اسکو یحیی القطان اور ثوری اور ثوبی کی اسکی بھی ہیں سعید وغیرہ اور محمد کا سامع
 ساتھ ابی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اسکو حافظ عبد اللہ نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پونجی تو معارض ہر اسکی جو حدیث
 صحیحین میں آگے بتا ہو یہ کما کہ تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو میان تک کہ پیر
 کرتے انکو دونوں کانوں کے برابر ایسا ہی روایت ہر وائل سے صحیح مسلم بن الحنفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ
 کانوں تک اور روایت کیا انسائی نے اسکو مثلاً اسکے طحاوی نے اور اسلمین اسکی ٹول بن اسمیل ہے اور نیز بن ابی زید اور ضعیف کیا گیا
 ٹول کہ جاتی زمین کہ میں اسکی بیان کرنے لگے حدیث میں حفظ اور یاوستہ بہت ہو میں خطائیں ہوئی اور نیز بن ضعیف کیا اسکو
 علی اور یحییٰ اور ابن المبارک اور ابو امامہ رازی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہا میں کہ میں نے اسکا سچا سچا یہ کہ جب پڑھا ہو اور
 حفظ اور کا واقع ہو میں تکبیر میں اسکی تو جس سے اسنے قبل انھیں سنا تو سنا اسکا صحیح ہے اور روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہ

یعنی ہر جو جو آسمان ہو قرآن میں ہے اور ہر جو واحد ہو اور خبر واحدہ سے زیادہ کلام اس پر نہیں جائز ہو کر واجب العمل ہو تو کہا ہے ساتھ وجوہ فائزہ اور سورۃ کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہو جو روایت کیا بخدی سلم نے کہ صَلَوَاتُكَ لَا يَفْضَحُهَا إِلَّا كِتَابُكَ یعنی نہیں ہر غار گھر صفا تھا کتاب کے اور تقدیر اس کی یہ کہ نہیں ہر کمال نماز کا مگر فاتحہ الکتاب جیسے دوسری حدیث میں فرمایا لَا يَسْمَعُ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لَهُ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ یعنی نہیں ہر ایمان اور شخص کا جسکو امان نہیں اور دین دین ہر اس کا جسکا عہد سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان دین بالکل نہیں ہر بلکہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث خلل کی ہیں وَاللَّهُ اعْلَمُ قَطْعاً اور بعد تیسرے کے فاتحہ اور سورۃ پڑھ اور بعد وَلَا الضَّالِّينَ کے آہستہ آہستہ کہے اور قنوی بھی بھری نماز میں آہستہ آہستہ کہے **ف** اور دلیل او سکی وہ ہو جو اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور واقطنی اور حاکم نے مسند رک میں شعبہ انھوں نے سلم بن کبیل سے انھوں نے حجر عتبیس سے انھوں نے علقمہ بن وائل سے انھوں نے اپنے باپ کے نام از بھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرَ الْمُعْتَقُونَ عَلَيَّكُمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○ کہی آئیں آہستہ اور روایت کیا ابو سکوفہ وادود اور ترمذی وغیرہ مسنیان انھوں نے سلم بن کبیل سے انھوں نے حجر عتبیس سے انھوں نے وائل بن حجر سے اور او میں ہر کہ بلکہ انھوں نے اولاد بنی کو ساتھ آئیں کہ تو مخالفت کی اس میں مسنیان کی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت میں حجر عتبیس ہر اور اس میں حجر عتبیس اور اس میں علقمہ بن کبیل اور کہتا ترمذی علی کہ میں کہ چھ مینے بخاری کہ گیا علقمہ نے سنایا اپنے باپ سے تو کہا بخاری کہ پیدا ہوا علقمہ بعد نے اپنے باپ کے چھ مینے بعد اور یہ انقطاع شجر کیونکہ روایت کیا سلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہما شیخ ابن ابی ہاشم اور ترمذی واقطنی نے روایت مسنیان کو اور ترمذی وغیرہ بھی ہر حدیث کو شعبہ بضمون رفع روایت کیا بھی اور اسی سبب سے صاحب بدایہ اس حدیث کے بدل کر کہ سلم مسعود رضی اللہ عنہ قول کی طرف رجوع کیا اور ترمذی رفع کی جو او میں حاجی بن ہر کہ تھے علیہ السلام جب امین کہنے لگے کو نبی جانی تھی سجدہ میں کہتا ہوں کہ معارض ہر اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا میں ابی نعیم نے اس سنا ہے حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَفِيانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عُبَيْسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ فَتَالَ آمِينَ وَخَفَضَ يَهِصَوْتَهُ مِثْلَ آمِينَ اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد چھ مین رفع صوت آمین کی کو ہر تود وحدیثین مخالف ہو میں اوس ایک حدیث کی تو صحیح بھی ہو گا کہ آہستہ آمین کہے **ص** بعد او تکبیر کے بعد کو کرے جھلکے اور دونوں ہاتھ رکوع میں دونوں انو ہر کہے اور او انگلیوں کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اللہ کے سچ حدیث نویل کے اور آخر او سکا یہ ہر کہی میں سیر جب ترمذی کو کرے سور کہ کہوں اپنے کو اور پر دونوں انو اپنے کے او کشادہ رکھ اور او انگلیوں کو اور او ٹھانے رکھ دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اس کے طبرانی نے معلوم طہمین و تطہیق میں کہ سنسوخ ہر وہ یہ ہر کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کے دونوں ان میں کہے بلکہ اس کے جو مروی ہے میں مصعب بن سعد بن ابی وقاص کہ کہما کہ نماز پڑھی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطہیق کی سینے کو کہا میرا باپ نے کہ نہ اس کو پہلے ہر کہنے تھے ایسا بھر منہ کہے گئے اور حکم ہوا کہ کہیں دونوں ہاتھوں کو اور دونوں کے **ص** اور غلطہ کو بڑا اور کو بھی ٹھکے برابر کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ وابعید بن محمد کہما کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب کو کھڑے تھے برابر کھڑے تھے بیٹھ کر وہاں تک کہ اگر ڈھلا جاتا تو سپرانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کیا ابو العباس محمد بن یحییٰ سراج نے اپنے سند میں بیان کیا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کو کھڑے تھے پچاس یا پچھتر بار اور جب بیٹھ کر تھے نو یا نو گھٹیاں کا کھڑے تھے اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اور کبھی بیٹھ کر برابر کھڑے پیل اسکے جو روایت کیا ترمذی حدیث ابی حمید سے کہ نہ ٹھہکا نہ سر پٹنے کو اور نہ اٹھائے اور نہ کو ایسا ہی روایت کیا ابوسکون جہانجی اور اخیاج کیا حکم حدیث طویل میں عاید ہے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کو کھڑے نہ اٹھاتے تھے اور نہ بیٹھتے تھے **ص** اور تین مرتبہ یا زیادہ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** کہے اور اس کے کم کر کے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی انھیں صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب کو کھڑے کوئی تم میں سے ہو سکے تین بار **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** اور بدنی درجہ او سکایا اور جب بیٹھ کر کوئی **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** تین بار اور زیادہ درجہ او سکایا اور یہ حدیث منقطع ہو کر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما **ص** بعد اسکے **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** کا کہتا ہوا کہ او کھڑا کو اور مقتدی فقط **رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَجْمَلُ** کہ او جو اکیلا ہو دونوں کو **ف** اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام جامع اللہ لیس **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** کہ او **رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَجْمَلُ** کہ او صاحبین کے نزدیک دونوں کہے اور نہ لکھا کہ اس سے کہے کیونکہ روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تھے آخرت جب کھڑے ہوتے تھے طوں نماز کے تکبیر کہتے تھے یہاں تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے **سَمِعَ الْمَلَكُ جَهْدَ جِسْمِكَ وَاطْعَانَتِكَ** سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے **رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَجْمَلُ** آخر حدیث میں اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہائے یونان بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ امام جامع اللہ لیس **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** کہ او یہ خطاب اسے مقتدیوں کے ہوتے رہا ہوا اور منسوب پر مقتدی بھی دونوں کہے اور یہی قول ہر امام شافعی صاحب **ص** توجہ سیدھا کھڑا ہووے تکبیر کے اور **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** اور تکبیر تو واسطے کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اٹھنے کے اور لیکن سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہیں ہوا اور یہ طرح دونوں مسجد کے بیچ میں جلسہ کرنا اور شہر نماز کو سجود میں اور یہ قول طبرانی کا ہے اور ابو یوسف کا مذہب ہے کہ یہ چیز فرض ہیں اور وہی قول امام شافعی کا اور دلیل اعلیٰ یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے اعلیٰ کے جب اسے جلدی کی تھی نماز میں کہ پڑھ نماز بتیقن کہ تھے زمین پر ہی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل انکان فرض ہی اور طہرین کی دلیل یہ کہ کوئی کعبہ میں ساق چھٹنے کا اور مسجد پشت خم ہونے کا نہیں ہے تو فرضیت ساتھ اپنی وجہ کے بھی ماہر ہوا دیگی اور سطح ایک کعبہ سے دوسرے کعبہ کو جاتے ہیں اگر جلدی ہوگی کہ یہ مکہ مقصود نہیں اور یہی یکا اور روایت میں انھیں نے اوس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کہہ کیا اسے جو بیان کیا میں نے تکتو نے کہہ کیا اپنی نماز سے روایت کیا اس روایت کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ کھڑا ہو تو یہ تمام ہوں نماز میں اور اگر تو نے اوس میں سے کہہ کیا کہ اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور یحییٰ اسکی وجہ روایت کیا اصحاب یمن اربعہ اور اقطنی اور یحییٰ نے ابن مسعود کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہوتی ہے وہ نماز کہ نہ قائم ہوا زمین بیٹھ مصلیٰ کی رکوع اور سجود میں اور ایسے نماز کو آپ نے دوسری حدیث میں جو ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدہ ہو اور ہالینان ٹھہر ٹھہر کے نماز منقطع اور شروع سے پڑھے **ص** پہلے دونوں نماز میں رکے پھر دونوں نماز میں پڑھے ہر دو نماز میں

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونچے نہ بہت نیچے کرتے تھے بلکہ اوسط
 درجے میں رکھتے تھے اور موند کرتے تھے اونچے موند کا طرف قبلہ کے اور بہت کمین ہونے پر کیا یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 جب سجدہ کرتا تو موند کا طرف قبلہ کے اور بہت کمین ہونے پر کیا یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 مطلع نہیں ہوا اور سجدہ کو جو کوع وجود میں کی جاتی تھی اگر تین سجدہ کے تو لازم ہے کہ طاق کے ساتھ بائیں جانب سے اسی طرح کیونکہ
 میں آہی کان بھٹکنا بالیٰ یعنی خم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ و تبرک کما صاحب تصحیح القیاس نے عرض کیا کہ
 سُبْحَانَہُ اَعْلَمُ یعنی یہ حدیث غریب ہے اور لکھنا جائز ہے اگر آدمیوں کے ہجوم کے سبب ایک شخص دوسرے کے پیچھے چلا گیا
 اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو تو درست ہو اور اگر نماز نہیں پڑھتا پڑھتا ہے مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہے نہیں پڑھتا تو سجدہ کا
 درست نہ ہو کیا حضرت پیٹھ کو ان سے ملے اور بعد سجدہ کے پھر سر اٹھاؤ اور کبیر کے اور المینان سے بیٹھے اور پھر کبیر کے اور سجدہ کر
 ٹھہر کے کہ نہ کھڑے حدیث عربی میں ارشاد فرمایا پھر اٹھاؤ تھامنا یا یہاں تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا تو
 دوسرے سجدہ کر لیا امام ابوحنیفہ کے نزدیک جانتے ہو گا اور محمد کے نزدیک اور اندازہ رفع میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر سجدہ کی طرف
 قریب ہو جائے گا نہیں جائے ہو گا کو کہ وہ سجدہ میں ہے اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہے جائے ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جائے گا چالیس
ص اور پھر کبیر کے اور اٹھ کر سجدہ سے پھر اٹھاؤ اور سیدھا کھڑا ہو کر بغیر کبیر کے اور دونوں سجدہ سے سر اٹھا کر
 پھر زمین پر بیٹھے بلکہ فوراً کھڑا ہو گیا اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اسکو جلسہ استراحت کہتے ہیں **ف** اور دیکھ
 امام شافعی کی وہ یہ چھ روایت ہے مالک بن الحویرث سے کہ انھوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ نماز کے کہ جب اٹھتے تھے وہ دونوں
 سجدہ سے نہیں اٹھتے تھے جب تک بیٹھتے نہ تھے سیدھے اور جوابا سکا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی میں تھا اور
 نماز موضوع استراحت کے واسطے نہیں اور دلیل دوسرے یہ ہے جو روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جب اٹھتے تھے آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نماز میں اٹھتے تھے اور پکارتے کہ قدامت کی اسکا ترمذی بخالد بن ایاس سے انھوں نے سنا کہ مولیٰ تو اسے انھوں نے ابی ہریرہ
 سے اور کہ ترمذی نے اسی پر عمل انراہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہے ابن الاثیر ضعیف ہے نزدیک محمد بن ابی اسحاق
 ضعیف کیا اسکو ابن عدی نے لکھا کہ لکھی جاوے گی حدیث و سکی باوجود ضعف اس کے کہ کہا بھی القحطانی نے ابن عدی سے تامل
 کی ہے خالد بن بروج صاحب میں اور وہ خطاط ہے تو کچھ تخصیص خالی نہیں اور قول ترمذی کا کہ اس پر عمل ہوا بل علم کا تخصیصی ہے
 اس کی قوت اصل کو اگرچہ خاص طریق ضعیف ہوا اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن سعد کہ وہ اٹھتے تھے نماز میں اور پکارتے کہ قدامت کی
 نہیں بیٹھتے تھے اور انما اسکے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر سے اور روایت کیا شعبی سے کہ تھے عمر رضی
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھتے تھے نماز میں اور پکارتے کہ قدامت کی اور روایت کیا نعمان بن ابی عیاش سے کہ پابا بیٹھے
 بہت لمحوں کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کوئی سجدہ نہ تھا اس سجدہ نہ تھامنا یا یہاں تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا تو
 جیسوہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا یہی ہے عبد الرحمن بن یزید کہ انھوں نے دیکھا ابن سعد کو سجدہ کے بعد
 اور روایت کیا اس علی کہ عبد الرزاق نے ابن سعد اور ابن عباس اور ابن عمر سے قریب اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ سب
 اٹھتے تھے اور پکارتے کہ قدامت کی اور زمین بیٹھتے تھے تو عمل دوسرے واجب ہو گا **ص** اور دوسری روایت بھی اسی طرح ہے کہ تھوڑے

علامہ ابن عباس

علامہ ابن عباس

اور ثناء اوسین نہ پڑھے اور اتھار بھی نہ اٹھا کر **ف** یعنی ہاتھ نہ اٹھا کر مگر کبیر اولیٰ میں اور کبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں ہوتی ہے بخلاف امام شافعی کے کہ اوکے نزدیک ہاتھ اٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہیں تو ہر رکعت میں اوکے نزدیک رفع یدین ہر اور اس مسئلے میں بہت تفصیل ہے سب بیان نہیں کر سکتا والاکن با یک فقرہ جو باوکی کچھ بطور انحصار کے موافق تحریر صاحب تہذیب القدر کے بیان کیا جاتا ہے اول تو روایت کی طرانی نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کہ نہیں اٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں جس وقت کہ شروع کرے نماز اور جس وقت داخل ہو جس درام میں ہو نظر کرے طرف نما کی طرف اور جس وقت کہ نماز ہو مگر دہرے اور جس وقت کہ نماز ہو مگر آدھوں کی رات ہو اور زلفہ میں دو مقام میں اور جس وقت کہ رکوع ہو کی اور ذکر کیا اوسکا بخاری حلقہ کتاب فرد میں بیان رفع یدین میں اور کما وکیع نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اٹھا جائوین ہاتھ مگر سات جگہ میں وقت شروع کرنے کے اٹھنا کے اٹھنے کے اور صفا اور وہ پر اور عرفات میں اور زلفہ میں دو مقام اور نزدیک حجر بن مسعود اور کما شیعہ نہیں سنا حکم نے قسم سے مگر چار پیش اور یہ نہیں ہر اوس میں تو یہ رسل ہر اور غیر محفوظ اور کما ازہم کیا اصحابوں ہر ایک نے مخالف کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے کبیرات عیدین میں اور کبیرات عیدین میں اور کما شیخ تقی الدین نے امام میں اعتراض کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقوں سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلیٰ متفقہ ہوا اور متروک ہر احتجاج اوس اور دوسرے کہ وکیع نے وقت کیا اوسکو اور پھر ابن عباس اور ابن عمر کے کما حکم نے اور وکیع اٹھنا ہے سب انھوں نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے کہ روایت ہے تاج العین نے اس حدیث صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ سنا دیا اور دونوں اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتوں میں وقوع الا یک یومی ہو یعنی ہاتھ اٹھا جاو اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوال سات جگہ کے اور جگہ نہ اٹھا یا جاوگانہ لا یقع الا یک یومی الا فیہما جودا لیت کر تا ہے صریح رفع یدین ہر ابن ابی ہر اوس بعد میں دوسرے کہ محال ہے کہ لا ترفع الا ید ی وکیو کہ احادیث صحیحہ ذال میں اس رفع پر روایت سے احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوا لفظ میں بھی خبر ہے ہاتھ اٹھا یا ماند استسقاء وغیرہ کے یہ کلام ہے شیخ تقی الدین ابن دقین العید کا اور وجہ اس یہ ہے کہ صراحت نہیں تو جب سوائے ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوس کے اوپر کرنا پڑیگا اور تحقیق کہ رفع اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جس کا اخرج کیا حکم نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے پاس عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اٹھتے تھے دونوں ہاتھ برابر کندھوں کے پھر تلبیک کہتے سوجب ارادہ رکوع کا کہ پھر ہاتھ اٹھاتے اور جب ہر اٹھتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب ہر پنا سجدہ سے اٹھتے تھے تب نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے اور کما شیخ غنی العام نے کہ جالبہ و سکا معارضہ ہر ساتھ اوس کے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وکیع سے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھوں میں ساتھ ہاتھ اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونماز پڑھی اور نہ اٹھتے ہاتھ مگر اول بار پھر ناعادہ کیا کما ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اخرج کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے سفیان سے اور جو غفر بن ابی المبارک سے کہا کہ نہیں ثابت ہوئی ہو یک سیکر حدیث ابن مسعود کی سیکر نہیں ضرر کرتا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہو جاوے اور وہ جو بعض علماء نے کہا ہے کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہے غیر مقبول ہے کیونکہ ترمذی کی روایت

اور انھوں نے کہا
سراج ابو یوسف

نہ

ابن عمرؓ نے اور اخرج کیا اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کما بعض لوگوں نے کہ نہیں سنا عبدالرحمن نے علم سے باطل ہوا اور کیا
 اوسکو ابن جابرؓ نے کتاب النقاۃ میں اور کہا کہ انتقال کیا اوس نے سنہ ثمانوین اور سن اوس کا سن ہوا یہ ابیہم بھی کا تو کیا چیز نافع ہر سامع
 اوس کے سے اور مال انکا اتفاق ہر سامع ابیہم بھی پر علم سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب التفریق و المتفرق میں بیج بیان ترجمہ بلال رحمہ
 کو اوس نے ساہو علم سے اور بعضوں نے جو کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ بات تھو لا یعقود کی نکر ہی نقل کیا گیا ہے وہ دارقطنی اور
 محمد بن نصر موزنی سے ہو ابن القطان کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھوں نے اور اس واسطے نسبت کی اسکی بہت لوگوں نے طرف ہم
 سفیان ثوری کے مانند بخاری کتاب دفع الیدین میں اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہو گیا ہے کہ وہ ہم کیا ہوں
 سفیان ثوری نے ابیہم سے یہ بات کہ جب ولایت کی انھوں نے چند روایتیں بغیر بات گمان کیا اسکو خطا اور حال انکے زیادتی نقصان
 کی قبول ہے اور خصوصاً جب کہ اوپر متابعیت بھی کی جاوے متابعیت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہے اوسکو روایت
 نسائی سے اور اخرج کیا دارقطنی اور ابن عدی محمد بن جابر سے انھوں نے حاد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابیہم سے انھوں نے
 علم سے انھوں نے نعم اللہ سے کہا کہ ناز طبعی سینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر کے سونا دھنیا انھوں نے
 ہاتھوں اپنے کو مروق شروع کرنے ناز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کہ صواب ابیہم کامرسل کرنا ہی اس حدیث کو
 اور ابن مسعود کے اور یہ رفع سبب جہ محمد بن جابر کے لیکن توفیق کی اوسکی ابن جابر اور روایت کیا اوس کے اکابر محمد بن شبل ابو اور
 ابن عوف اور ہشام بن جسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور نوید یہی صحیح اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور اوزاعی
 سو کہا اوزاعی نے کیا حال ہے تمہارا کہ نہیں ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ نے
 ثمانی عن ابن اہی عن علی بن علقمہ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود عن ابن الدیہ عن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود
 لا یزفع یدہ الا عند افتتاح الصلوة تھو لا یعقود یعنی قرن ذلک یعنی نہیں اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ
 وسلم ہاتھ مروق شروع کرنے ناز کے پھر نہیں اعاذ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں تم سے زہری کا
 انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے رفع یدین میں اور تم کہنے ہو کہ حدیثی صحاح عن ابن اہی سو کہا ابو حنیفہ نے کہ
 حماد افقہ ہر صحیح اور ابیہم افقہ ہر سالم سے اور علم نہیں ہے کہ فقہ میں ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہوا وکنو تو ابی
 صحبت کلہی اور اسود کی واسطے نہایت فضل ہے اور عبداللہ بن مسعود برابر ہیں عبداللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ فقہاء
 کے جیسا کہ ترجیح دی ہوا زاعی ساتھ علواً اسناد کے اور وہی مذہب ہے حضور نزدیک ہمارا اور روایت کیا علی اوسی پھر بیہی نے حدیث
 حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے پیچ اول کبیر کے پھر نواہد کیا
 کہا اور دیکھا میں نے ابیہم اوشی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی ابیہم اوشہ کیا ابیہم اوشہ کے ساتھ روایت ملاؤس بن کیسان ابن عمر سے
 انھوں نے عمر سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے چکر رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی ابن کثیر سے
 انھوں نے عاصم بن کبیر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؓ نے اوٹھانے ہاتھ اپنے چکر اول کبیر کے پھر نواہد کیا اور وہ جو روایت کیا
 تہجدی حضرت علیؓ سے کہ بھی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرنے ناز کو اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر نہ ہونے اور کرتے تھے مثل اوس کے
 جب کہ اوکر پکھتے تھے قرأت کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی چکر اوٹھنے کے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ پکھتے

ناز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدوں سے تھوڑا ٹھٹھاتے تھے ہی طرح پر اور صحیح کیا اوسکو ترمیمی تو یہ حدیث
منسوخ ہو بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجدے کے اور جاننا چاہیے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثیرین حدیث اور کلام بہت
واسع ہی طرف مطالعہ کی اور ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے وجہ حسن اور روایت کیا ابو حنیفہ نے حدیث انھوں نے ابراہیم سے کہا کہ
ذکر کیے گئے نزدیک اہل وائل بن حجر کہ دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود
سوکا ابراہیم نے کہ عراقی فریقین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اور صلوات کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ
اور اصحاب عبد اللہ کی یاد رکھا اوسنے اور نہ یاد رکھا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی تیسرے مشائخ لوگوں نے عبد اللہ
کو اٹھاتے انھوں نے ہاتھ فقط وقت ابتدا صلوات کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہی ساتھ شراعیہ اسلام
ڈھونڈھتے والا ہر احوال سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتسک کرنا ساتھ قول اوسکے کے اولی ہی وقت تمارض کے واللہ اعلم ورحمہ
اس باب میں المصنف شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہیں ہو بلکہ شہوت افون وایات کا
حال اگر رفع یدین بہت سی حدیثیں موضوع ہیں اور ضعیف ہیں جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہیں رفع یدین حال انکو وہ بالاتفاق
موضوع ہی اور طعن کیا بسبب اس کے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضوں نے اس باب میں اہداف را فرما کیا ہے جسکا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ ان
سے ایک صاحب سفر السعادت نے کہا کہ چار سو آثار اس باب میں مروی ہیں حال انکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہیں کیے بلکہ بخاری نے جو ان
کتاب رفع یدین میں بتائی ہیں اور میں تمنا سے ربع بھی آثار مذکور نہیں جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جملہ ان سے اس باب میں
اعتبار صاحب سفر السعادت کا کیا ہو اگر کوئی انکو لاکھ بار بھی سمجھا تو یقین ہو کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آئیں اور تصدق عوام
سے دور نہ رہیں یا تو تفصیل کی اس کتاب مختصر میں گنجائش نہیں ملے گی لہذا ایک اشارہ کافی ہے **ص** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
بائیں پر کو بچھا کے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اوٹکلیوں کو پیر کی قبیلہ کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم میں حدیث
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ بکیر کے آخر تک یہاں تک کہ کہا بچھاتے تھے یا ان پر اور
کھڑا کرتے تھے داہنے پر کو اور سنن نسائی میں مروی ہے ان کے ساتھ انھوں نے اپنے باپ سے کہنا کہ سنت ہی ناز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو
اور کرے اوٹکلیوں کو طرف قبلہ کے اور بیٹھے بائیں پر پر **ص** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں الوٹکلیوں کو اوپر رکھے اور اوٹکلیوں کو
کی طرف کشادہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک نہ صرف اوٹکلیوں کو بانٹے اور بیچ کی اوٹکلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ
کھڑے لاکے اوٹکلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ یہاں کے علماء اس سے بھی ایسا ہی منقول ہے **ف** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل بن
کمالہ شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور ترمذی میں ہی حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا میں نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بیٹھے
واسطے تشہید کے بچایا بائیں پر کو اور رکھا بائیں ہاتھ کو اوپر بائیں ان کے اور کھڑا کیا داہنے پر کو اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی
علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز میں رکعت تھے داہنی کٹ اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب اوٹکلیوں کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
اوس اوٹکلی کے جو نزدیک ہوا ہر دم کے اور رکعت تھے بائیں کٹ کو اوپر بائیں ران کے کہ شیخ ابن الہمام نے ولا شکاک ان وضع الکتف
مع قبض الاصلایح لا یظہر حقیقتہ یعنی نہیں شک ہو کہ رکھنا کٹ کا باوجود بند کرنا اوٹکلیوں کے نہیں ظاہر ہوتی ہے
حقیقت اوسکی یا مادی ہے کہ رکھنا کٹ کا پھر بند کرنا اوٹکلیوں کا وقت اشارہ کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہو کہ اوٹھنا نماز میں ہے محض غلطی اور بھڑکے اور سپر ہو کہ کما حدیث میں بھی لکھنا ہو
 سہاں المدیہ ایسے لوگ تھیں کی ہتھکڑی کی گئی تھی تو ان کے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف روایت ہوگا اور خود
 صاحب فتح القدیر لکھا ہے وَهُوَ خِلَافُ آيَةِ وَالْيَايَةِ اور یہ خلاف روایت ہے **ص** اور تشہد
 بڑے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہی التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
 النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ تشہد میں اس سے زیادہ بچر **ف** مصنفین ابی شیبہ میں مروی ہے
 حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَاسِمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَخَذَ عَلَقَةُ يَدَيَّ فَقَالَ
 أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ يَدَيَّ فَقَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيَّ فَعَلَّمَنِي التَّشَهُدَ التَّحِيَّاتُ
 لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْخَرَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ بَنِي كَيْسٍ يَعْنِي كَمَا قَامَ سَمْعٌ لَهُ كَيْسٌ عُلُقَةُ مَا تَحْمِلُ
 سو کہ کما کہ پڑا عبد اللہ ما تَحْمِلُ سو کہ کما کہ پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما تَحْمِلُ سو کہ کما کہ پڑا تشہد التحیات اللہ آخر تک
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ انھوں نے جو زیادہ کرے اوپر تھیں بیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوپر دو سجدہ سو کہ ہیں و فی
 الباب عن عائشة اور اس باب میں مروی ہے عائشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی
 دو رکعتوں میں تو گویا تو سے بیٹھتے ہوئے پہلے بیان تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسا ہی
 روایت کیا مصنفین ابوبکر سے بسند صحیح اور روایت کیا علی بن مسعود کہ سکھایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
 اور کف سے آپ کے گن میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سو کہ ما جب بیٹھتے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کہ
 التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرَفِي اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک صحت اس تشہد کی اگر
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ما تَحْمِلُ کے بتا کید تمام تعلیم کیا اگرچہ بطلان تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہو اور
 ایک بہ ترجیح کی یہ کہ اگر تم نے اوپر اتفاق کیا لفظا ومعنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہے اور اس مسئلہ
 اگرچہ خارج کیا اس کا سو کہ بخاری اور ترمذی نے اور اعلیٰ درجات صحیح میں ان کے نزدیک وہ ہے جس پر اتفاق کیا ہو بخاری سلم نے نہ کہ سپر
 اتفاق کیا ہو انھیں نے اور اس واسطے اجماع کیا علی کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح ترین حدیثوں کی اس باب میں اور کما ترمذی نے
 کہ صحیح ترمذیوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہی اور علی بن مسعود کا پھر خارج کیا خصیصہ کہ کما دیکھا میں نے صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں ہو چوچا میں نے آپ کے آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد میں ہو فرمایا آپ کے کہ لازم پڑھو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے
 ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الْخَرَفِي تشہد ابن مسعود اور عائشہ بھی تھیں کہ کما انھوں نے تشہد میں صلی اللہ علیہ وسلم
 سو کہ التحیات اللہ آخر تک کما نووخی اسناد جید یعنی اسناد او کا جید ہے اور بھی موافق ہوئے ان کے مسلمان روایت کیا
 طبرانی اور بزار نے ابی اسحاق کہ کما چوچا میں نے مسلمان سے تشہد کو کما سکھاتا ہوں میں مجھ جیسا سکھایا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تب بیان کیا التحیات اللہ اور کما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پڑا ما تَحْمِلُ میرا حدیث بن سلیمان نے اور پڑا ما تَحْمِلُ اور کما ابی اسحاق نے اور پڑا

فصل قرأت کے بیان میں

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اور امین اختیار کرے اور قضا میں ضرور
 آہستہ پڑھے اور ادنیٰ درجہ ہر کایہ یک دو سر سے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک انی درجہ
 ہر کایہ یک آپ سے اور ادنیٰ سر کا یہ کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح
 جو اپنے تئیں سنائی دیکے واقع نہ ہوں **ف** اور ظہر اور عصر میں سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلواۃ
 التہائم کما یحییٰ نمازوں کی گوئی ہو اور رادیہ یکا و سیم قرأت ایسی کہ سنائی دیکے نہیں یہ حدیث ہدایہ میں ہے لیکن کہا ہوئی
 لا اصل لہ یعنی نہیں پہل اصل حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے نصف میں قبول مجاہد اور ابی سعید رضی اللہ عنہما
 اور سرور جہرمین حدیث صحیح ہے شراؤنی بن اور اس میں اتفاق صحابہ ومن بعدکم کا یہی سبب ہے کہ کوئی حدیث مسترح
 ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عیدین کے جہرمین بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جماعت نے سو ابنا جری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں **سَبَّحَ اسْمَ رَبِّکَ الَکَ عَلا وھَلْ اَنتَ حَدِیْتُ الْغَاشِیَۃَ** اور صحیح مسلم میں ہے
 ابی واقلشی سے کہ پچھا مجھے عمرؓ نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے **ق**
وَالْقُرْآنَ الْحَمِیدَ وَرَافَقَتْ بَیْتُ السَّاعَۃِ اگر عشا کی دو رکعتوں اول میں سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ
 پڑھ لے اور فاتحہ اور سورت دونوں کا ہر کرے اگر امام ہو اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں جبوترے تو پچھلی رکعتوں میں پڑھے کیونکہ دوسری
 رکعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ اور سیم پڑھ لے گا تو ایک رکعت میں دو فاتحہ لازم آئی گے اور اگر فاتحہ تکمیل کی ہو
 اور قرأت فرض ایک آیت ہو اور اتنا پڑھنے والا نہ نکال ہو گا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے
 اور اگر اس میں جو نامند سورہ بروج وانشقت کے پڑھے اور اقامت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور ظہر
 و عشا میں بروج تک کہ اگر مغرب میں کم کرے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **و** اور پہل اس میں ہو جو روایت کیا عبدالرزاق نے
 مصنفین اخبرنا سفيان الثوري عن علي بن زيد بن جدعان عن الحسن بن علي قال كتب عمر
 الى ابي موسى الاشعري ان اقرا في المغرب بقصدا المفضل وفي العشاء بقصدا المفضل وفي
 الضحى بطول المفضل یعنی لکھا عمرؓ نے طرن ابو موسیٰ اشعریؓ کے کہ پڑھ مغرب میں قصداً مفضل یعنی کم کر کے سے آخر تک اور عشا میں
 او سداً مفضل یعنی بروج تک اور صبح میں طولاً مفضل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک
 سورت کا سیم نماز میں کرنا کھوی اور قنوی چپکا کھڑا ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو
 اور چپ ہوا و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرأت امام کی کافی ہو اسکو اور فرمایا کیا ہو واسطے میرے
 جگہ لکھا گیا جانا ہوں قرآن میں یعنی جب لو کہ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال ان کی طرف بلکہ قرأت قرآن میں خلل نہ پڑے
ف اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ کہ اضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں نے ساتھ
 رفع اس کے کہ مثل ارقطی اور قنوی کے اور ابن جری کے کہ صحیح ہے کہ کہ مرسل ہے اس واسطے کہ حفاظ نے مثل دونوں ضعیف اور ابی لا محو
 اور عبد اللہ بن عمر اور ابی خالد الدلانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہرہ رعایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عاصی سے

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اور امین اختیار کرے اور قضا میں ضرور آہستہ پڑھے اور ادنیٰ درجہ ہر کایہ یک دو سر سے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک انی درجہ ہر کایہ یک آپ سے اور ادنیٰ سر کا یہ کہ فقط صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح جو اپنے تئیں سنائی دیکے واقع نہ ہوں ف اور ظہر اور عصر میں سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صلواۃ التہائم کما یحییٰ نمازوں کی گوئی ہو اور رادیہ یکا و سیم قرأت ایسی کہ سنائی دیکے نہیں یہ حدیث ہدایہ میں ہے لیکن کہا ہوئی لا اصل لہ یعنی نہیں پہل اصل حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے نصف میں قبول مجاہد اور ابی سعید رضی اللہ عنہما اور سرور جہرمین حدیث صحیح ہے شراؤنی بن اور اس میں اتفاق صحابہ ومن بعدکم کا یہی سبب ہے کہ کوئی حدیث مسترح ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عیدین کے جہرمین بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جماعت نے سو ابنا جری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں سَبَّحَ اسْمَ رَبِّکَ الَکَ عَلا وھَلْ اَنتَ حَدِیْتُ الْغَاشِیَۃَ اور صحیح مسلم میں ہے ابی واقلشی سے کہ پچھا مجھے عمرؓ نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے ق وَالْقُرْآنَ الْحَمِیدَ وَرَافَقَتْ بَیْتُ السَّاعَۃِ اگر عشا کی دو رکعتوں اول میں سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ پڑھ لے اور فاتحہ اور سورت دونوں کا ہر کرے اگر امام ہو اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں جبوترے تو پچھلی رکعتوں میں پڑھے کیونکہ دوسری رکعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ اور سیم پڑھ لے گا تو ایک رکعت میں دو فاتحہ لازم آئی گے اور اگر فاتحہ تکمیل کی ہو اور قرأت فرض ایک آیت ہو اور اتنا پڑھنے والا نہ نکال ہو گا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر اس میں جو نامند سورہ بروج وانشقت کے پڑھے اور اقامت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور ظہر و عشا میں بروج تک کہ اگر مغرب میں کم کرے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے و اور پہل اس میں ہو جو روایت کیا عبدالرزاق نے مصنفین اخبرنا سفيان الثوري عن علي بن زيد بن جدعان عن الحسن بن علي قال كتب عمر الى ابي موسى الاشعري ان اقرا في المغرب بقصدا المفضل وفي العشاء بقصدا المفضل وفي الضحى بطول المفضل یعنی لکھا عمرؓ نے طرن ابو موسیٰ اشعریؓ کے کہ پڑھ مغرب میں قصداً مفضل یعنی کم کر کے سے آخر تک اور عشا میں او سداً مفضل یعنی بروج تک اور صبح میں طولاً مفضل یعنی حجرات سے بروج تک ص اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک سورت کا سیم نماز میں کرنا کھوی اور قنوی چپکا کھڑا ہے اور سننے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ ہوا و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرأت امام کی کافی ہو اسکو اور فرمایا کیا ہو واسطے میرے جگہ لکھا گیا جانا ہوں قرآن میں یعنی جب لو کہ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال ان کی طرف بلکہ قرأت قرآن میں خلل نہ پڑے ف اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ کہ اضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں نے ساتھ رفع اس کے کہ مثل ارقطی اور قنوی کے اور ابن جری کے کہ صحیح ہے کہ کہ مرسل ہے اس واسطے کہ حفاظ نے مثل دونوں ضعیف اور ابی لا محو اور عبد اللہ بن عمر اور ابی خالد الدلانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہرہ رعایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عاصی سے

علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ جس کی انصاری سے سوتل ہوئی یہ آیت و اخلاقیہ القرآن فاسمعوا لہ و اطعوا اور روایت کیا ابن مردودہ نے تفسیر میں کہ کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں بیچے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت ہو کہ ہر قریب واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن وہی ہے جس کی نہیں تخلف کرنا ہو اس کے مگر منافق اور یہ حدیث ہے کہ میں ہر روایت ہر امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں امام ابو حنیفہ سے جماعت کو کچھ بچہ وغیرہ کے تو کہا کہ آجیٹ تو کھا نہیں دے ست رکعتا ہوں میں ترک رکھا اور امام احمد نے ہمدانی نے خدمت ہر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تہجد ہو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ میں پڑھنی اس وقت تکلیف جماعت میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام کثوم کو یاوہو کثرت نکالی کہ اذین ترک جماعت کا دنیا آخر اچ کیا اسکا ابو اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آئے جماعت میں تو نماز میں ہی مگر حضرت سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری مسلم پر ہے **ص** اور بہتر امام کے لیے جو حکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پڑھنا زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** رعایت کیا جماعت سے سوا ہمارے کہ فرمایا حضرت عائشہ کی امامت کے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت کے پڑھنے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں تو اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اسکو ابن عباس اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمہم بہتہ کے فافقہم فقہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہوں تو جو سن میں بڑا ہو کہ ما شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکا صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ابن عباس نے بسند صحیح ابو مسعود انصاری سے ماخذ اسکا ابو یوسف کے الفاظ یہ ہیں تَوَلَّيْتُ الْقَوْمَ أَقْرَبَ وَهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاعْلَمَهُمْ بِالشُّتَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْعِلْمِ فِي الشُّتَّةِ سَوَاءً فَاقْدَمْهُمْ هَجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْفَحْشِ سَوَاءً فَاقْدَمْهُمْ سِنًا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پھر جو سن میں بڑا ہو اور زیادہ جانتا ہو امامت کے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اس کے گھر میں اس جگہ پر جاوے کی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہر مثال ایک مکان میں فرزند ہو اور ایک صاحب مکان کا مقام میں ہو کہ اس میں سند وغیرہ زیادہ اہتمام ہو تو بغیر اذن اس کے کہ یہ نہیں چاہیے کہ اس کی جا بیٹھ جاوے اور روایت کیا عطار کہ کہا انھوں نے امامت کے قوم کی جو اس میں افتخار ہو یعنی فقہا لاہو کو اس حدیث میں اور بہتر تہذیب میں مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقراء سے اعلم بالقرات ہی اور قرأت ہی ایک سن میں ہے اور نقص اس میں ہے کہ امامت کا پھر اعلم ہا ستہ جو ارشاد فرمایا تو اس سے کیا مراد ہو گا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اس نے میں جو اقراء ہوتے تھے وہی اعلم بھی ہوتے تھے خلافت اس نے کہ اکثر لوگ اقراء ہوتے ہیں اور اعلم میں ہے اس واسطے کہ ہمارے ہمارے امام کو اقراء اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کہیں نہیں ہے وہ لوگ جو بہتر ہیں ہم میں اور حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن ابی اسامہ فتح القدیر میں وَاَلَا فَالضَّعِيفُ خَيْرٌ مِنَ الْقَوِیِّ فَقُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَطٰغٰی اَعْمٰلِکُمْ حٰدِثٌ ضَعِیْفٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ لَّکُمْ اَدَبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تَحْذَرُوْنَ **ص** اور نماز عظام اور کثرتا اور غایت اور نہ ہے اور نہ ہی کے لئے ہر ایک کے لئے لیکن

حضرت علامہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے **ص** صحابہ ان عورتوں کا ہر نماز جماعت میں اور پڑھیں گے کا ذکر اور عصر میں منہ جو نکلو وہی اور فجر
 مغرب و عشاء میں پڑھیں گے کا ذکر و نہیں **ف** اور جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرواؤ نہ پڑھو
 اسکی مسجد میں اسکی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن ملے عورت تمہارے کسی مسجد میں جانے کی تو منع نہ کر
 اوکو اور میل نہ کر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشاء میں حاضر ہونے سے اور صبح میں جو مسجد میں ہوں منع نہ کرو
 عورتوں کو مسجد میں جانے سے مگر ان کو بغیر نماز کے نہ کرنا اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوکو
 جو کالاء عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے منع کرتے اوکو جیسا کہ منع کی گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی اور روایت کیا ابن عمر
 نے تمہیں عیاشی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای آؤ میں منع کرو عورتوں کو نہایت پست سے اور آرائش دکھانے کی
 راہ سے مسجد میں کہو نہایت لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہاں تک کہ حکمیں عورتیں اونکی کھانے کی راہ سے مسجدوں میں اور صبح ہی ہو کہ اس
 زمانے میں خصوصاً ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور احتیضائے دینداری یہ کہ گھر میں اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکلے اور منع کیا
 نکلنے سے اور اسی پر نبوی **ص** متوضی کو ستیم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کو کچھ اور سیدھے کے حق پر ہونے کا
 کو بیٹھنے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اس کے سے بڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
 اقتدا درست ہو **ف** پہلے سلم میں خلافت ہو محمد رسالہ کا ان کے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے
 اور وہی قیاس ہے لیکن ترک کیا ہے اس قیاس کے ساتھ نفس کے اور وہ یہ کہ بڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز پڑھنے کے
 اور لوگ ان کے پیچھے کھڑے تھے اور بڑھی حضرت ابو بکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اور صبح ہو میں
 اس میں بہت روایتیں اور خارج کیا اسکا بخاری سلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خٹکے اور پاک کی ساتھ
 اور قاری کی ساتھ ان پڑھے کے اور پڑھنے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ کرنے والے کی ساتھ اشارے کے پڑھنے والے کے اور پڑھنے
 پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہو اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہو
 تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اس واسطے جائز نہیں کہ لڑکے کے اوپر تو نماز نماز ہو
 اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو
 عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اوکو اللہ اور مردی ہو مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ اسکا عطا اور عمر بن عبدالعزیز نے کہ نہ مات کرے لڑکا
 قبل احرام کے فرض میں اور بغیر فرض میں اور ایسا ہی مردی ہو عام اور مجاہد اور شمس کہتے ہیں کہ نہ مات کرے لڑکا تک
 اوکو جنہام ہوگا اور کہنا ابراہیم غمی نے نہیں حرج ہو کہ نہ مات کرے لڑکا قبل احرام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **ص**
 امام قزاق کا طول کرے اور ہی طرح سے پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز غیر میں **ف** کیونکہ مردی ہو
 صحیحین میں کہ جب نہ مات کرے تم میں کوئی توجہ نہ کیے کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے کے ساتھ
 لوگ ہیں اور جب ایسا چھ تو جتنا پاس طول کرے اور سلم میں یہ کہ اگر او میں ضعیف اور بوڑھے اور ضعیف اور مریض صاحب حاجت ہیں اور
 صحیحین میں ہر شخص سے کہ ان میں میں میں نماز ضعیف کی امام کے پیچھے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مرد اس سے یہ کہ
 قرأت کو نوسے زیادہ کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار شروع کی جو پڑھو نماز میں سلام پڑھا لیکن

اور اکیس بڑھکے جلاگیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عثمان میں پڑھنے کو سبج ہم ربک لعلی اور اقرا
باسم ربک اور دشمنس وضما وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہی غرض بہ صورت رعایت حال ضرور
اور یہ سطح تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک ات میں چلو گئے نہ کرتے ہیں جماعت کے مکروہ ہر تین دن کے میں نہیں چکا
ص جب مقتدی ایک ہوا امام اسکو دہننی طہن کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام ملے بڑھ جاؤ اور انکو حکم تاجہ کرنا کہ
کیونکہ ایک آدمی کا گئے پڑھنا بہت آدھوں کے ہشتہ سے آسان ہے **ف** پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس
کہ یامین ایک ات نزدیک مسجد نبویؐ میں حارث بن ابی ربیع کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے کورات میں تو کھڑا ہوا ہوا جنس
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو بکرا سر پہ اوڑھ لیا چکو داہنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری سلم وغیرہم نے اور اگر
اوسکے پیچھے یا بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گناہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک
اوسنے آگے بڑھ کے نماز پڑھاؤ اور امام اپنی پوسٹ کے نزدیک بیچ میں اور دونوں آدھوں کے کھڑا ہوو اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کھڑا کیا ہوا
اور علقمہ کو دہننے بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم
اور کہا ابن عبدالبر نے صحیح بیچ ہی رفع اوسکا مجمع ان کے نزدیک وقف ہے ابن مسعود پر اور کہا نو حنفی خلاصہ میں ایسا ہی اور اخرج کیا
اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے سے قیس بن فضالہ نے اور وہ میں نے نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی
جابر رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور انہوں نے کہا وکی دادی ملیک نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھایا
آپ نے پھر کھا کھڑے ہوئے نماز پڑھوں میں آخر بیان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور تم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری
ہم سے پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اسی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے
امام سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور گے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابری سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھوں نے
جب ہوں تین آدمی تو گے ہوا گے ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے انس سے مانند اسکے جو اوپر گزرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھیں **ف** کیونکہ ہرے میں ہی کہ فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی بھرپور ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور وہ
حدیث غریب ہے نہیں آیا اوسکو میں نے اور روایت کیا محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن یزید کی نے
انھوں نے عمرو بن ہنیار سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جب کہ اکو وہ اعادہ کرے نماز کا
اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علیؓ نے پڑھائی نماز جو کسے سے اور وہ جب تھے یا بے وضو تھے
تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
امام ضامن یہ اور روایت توالی امام سے کہ اکو نماز پڑھی عمرؓ نے ساتھ آدمیوں کے جماعت سے جب وہ اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
حضرت علیؓ نے کہ چاہتے جسے تھا کے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علیؓ کے روایت کیا اسکو
عبدالرزاق نے اور وہ جو روایت کیا واقفی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے براہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو امام بھول جاکو اور نماز پڑھاؤ قوم کی اور وہ جب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اوکلی او غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

حضرت عائشہؓ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدیث ہو جاوے تو چاہیے کہ ایک سے
 مالک اپنی پھر پھر اور اس کے بعد سے خون کھنکھائی جیسی واسطے کے فرمایا کہ پکڑے رہے مالک اپنی **ص** اور اگر ایک نماز کو
 ہو تو تو قنویں میں سے کسی کو نہ دیکھو پھر وضو کرے اور نماز جہان ضعیف کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور شخص کیلئے
 ہو کہ وہ بھی ہونے کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہو امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے
 اور مقتدی بھی ایسی کرے **ف** کیونکہ وہی حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو کسی کے یا کسی اور کی پھرتے ہوئے
 کہ کئے ہاتھ بنا اور پوز کے لئے کہ اسے اپنی جگہ پر آوے جسکو کوئی حدیث نہ پونچا ہو یا ایسا ہی ہے کہ میں نے اور کاشیخ ابن اسلم نے
 غریب ہو اور اس پر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور عائشہ سے اور روایت کیا اثر میں حضرت ابن عباس
 سے کہ کئے ہمارے دو حضرت عمر واسطے نماز پڑھنے کے توجہ اصل ہو نماز میں تو کچھ انھوں نے اتھا ایک شخص کو جو ان کے داہنی طرف تھا
 پھر سے پھرتے تھے انھوں نے کہ توجہ نماز پڑھنے کی کیا کیا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک تونے توجہ ادا کرے انھوں نے نماز کیا
 کہ جب اصل جو امین نماز میں تو کچھ بیٹے ایک چیز اور چھو اپنے اسکو ہاتھ سے تو پائی بیٹے اسکو تری ندی کی اور روایت کیا بخاری
 نے عمرو بن مہیون استخوان کو یعنی خلیفہ کر کے کو اور روایت کیا سعید کہ نماز پڑھیں ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک وزر کو کسیر
 پھوٹی اونکی سوکڑا اتھا ایک شخص کا اور اس کے کیا اسکو اور پھر وہ اس سے اور صاحبین کی روایت ہے جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن عمر
 بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلد سے اسطے آخر نماز کے قبل
 سلام کے تو تھکتے کہ جائز ہوئی نماز ان کی اور کہا ترمذی نے نہیں ہر اسناد اسکا قوی اور اضطراب کیا ہو اسکی ہند میں **ص**
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مخنوں یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصد
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست او سپر ٹپکائی یا اس کے زخم سے خون جاری ہوا یا او سنے جانا کہ میں نے
 حدیث کیا اور مسجد یا صفوں سے نکل گیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر سے
 پڑھے اور اگر مسجد یا صفوں سے باہر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی ہٹا اور نہیں ہوا تو بنا کر نادرست ہو اور اگر بعد تشہد کے جان
 حدیث یا کوئی اور عمل نافی صلوٰۃ کے کیا نہ تو کسی تمام بجائیگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا موزہ او سنے
 تھوڑے حل سے جو نافی نماز نہیں اتار لیا یا مدت سوڑ کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آگئی یا ننگے نے کپڑا یا یا اشارہ
 کرنے والا کو ع اور مسجد پر قادر ہو گیا یا ترتیب سے کو نماز قضا یاد آگئی اور اسکا بیان ملے کے آو گیا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نما
 فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جسے میں جھڑکا وقت آگیا یا اندر والے کا حذر زائل ہو گیا یا پچی زخم سے تندرستی کے سبب گری
 ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد
 امام نے قہقہہ کیا یا قصد حدیث کیا یا سبق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر یا نہیں کہیں یا سحر سے نکل گیا تو جائز ہوگی اور اگر امام
 قرات میں نکل گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کہ ایک آیت پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور پھر خلیفہ
 نماز فاسد ہوگی اگر امام نے سبق کو خلیفہ کی تو درست ہے اور سبق نماز کو تمام کرے اور مدد کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے
 اور سبق باقی نماز اپنی پڑھ لے **ف** مسبوق یا وکونہ میں جو جہاں ایک حکمت یاد رکھتے ہیں زیادہ شریک ہوا ہو اور

ساری نمازوں سے امام کے ساتھ نپائی ہو کر اور مرد کو اس کے کہتے ہیں جسے ساری نماز امام کے ساتھ ہر جہے ہو کر اور عورت کو اس کا یہ ہر کہ سبق تو سلام پیر نہیں سکنا کیونکہ اس کی نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی ہو اس لئے کہ وہ بھی کہیں کو خلیفہ کر دینگے وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پیر کرے اور جب سبق نماز کو امام کی قیام کرے تو پھر اگر اس کو حدیث ہو یا کوئی اور عمل منافق سلوہ اوسے کیا مانند تقدیر اور کلام کی اور سجدے سے بچنے کی فاسد ہو جاوے گی نماز اوس کی اور پہلے امام کی جسے جو کو خلیفہ کیا تھا اگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پانچ خلیفہ کو اس طرح ہر کہ کچھ نماز اوس کی ہو گئی اور قیام کر لی اور نماز پچھے خلیفہ کے اور مقتدیوں کے نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر کوئی عیاضہ میں حدیث ہو اور وضو کر کے بنا لیا کر کوئی اور سجدہ کو پھر دوبارہ کرے اور اگر کوئی عیاضہ میں یا دو کیا کہ ایک کعت کا کوئی اور سجدہ نہیں کیا تھا اور ایسی وقت و مسکو تھا کیا تو جس کو اور سجدہ میں یا دو کیا تھا اوس کا بھی تو نا ناقص ہو اور اگر نہ تو یا تو کچھ صحیح نہیں اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدیث ہو تو وہ شخص اوس کا خلیفہ ہو جائے اگر چہ امام خلیفہ نہ ہوے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہو امام کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہیں کیا ہے اور عورت اور لڑکا تو امامت کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے مرد ہو یا لڑکا سو نماز ان کی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

باب نماز کے مفسدا ت اور مرد و عورت کے مہین

مفسدا ت یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں جیسے مہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بھوسے یا خواب میں ہو کہ **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اگر بھوسے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اونی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ أَهْلِ الْاُتْمَتِ الْاُخْطَا ءُ وَالنِّسْيَانُ یعنی اوشکا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس لفظ سے وَضِيعٌ عَنْ أَهْلِ الْاُتْمَتِ الْاُخْطَا ءُ وَالنِّسْيَانُ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری خطا اور نسیان اور حسیب و معلول زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن جابر ابن جابر نے لکھا کہ امام نے لکھا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری سلم کے اور ہمارے اصل نقل ہے احمد حضرت سلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معلومین حکم سلی کے کہ یہ نماز نہیں ملائی ہے اوسین کلام آدمیوں کا اور یہ متوسل ہے اور کبیرہ وقت قرآن کی روایت کیا اوسکو سلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا ہے محمول ہے اور یہ معنی گناہ کے اور نماز کے فاسد ہونے پر دلالت نہیں کرتا **ص** اور اگر قصد اسلام کرنا اور اگر بھوسے سے کہ نماز فاسد نہ ہوگی **ف** کیونکہ سلام ایک نہ کرے اور اگر اسے اوجالت نسیان میں محمول ہوگا اور ہر ذکر کے بخلاف اوس کے کہ جب قصد کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا **ص** نیز اگر جواب سلام کا کلام قصد ہو یا بھوسے سے چٹھے آہوا وہ یا اوف کنا یا چوین آواز سے ردنا کسی مصیبت یا اور چٹھے بغیر عذر کے گماننا ساتوین جواب چہینک کلام یا آٹھوین ہی جہر کا جواب **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِیْہِ رَحْمَتُکَ** سے دینا اور خبر خوش کا کچھ کلام سے اور پھر **سُبْحَانَ اَللّٰہِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ** سے تین سو امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے امام کو بغیر شائع نے کہا ہے کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہو یا ایک آیت سے دوسری آیت پڑھی اور اوسنے قمر یا بتانے والے کی نماز جانی رہی اور اگر امام نے قمر علیہ السلام کو بھی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر امام کو بناوے گا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ جو دشوین صحیح ہے دیکھ کر ہر مہینہ میں جس جگہ پر سجدہ کو پڑھوین جو کہ آدمیوں کے ہوتے ہیں وہ گناہ جیسے کہ یا اللہ علی ظانی عورت سے ہر

نکاح کرنے یا محکو نہ ہونا یا نہ ہونا چاہیے اور جو عورتیں عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہوں جن میں وہ ہوں یا نہ ہوں
انگائے کی حاجت ہو اور بعضوں کے نزدیک عمل کی ضرورت ہو جس کو مصلیٰ اکثر جہانے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کے قریب ہے اور اگر کسی ایک
رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدا کی اور تکبیر تحریر کی لیکن ہاتھ نہ اٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہے پہلی کی نیت سب سے
محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہے تو یہ رکعت اوس میں محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روک
یا عمل قبل سے یعنی عمل کی نیت نہ ہو پہلے یا غرض سے کھائے یا کوئی اور کے سامنے سے گزر جائے تو نماز نہیں جاتی اور گزرنے والا
گنہگار ہوتا ہے اگر مقام سجہ میں نہ ہو پھر کسی چیز حاصل کے گزرنے اور پوشیدہ نہ ہو کہ وہ شخص اگر چھوٹی سجدہ میں نماز پڑھتا ہے تو جس جگہ
گزر گیا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی سجدہ یا نفل میں پڑھتا ہے تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام سجہ میں گزر گیا تو گنہگار ہوگا والا نہیں ہوگا اور بعضوں
کے نزدیک جہاں تک اوس کی نظر مقام سجہ پر نظر کرنے میں پہنچتی ہو وہ مقام سجہ میں داخل ہو تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہے
اور پہنچے دکان کوئی گزرے تو اول روایت کے موافق گنہگار ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گزرنے والے کے اوپر مصلیٰ کے کچھ
احسان مقابل ہوئے تو گنہگار ہوگا اور گنہگار نہ ہوگا **ف** ما بنا پاسیہ کہ گزرنے والے کے سامنے سے نماز میں نہایت برا ہے اور بڑی
میں اسکی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزرنے والا سامنے مصلیٰ کے گزرنے والا عذاب ہوا کہ
البتہ بہتر ہے اوس کے واسطے کہ ٹھہرے چالیس اس کے گزرنے والا اوس کے سامنے سے کہا ابو انصر اور بڑی کہ نہیں جانتا میں کیا پڑھا
فرمایا اپنے چالیس دن یا چالیس سال اور روایت کیا اوسکو ہزار نے اور اوس میں اربعین خریفا یعنی چالیس خریفا اور
بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا لڑکی یا گدھا نکل جائے تو نماز جاتی رہتی ہے اور یہاں تک کہ کسی کے گزرنے سے نماز نہیں جاتی
دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں تو رتی ہی نماز کو کوئی چیز اور دفع کر دے اوسکو جہاں تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ
شیطان ہے روایت کیا اوسکو علی کسٹہ سوار دے اور سند میں اوسکی مجالد ہوا اور اوسین کلام ہوا اور ہماری میں یہ کہ اوس شخص سے
ڑپائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ کے انھوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر اور عمرؓ نے کہا کہ نہیں قطع کرنا نماز کو کچھ پس دفع کر دے جہاں تک کہ طاقت ہو اور ضعیف کیا رفع اسکا اور وقف کیا اسکا سو گنا
اور کہا وہی شرح صحیح مسلم میں حدیث کہ یقطع الصلوٰۃ مرفوضہ ضعیف ہے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ نہیں ہے کہ کوئی
حسن اس واسطے کہ وہ مروی ہے جو حدیث یونس سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتیں ابو داؤد اور
دارقطنی اور صحیح اوسط طبرانی میں ہے اور بہر حال نہیں برابر ہے اوس کے صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرنا یہ صلوٰۃ کہ جب نبوت
مصلیٰ کے مانند لڑکی بالان اوس کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کا ہونے کہ کیا سبب ہے کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور مرغ کتے کو نکالے
ایسی ہی بھائی میرے کے پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہے کہ امام احمد
نہیں شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دے یا جو لیکن میرا دل میں گھڑے اور عورت سے شک ہے کہ ابن ابی حنیفہ نے اور کہا امام احمد نے یہ قول اس واسطے
کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت کے سامنے نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے
ہماتے تھے ہاتھ سے برسر اور گھرواں میں اوس دن چرخہ نکلتے تھے اوسکو ہماری سلام فرماتے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
اور صحیح ہے ابن عباس سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نماز پڑھتے تھے سوا وتر میں گدھے سے اور چھوڑ دینے اوسکو لگے

صف کے سچے پرواؤں کی اوسکی آپنے اور بنایا جیسے کہ میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے
اسناد صحیح کے کہنا ہون میں کہ کہنے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہو فضل بن عباسؓ کہ زبیرؓ نے کہا کہ نبی صلی
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا جھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور دو دو
اونکے سامنے تھیں تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اوروں کے کا ایک حکم دیا
اگر قید ہو مگر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو البتہ کوئی حدیث ہے نہ صریح سے نہیں ہی واللہ اعلم وعلیہ السلام **فصل** شنبہ
جنگل میں نماز پڑھتا ہو وہ مقام سجدہ میں دونوں ابرو میں ایک برو کے برابر ستر کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہو واور ایک
انوکھ لکڑی یا اور ستر کو رکھ دینا زمین پر یا سجا ستر کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہیں **ف** اور ستر کی طرف قرینہ ہونا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور روایت کیا
اسکو ابو داؤد اور ابویہمین کہ کہہ قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کر
سے اپنے مثل لکڑی بالان اونٹ کے تو نضر کر لگا لگا جو سامنے سے ہو گا اور آخر اچ کیا سلم نے عایشہؓ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں ستر صلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی بالان کے اور پہلے میں ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا عاجز کوئی تم میں کا اس کے کہ جب نماز پڑھے سحر میں یہ کہ ہو گئے اوسکے مثل بالان اوس کے اور یہ حدیث ناقص سے نہیں ہی اور
گرسے مرد ایک تھا ہی اور ہی گز شرع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو کس سے
اپنے ایک ستر عیسیٰ ہی ہے یا میں اور گمشدہ کمال الدین ابن الہمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ہی لیکن روایت کیا ابن جبار اور
حاکم نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف ستر کے اور چھوڑ
اوسکو جو گدے اوسکے سامنے ہو کہ اور روایت کیا اوسکو احمد اور برزہ اور زیادہ کیا ابن جبار کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے
اور کہے ستر کو ایک ذوق وون کے سامنے ہوا سلم نے روایت کیا ابو داؤد و ترمذی و ابن القادری و ابن الاسود انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ
نہیں دیکھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو قابل اپنے ابو جبار
ابو کے اور نہیں قصہ کرتے تھے اوسکا قصہ کہنے کی یعنی نماز میں اوسکی طرف گاہ نہ تھے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ ساتھ بت پرستوں کے
اور ولید بن کامل اوسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضباہ مہول ہے اور جواب سکا یہ ہے کہ جبل قرن ثانی میں مقبول ہے اور دوسرے کہ
سکون کیا اس حدیث سے ابو داؤد اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کو تو نہ کہے اوسکو دریا
آنکھوں کے بلکہ کہے اوسکو یا میں ابو کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سبک نے اپنی سنن میں ضباہ سے مثل اس کے اور ضعیف کیا
اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کما فتح القدر میں کہ یہ دلیل ہے اور پھر خط کے **ص** اور اگر ستر نہ ہو تو کوئی شخص گدے یا بچا
یا سقا اور آدمی کے پیچ میں گدے تو اوسکو تسبیح یا اشاعے سے منع کرے اور دونوں سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ
اوپر گذر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جان تک کہ قدرت ہو اور اشاعت سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سنا تھا کہ سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان کہ محمد بن قیس
مجموع ہے اور نہیں بھائی جانی مالو سکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ یا ابن ماجہ میں اوسکے باپ سے روایت ہے اور اوسکا مہول ہونا

دلیل حسن
نماز

محمد بن قیس

ثابت نہیں چہ تا او کمالی اور تہذیب میں ہو کہ اخراج کیا او سکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ
 حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہ روایت کیا او سکوں **فصل** اور امام کا سترہ مقدمہ دیوں کو بھی گناہت کہ تا پہلو اور
 جو جائز اس میں کوئی نہ آویجا یا اس مجاہدہ تھو تو سترہ کا نہ گذار دست ہوں کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بطحا کہ میں اور ان کے سامنے ایک نیز تھا اور عورتیں اور گئے گذرتے تھے اسکے او دھرا ورتھا واسطے قوم کے سترہ
 اور روایت کیا اسکونجا ہی سلم نے اور اخراج کیا ابو داؤد نے اسی باب میں اسناد صحیح سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز میں

چلتے سہل کپڑے کا اور وہ یہ کہ چادر کو سر پر گذرے پر ڈالے اور اسکے کناروں کو چھوڑے اس طرح کہ لٹکے رہیں اور قبا
 میں یہ کہ گذرہوں پر ڈالے اور دونوں آستین کو ہاتھوں میں نہ ڈالے اور دونوں طرفوں کو نکلا **ف** اس واسطے کہ منع کیا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل سے نماز میں اور اس کے گرد آدھی ڈھانپ کیونکہ اپنا رعبایت کیا او سکوں ابو داؤد اور اس کے زور
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے فقط کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گرد ڈھانپے مونہا پنا نماز میں لیکن اسناد میں اسکی
 صحابی کا نام مذکور نہیں بہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہوا حضرت عبداللہ بن عباس نے منع کیا ناگ کو چھپانے سے روایت کیا
 یہ عمر سے اور اسی طرح سعید بن مسیب اور ابی ہریرہ اور عطاء مکرہ رکھتے تھے اسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے صنف
ص دوسرے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور عبادت سے شکر کپڑے یا بدن کے میلنا **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ اللہ تعالیٰ نے مکرہ رکھیں اسطے تمہارے تین چیزیں عیث یعنی بھانڈہ کلمہ کرنا نماز میں اور رفتہ در کین اور بیسی قریون
 روایت کیا او سکوں فضائی طرف بن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عباس سے انھوں نے عبداللہ بن مبارک سے انھوں نے بھی
 بن ابی شیبہ سے **مسل** **ص** چوتھے سب بالوں کا جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے جڑ میں داخل کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
 عبدالرزاق نے انھوں نے ثوری سے انھوں نے فضل بن اسد انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہ ان کے منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نماز سے اوش شخص کو کہ بانوہ ہوا بالوں کو سر پر اور او سکوں عربی میں مقتضی کہتے ہیں اور روایت کیا اکھلائی نے اور اوش شخص کے
 بجائے نام سعید قبری کا لیا او سکوں ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا او سکوں
 بن ماجہ نے سفیان سے اسی سند اور متن اور بیچھون مروی ہر حال میں **ص** پانچویں اور گلیوں کو چٹخانا **ف** کیونکہ روایت
 کیا ابن ابی شیبہ سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹخا تو او گلیوں کو اور تو نماز میں ہو کہ
 او شخص جو عادت میں بلکہ کاشمی نے کہ وہ کذاب ہو اور انھوں نے **ص** چھٹے گردن سے کہ دیکھنا اور لاکھ کے گوشے سے منبر
 گردن پہنے کے گردن میں **ف** کہ صاحب ہا یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جابے مصلیٰ لک کو بچا تا ہو اور
 کسے سرگوشی کرتا ہو اللہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا یحییٰ نے شعب الایمان میں کہ جب
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہو کوئی مومن کہ نماز پڑھے کھڑے ہو کہ کوکل کر دیتا ہو اللہ اور سیر ایک فرشتہ کہ بچا تا ہو
 اویشتہ آدم کے گرد جاتا تو کہ کیا ہو نماز میں تیری اور کس سے سرگوشی کرتا ہو تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے معنی ہیں کہ بچا تا ہو
 دیکھنا اور روایت کیا احاکم نے اور صحیح کیا او سکوں ابو داؤد نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بتایا اللہ تو جعفر

بند کئے اور وہ نماز میں ہوتا ہے پھر جہالتغات کرتا ہے بند، پھر لیتا ہے اسے ہونہ پناہ دیتا ہے اور روایت ہر انس کے ذریعہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ تو اتغات سے نماز میں ہوا سطر کے اتغات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرورت ہو تو نفل میں فرض میں روایت کیا
اوسکو ترمذی نے اوصیح کیا اوسکو اور بگ گردن پھر مکروہ نہیں کیونکہ روایت کیا ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور یاکیم نے
اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتغات کرنے نماز میں رہنے بائین اور نہ پھر تھے
گردن اپنی کہا ترمذی نے یہ غریب ہے اور کہا ابن القطان نے صحیح ہے اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہے اور ظاہر ہوا اوسکا
ایک طریقہ دوسرے سند بزمین **ص** ساتویں نکلے یوں کا ہٹانا اگر ایک بار سجدے کے لیے **ف** اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم
عبث سے ہے اگرچہ کہ جب سجدہ کرنے کی جگہ ہو تو اسوقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واسطے ابو ذر کے کہ ایک بار ایسی ابو ذر و نہ پھر ڈرا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اوسکو عبد اللہ بن ابی
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شئی کو بہانہ تک کہ پوچھا میں نے آپ کے نکلے یوں کے ہٹانے کو کہا کیا
رضت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ اور روایت کیا گیا اسوقت کہ ادا قطنی نے اور وہی صحیح ہے
اور روایت ہے کہ ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سجدے کی نکلے یوں کو اور تو نماز پڑھتا ہوا اگر ضرورت پڑے تو کیا
اور راوی اس کے معنی ہیں **ص** آٹھویں کہ ہر ہاتھ کے **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس
روایت کیا جامع نے سوا ابن ہاشم کے ابو ہریرہ سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہ نماز پڑھتے آگے گھبراہٹ سے
اور دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ خائف ہے نہ شش مور کے اور وہ ہاتھوں کا بانہا ہر وقت کے بیچے **ص** نویں دونوں
ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دونوں کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سرین پر بیٹھتے اور دونوں
زانو کو کھڑکے کیا دھوین سجدے میں دونوں بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ بدیعین نے کہ فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا مجھ کو
سیر و سست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں ایک یہ کہ جو بیچ ماروں شل جو بیچ مارے میں کے یعنی جلدی جلدی
سجدے میں جاؤں اور پھر جلدی اور کھنڈھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں شل بیٹھکے کہ اور یہ کہ بچھاؤں میں بچھاؤ مٹری کا اور یہ کہ
غریب ہو نہیں ملی مجھ کو اور سند اسمین ہے ابو ہریرہ کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں اور ذکر کر دیا
دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ اتغات مانند اتغات ابو مڑی اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کہنے کی طرح بیٹھنا ہے اور اس کے بچھاؤ اور دونوں بازو اپنے مانند
بچھاؤ درندوں کے واللہ اعلم **ص** بارہویں چار زونبہند بیٹھنا **ف** اسواسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**
تیرھویں اکیلے امام کا کھڑا ہونا سب کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا بیچ یا قوم کا دوکان پر امام کا کھڑا
ف اسواسطے کہ وہ مشابہ ہو اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور اوس میں امام کھڑا ہوتا ہے
اور دوکان کی بندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قاست آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہاتھ اور اس کے کم میں کہ اس میں
اور بعضوں نے کہا ہے کہ مسجد جب تک ہو کہ تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چودھویں کھڑا ہونا
صحت کے بیچے جمین جگہ باقی ہے **ف** اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرجے کے یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض آیات میں ہے کہ نماز کا اعادة لازم ہوگا اگر سجدہ نما
 پہنچے صف کے پھر ہیکہ **ص** چند روہین تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اس کے آگے یا برابر اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے پیرائے میں
ف کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو روایت کیا اسکو مسلم عایشہ
 ایک حدیث طویل میں اور اس کے معنی میں بہت حدیثیں صحیح آئین ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
 نماز کا اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو **ص** شوٹھویں سرنگے نماز پڑھنا سستی اور کمالی کے سبب اور اگر
 واسطے عاجزی کے پڑے تو مکروہ نہیں ستر ہوئے بڑے کپڑوں میں جو گھر میں پہنے رہتا ہو اور لوگوں کے پاس اون کپڑوں سے
 نہیں جاتا اون کپڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرنا ہی اور شرم کرنا ہی اس کے پاس بڑے کپڑے پہن کے
 جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں حال انکہ اگر کسی ایسے کے دربار میں جاتا ہو تو جو اس کے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں او سکو پہن کے
 جانا ہی نہ کہ جب گاہ حکم الحاکمین میں جاوے تو جو اچھے کپڑے ہوں بغیر تمام اس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہو کہ اس کے پاس اور
 کپڑے ہوں ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونھی کپڑوں سے جو پہنے ہی نماز پڑھے **ص** اٹھارہویں خاک کے دوڑ کرنے
 کیواسطے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا او میسویں آسمان پر نظر کرنا بیسویں سجدہ کی گڑھی کے پیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرنا ہی او پر بیچ عامے کے سوا شاة
 ماتم سے کہ اوٹھالے عامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کر کے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عبادہ بن مسعود
 سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عامہ سر پر اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن ہبیر سے
ص الیسویں آیتوں کا گنا **ف** اسو سے کہ پیشانی ہی نماز میں **ص** بائیسویں کپڑا جسم پر تصویر ہو اسکا
ف کیونکہ وہ مشابہ ہوتے کے اوٹھالے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہی **ص** اور سجدہ کے اوپر و طلی اور پیشانی پر
 پہننا مکروہ ہی **ف** بسبب عزت اور حرمت مسجد **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہی **ف** کیونکہ اس میں
 قلت جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ کچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سچپن
 اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کرنا ہی اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نہاتے تھے راہ طعن ستون غیر کے کہتے تھے کہ سیر واسطے تیری بیٹھ ہو اور مخالف
 اس کے جو روایت کیا ہزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اسکو
 کہ اعادة کرے نماز کا اور اسی طرح سونے کے پیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز
 پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ موتی تھیں درمیان ان کے اور درمیان قبلے کے اور
 مخالف ہوا اس کے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتیں کر نیوالے کے
 لیکن وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہے مسند ہزار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا کہ نماز
 پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا ہزار نے کہ نہیں جانتا ہوں میں اسکو مگر ابن عباس
 اور جواب دے گا یہ کہ جب آواز اون کی شدت سے ہو اور اس خوف شغل کا ہو نماز میں **و** اللہ اعلم **ص** اور جہنم شیعہ

رضعت کیا تو کہا کہ نہ تو اسے تحقیق کہ اللہ فرض کیا اور نہ پانچ نمازیں دن میں اور یہ وفات سے تھوڑے دن پہلے
 کہا تھا اور روایت کیا ابن عباس نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور کھڑے ساتھ رمضان میں تو یہ حدیث آٹھ رکعتیں اور
 وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ آپ کا دوسری رات اور آپ نکلے نہ کرے واسطے تو پوچھا اور اسے صحابہ نے پھر فرمایا آپ نے خون کیا سینے
 کہ نہ فرض ہوگا تو تر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتیں پڑھیں
 اور بھی ہر روز میں ہزار ہائی کے کہ فرمایا حضرت نے تراویح واجب ہر حق ہو اور ہر مسلمان کے سو خوش چاہے وتر پڑھے ساتھ پانچ
 رکعتوں کے اور چاہے ساتھ تین رکعتوں کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح واجب نہیں اور روایت کیا ابو کو
 ابن عباس نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہو اور بشرط بخاری مسلم کے اور جواب اول سے یہ ہے کہ یہ ایک مقدمہ ہے کہ اس سے عموم نہیں ثابت ہوتا
 تو جائز ہے کہ یہ حدیث کے ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چاہے پانچ یا سبب مذکور وغیرہ کے پڑھنا جائز ہے یا کہ یہ واقعہ
 قبل وجوب ترک ہو گا کیونکہ وجوب تراویح واجب پانچ نمازوں کے نہیں بلکہ مسافر اور دوسرے یہ کہ مروی ہو آنحضرت صلی
 علیہ وسلم سے کہ وہ لوترتے تھے سواری پر واسطے وتر کے اور روایت کیا علی بن ابی طالب نے تافع سے انھوں نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے
 سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت
 انھوں نے حدیث انھوں نے کہا کہ اس سے کہ ابن عمر پر ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا لوترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عباس
 کہ پوچھا میں نے فاسم سے کہ جو شخص تراویح پڑھے سواری پر کیا حکم ہو اس کا کہنا کہ جاننا سب لوگوں کے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے سواری پر
 اور کہا ابن عمر نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریوں اور جانوروں پر جس طرف ہوتا تھا منہ اور نماز کرتے اور وہ کہو
 کہ وہ پڑھتے تھے اون دونوں کو زمین پر خارج کیا ان دونوں کو ابن ابی شیبہ نے مصنفین سے معلوم کیا کہ سواری پر
 پڑھنا آپ کا یا تو قبل وجوب ہو یا بعد تھا اور حاکم کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب ترک بعد رکعت ہو یا پہلے
 یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازوں سے وہ نمازیں ہیں جن کا ایک ایک وقت خاص علیہ مقرر ہو مثل پانچوں نماز کے خلاف وقت کے کہ وہ
 تابع ہر عشا کے اور وقت اس کا وقت عشا کا ہی ہے کہ عاقل پر پوشیدہ نہ ہو گیا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ حکم قبل وجوب
 وتر کے ہو گا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اس جگہ سنی رکعتیں تراویح کی مع وتر مراد ہیں کیونکہ آٹھ رکعتیں تراویح کی اور تین
 وتر کی ملائے گیارہ وتر ہیں یعنی طاق میں خست نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تصریح ہر روایت پچھلی میں اس حدیث کے کہ فرمایا آپ
 خَشِيتُ اَنْ يَكْتُبَ عَلَيْكَ صَلَوةَ اللَّيْلِ مِثْنِي خَوْفَ هَيْكَلِكَ فَفَرَضَ هُوَ جَاءَ تَمْرِ نَازِلَاتِ كِي تَوَابَ عَلَومِ هُوَ وَاجِبُهَا
 نسط سے حدیث میں وجوب انہی معنی ضرورت کے مراد نہیں بلکہ وجوب شرعی ہوا اسی واسطے آپ نے یہ کلام ارشاد فرمایا بطور تاکید
 فَسَ لَوْ كُنْتُ رَافِلِيسَ مِثْنَا لَمِثْنِي وَتَرْتَرُ پڑھے وہ ہم ہیں نہیں اور وتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ و تابعین میں
 نے متابعت کی ہر واللہ اعلم بالصواب اور وتر کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام اور امام شافعی کے نزدیک سلام کر
 ف اول ہمارے یہ کہ روایت کیا حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں میں سلام پڑھتے تھے
 مگر آخر میں روایت کیا اس کو حاکم نے اور کہا صحیح ہو اور بشرط بخاری مسلم کے اور یہی طرح روایت کیا سنانی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نہیں سلام پڑھتے تھے بیچ دونوں رکعتوں کے کہ روایت کیا حاکم نے حسن کہ ابن عمر سے سلام پڑھتے دو رکعتوں کے بعد وتر

سوکھا حسن نے کہ عزیمت تھی اوسے اور وہ کمرے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ کعبہ کے اور رکعت کیا اوسے اور روایت
 طحاوی نے ابن عباس کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کمون کپڑے تھے اول رکعت میں سبحان اسم
 ربک اکبر اے آخر حدیث تک موافق وہ ایک جو روایت کیا حضرت عائشہ سے احباب بنی اربعہ اور ابن عباس اور عامر نے
 مستدرک میں اور روایت کیا حدیث ابن عباس کہ ہر سناو صحیح طبرانی نے مجموعہ صغیر میں ش حدیث طحاوی اور کہا کہ یہ وہ حدیث
 سفیان الاکفادی سے نہیں روایت کیا اور کوسفیان سے گرفتار ہے اور روایت کیا طبرانی نے اسی مجموعہ صغیر میں
 حدیث محمد بن یزید بن عبد اللہ بن شہاب بن عثمان بن عمار حدیث محمد بن شہاب بن عثمان بن عمار قال کان
 معظم بن المقدم یحدث عن سعید بن ابی عمرو عن قتادہ عن زرارۃ بن اوفی عن سعد بن شہاب
 عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم من رکعتی الوتر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پھر
 بعد دو رکعتوں کے وتر سے اور کہا کہ محمد بن عیسیٰ المعظم الاکفادی نے شعیب نقردیہ ہشام یعنی نہیں روایت کیا اور کوسو
 معظم سے مگر محمد بن شعیب نے منفرد ہوا اوس کے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اسی سند سے اور روایت کیا
 اوسنا بوسلہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین کمین آخرات میں اور روایت کیا ابن عبد البر نے عثمان بن محمد
 بن ریع بن عبد الرحمن حدیثنا عبد الرحمن بن الداد وری عن عمرو بن یحییٰ عن ابیہ عن ابی سعید الخدری
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عن البقیۃ ان یصلی النجلی واحد یا یقولین یا یصلی النجلی واحد
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا ورنہ کہ کیا اس حدیث کو ابن عبد الحق محدث نے حکایت
 ایسا ہی ہر مان میں اور اکثر صحابہ و تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین کمین ہیں روایت کیا طحاوی حدیثنا ابو بکر قتادہ
 ابو داؤد ثنا ابو خالد قال سألت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوۃ المغرب هذا وتر اللیل وهذا وتر النہار یعنی کہا ابو خالد نے
 کہ پوچھا سینے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھا یا سکھا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب ہے یہ وتر دن کا جو
 اور وہ وترات کا ہی اور روایت کیا اسے طحاوی ثاب سے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارا انس نے وتر کی سو میں ان کی داہنی طرف تھا
 اور ام ولد ان کی پیچھے ہمارے تھے تین کمین سلام پھر اگر ان کے آخر میں اور اسی طرح صحیح ہوا ابن شہود و وتر اللیل ثلاث
 کو تراویح یعنی وترات کے تین ہیں مانند وتر دن کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور ضعیف ہے رفع اوسکا کیونکہ
 نہ رفع کیا ہے اور کوسو عیش سے اسے عبداللہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحییٰ بن ابی المواجب نے اور وہ ضعیف ہے اور
 روایت کیا ابو حنیفہ نے مسند میں حضرت عائشہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین کمون کپڑے تھے
 اول رکعت میں سبحان اسم ربک اکبر اے اور دوسری میں قل یا ایتھا الکفر و ان اتھیر میں قل هو اللہ احد اور ثانی
 کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عبد الرحمن بن زہری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وتر پڑھتے تھے ساتھ سبحان اسم ربک اکبر اے اور قل یا ایتھا الکفر و ان اتھیر میں قل هو اللہ احد اور کہتے تھے سبحان
 آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سبحان الہام القدوس میں بار بار اور آخر میں ہمارے کہتے تھے خداوند جس نے ہمیں

اجماع کیا مسلم نو نے کہ وتر میں رکعت میں کہا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا حَصَّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْحُسَيْنِ**
قَالَ اجْتَمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يَسِيرُ إِلَّا فِي آخِرِ قَدَمَيْهَا یعنی اجماع کیا مسلم نو نے کہ وتر
 تین کہتے ہیں نہ سلام پہرے کر کے آخر میں اور روایت کیا طحاوی عبد الرحمن بن ابی نزیاد انھوں نے اپنے پاس انھوں
 سنئے فقیہوں کے ساتھ بھی ہیں سعید بن مسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خازن بن زید اور ابیہ
 بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہا ہے کہ وتر میں کہتے ہیں نہ سلام پہرے کر کے آخر میں رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک
 چاہے ایک رکعت بڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل اذکی وہ حدیث ہے جو ابو بکر گدیری اور فریاضی نے انور و مسکنہ
قَالُوا كَاتَمَنَ آخِرُ اللَّيْلِ یعنی ہر ایک رکعت ہر آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے بغرض حاصل سب باتوں کا یہ ہے کہ
 حدیثین دونوں میں موجود ہیں لیکن نہ سب صحیح ہی کہتے ہیں کہ یہ بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت
 بہانہ غریب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت بڑھنے سے نہی وارد ہوئی
 تو مقتضا احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ کے نزدیک درست ہو کہ **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ** **ص** ہمیشہ تیری
 رکعت وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اوٹھائے نگہ کر کے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرہویں
 رمضان آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور کچھ بھی ترمین پڑھے **ف** مانا چاہیے کہ اس وجہ سے تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ
 جب قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط
 آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور کچھ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ص** سوا وتر کے اور یہی
 نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کر
ف تو اول سے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا دارقطنی نے سوید بن غنیمت کہ امام سنا سیف ابو بکر اور عمر
 اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے چوتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا یہ
 رکوع کے ہر لیکن جواب کیا ہے کہ اگر آخر شریک واجب ہوتا ہے تو نصف بڑھا جاوے اور صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا
 آخر نماز میں ہر اور ایک حدیث صحیح اذکی دلیل ہے یہ کہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا ابوسلمہ کہ امام حاکم نے
 مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہتا ہوں میں ان کو وتر میں جب وٹھا تا ہوں سرایا اللہم اھدنی فیمن
 ہدیت آخر تک اور بیان اس کا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم
 نے ابی بن کعب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھنے سے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے یہ کہ تھے دو پڑھنے
 ساتھ تین رکعت قبل میں **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ** اور دوسری میں **قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور تیسری میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** پڑھنے سے
 اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بسبب غلطی کے اور صحیح یہ کہ زیادہ تھکے اگر یہ متغیر ہو قبول ہو اور اگر تسلیم کر بیج روایت کیا
 خطیب نے کہ القنوت میں بسنا صحیح عبد اللہ بن شہود کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھنے میں ترمین قبل رکوع کے اور ذکر کیا
 ابوسلمہ بن الجوزی نے تحقیق میں اس کو کیا اوس اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا وَبَيْعٌ حَدَّثَنَا سَفِيَانُ بْنُ أَبِي**
بْنِ أَبِي عَمِيَّاسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدِّيْنِيِّ صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرَّكْعَةِ

فِي الْوُثَنِ بِقُوتِ بَرِّهِ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وتر میں لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے بسند ابان ابن ابی ش
 کے اور روایت کیا ابو نعیم نے علیہ من عطاء بن سلم سے انھوں نے عطاء بن سید سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انھوں نے
 ابن عباس سے کہا کہ وتر پڑھانی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ میں رکعتوں کے سو قنوت پڑھی اور میں قبل رکوع کے اور اخراج کیا بلال نے
 اوسط میں محمود بن محمود وریثی ثنا سہیل بن عباس الرقیدی ثنا سعید بن سائر القداح عن
 طاہر عن عبد اللہ بن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت
 قبل الکرۃ کہ ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ میں رکعتوں کو کہتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے
 اور قول ابو نعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور عطاء بن سلم سے عطاء بن سلم نے اور قول بلال کا کہ نہیں روایت کیا اور کعبہ
 سے مگر سعد بن سالم نے کچھ وجہ بعد کو نہیں کیا کہ اوپر بیان کیا ہے کہ زیادتی نقصی مقبول ہے یا وجود اس بات کے انفرادی بیان
 زبید سے روایت نسائی میں اور تفرع عطاء سے اور تفرع سعید کا عبد اللہ سے ہے حدیث ابن مسعود کے روایت تان ابی
 او خطیب کے تحت قانع ہے کہ وہ کہتا ہے انفرادی بلکہ کثرت ہو گئی اور خصوصاً جب کہ ہر طریقہ حسن صحیح ہوگا اور وہ جو حدیث میں ہے
 کہ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اس سے یہی ہے کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی بلال اس کے
 جو روایت کیا عاصم احوال نے کہ پوچھا میں نے اس سے قنوت کو نماز میں تو کہا کہ مان پھر کہا میں نے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے
 کہا قبل رکوع کے کہا میں نے فلا نے شخص نے خبر دی مجھ کو تیسرے کے بعد رکوع کے کہا وہ جو ٹھہرے زمین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینہ کا شیخ ابن امام نے وصاکم کان ثقیۃ جہلاً اور عاصم تحائف نہایت درجہ کا اور
 عمل صحابہ کا اسی پر ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل
 رکوع کے اور دوسرے نے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد نے کہ عمر نے جمع کیا آدمیوں کو اوپر ابی بن کعب
 تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ ان کے میں ساتین مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہیں قنوت پڑھتے تھے ساتھ ان کے کہ نصف اخیرین
 رمضان سے توجہ شرف انہیں آتا تھا جماعت نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر میں اور اس میں کے لیے ایک طریقہ دوسرا
 ضعیف کیا اسکو نووی نے خلاصہ میں اور وہ جو روایت کیا ابن مقدس نے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے
 نصف رمضان میں ضعیف ہے ساتھ ابو حاتم کے اور ضعیف کیا اسکو بیہقی نے اور دلیل ہماری وہ ہے جو حدیث میں ہے کہ فرمایا
 حضرت حسن جب کھائی اوکو دعا قنوت کہ اسکو اپنے وتر میں اور یہ روایت غریب ہے نہیں ملی اور مشہور وہ ہے جو حدیث میں ہے
 سنن اربعہ میں زید بن ابی مریم سے انھوں نے ابی الجوز سے انھوں نے حسن بن علی سے کہا اسکا کتب مجاور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کلمات وتر میں یا قنوت وتر میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتوکلنی فیمن
 توکلت فبارک لی فیما اعطیت وقبلی شراً ما قضیت انک تقضی ولا یقضے علیک واللہ لا یدل
 من قال لیت تبارکت ربنا وتعالیت کہا ترمذی نے اسناد اسکا صحیح ہے حسن ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے
 اور کہا او میں کہ جب آدمی نماز میں ہلکا اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخراج کیا اگرچہ اور حسن کہا اسکو ترمذی نے
 حضرت علی سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتوکلنی فیمن توکلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ سے کہا کہ میں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں گرا ایک جیسے پھر رک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قنات کے
اور نہ بعد اسکے اوضیف کیا اوسکو ساتھ قنات کے رک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن مسیح نے اوضیف کیا اوسکو عمر بن علی فلاس
اور ابو حاتم نے اور حاصل اوکی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رافع اوس حدیث قوی کی جواب پڑھے
مروی ہوئی کہ اور جواب دیا کہ یہ کہ اسی طرح ابو جعفر من کلام ی کہ ابن المدینی نے اوسین غلط کرنا تھا حدیث میں۔ اور کہا ابن
نے غلط کرنا تھا اور کہا احمد قوی نہیں اور کہا ابو زرہ نے کان فی حدیث میں وہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفر دہو تھا
ساتھ ذکر حدیثوں کے علی مشورین اور قوی پڑھے قنات کی حدیث کو وہ جو روایت کیا قیس بن ربیع سے عام بن یاسج کہ کہا
ہم نے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں سو کہ انس نے کہ جو پھر پڑھ
وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے گرا ایک جیسے کہ بدعا کرتے تھے ایک قبیلہ پر قبیلوں شرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث ابن
اور قیس راوی اس حدیث میں اگر بضعیف ہے بضعیف کیا اوسکو بھی بن مسیح نے لیکن قوشیہ کی اوسکی اور لوگوں نے اور بہ حال ابو جعفر نے شک
بلکہ اوسکے برابر یا اوس سے زیادہ اعتبار میں کیونکہ بضعیف کرنے والے قیس کے کم ہیں بضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے اور بضعیف کیا
بھی بن مسیح نے سبب اسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے بھی سے قیس بن ربیع کو سو کہ بضعیف ہے نہیں لکھا وہی
حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہی عیسیدہ اور وہ منصوبہ ہوتی ہے اور یہ ضعف موجب روایت کو نہیں ہوا اسلئے کہ غایت اوسکی
غلطی ہے اوسکی ذکر عید میں بدل منصور کے لیکن بضعیف کیا اوسکو اور لوگوں نے سو اچھی کے بھی کہا انسانی نے متروک ہے اور کہا قطری نے
بضعیف ہے اور مروی ہے احمد کہ وہ کثیر غلط تھا اور روایت کی اوسنے حدیثیں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی بضعیف کرتے تھے اوسکو
اور کلام کیا اوسین امام المحدثین بھی بن سعید القحطانی لیکن نے شعبہ کے تار کرتے تھے قیس پر او تشبیح کی انھوں نے بھی بن سعید پر
بسبب بضعیف اوکی کے قیس کو کہ ابوقبیلہ نے کہا واسطے سیر شعبہ نے لازم کیا قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے بھی
حدیثیں قیس کی روایت صحیحہ اور متاخرین سے اور تلاش کی سینے اوکی کچھ تو کچھ سینے اوسکو سمجھا امانت واجب جان تھا اور جب یاد ہوا
سن اوسکا تو بگڑ گیا غلط اسکا اور اکثر روایتیں اوسکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اسکا صحت ہے اور قوی نہیں اور کہا شمس الدین
وہی نے قول معتبر قال شعبہ کا ہوا نہیں حرج ہے ساتھ اوسکے تو کہ نہو گا ابو جعفر راوی ہے اور یہ حدیث اوسکی جو روایت کیا اوسکو اس
خطیب نے قنات بضعیف میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے کہ جب کہ بدعا کرتے کسی قوم کو اور سند اسکی صحیح ہو
اوضیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک کہ انتقال کیا اور تشبیح
اوسپر اور کہا کہ یہ ادن حدیثوں میں ہے حرج ہمارے کہ ان کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہے اور
بعض واقعات اسکی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے ہم سے ایسی حدیث جو جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے
تو وہ بھی کاہن میں ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حاد بن ابی سلمہ سے انھوں نے ایسا ہم سے انھوں نے
علم سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کسی گرا ایک حدیث اور نہ دیکھا قبل اسکے
اور نہ بعد اسکے اور اس جیسے میں قنوت پڑھی واسطے بدعا کے ایک قوم پر شرکین سے اور اس سند میں کسی طرح کا غائب نہیں
اور اسلئے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسا کہ روایت کیا طبرانی نے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ**

اور قسیری میں قل جوامد احد روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ اور بہت محدثین نے اور بیان اسکا تو یہ سب
 گذر کر شافعی کے چھپے خفی نماز پڑھنا ہی اور ترمذی نے اسے قنوت نہ پڑھنے خفی بھی پڑھے اور صحیح میں اسکی تابعداری کر کے بلکہ
 چپکلا کر عشاء اور جانا چاہیے کہ وتر خفی کا چھپے شافعی کے بعض لوگوں کے نزدیک سنت ہے اور بعضوں کے نزدیک درست نہیں کہ
 وتر شافعی کے نزدیک سنت ہے اور ہرگز نزدیک واجب اور اوجہ ہے کہ خفی نفل پڑھنے والے کے درمیان واللہ اعلم

فصل نوافل کے بیان میں

قبل نماز اور بعد عشاء اور مغرب کے دو رکعتیں پڑھنا سنت ہیں اور قبل نماز اور جمعے کے چار رکعتیں ایک سلام سے اور چار قبل
 عصر اور عشاء اور بعد عشاء کے مستحب ہیں اور اصل اس باب میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص دو رکعت کے
 اوپر بارہ رکعتوں کے سنت سے بندھا ایک گھر لو سکے لیے جنت میں چار رکعتیں قبل نماز کے اور دو رکعت بعد نماز
 اور دو رکعتیں بعد مغرب کے اور دو رکعتیں بعد عشاء کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ
 بن زیاد سے انھوں نے عطاء بن خویم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اس سے اور مغیرہ بن زیاد و کلام
 کیا ہے اس میں بعض اہل علم نے اس کے خط کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہی روایت کیا اسکو چاہتے سوا بخاری کے
 ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انھوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں ہو کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ کے
 ہر روز بارہ رکعتیں نفل مگر نہ اوٹکا واسطے اس کے گھر جنت میں زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتیں قبل نماز کے اور دو بعد
 اس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت میں نہائی کے کہ دو رکعتیں قبل عصر کے بدل دو
 رکعتوں کے بعد عشاء کے باقی رہیں چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار قبل عشاء اور چار بعد عشاء تو ایسا ہی ہے
 کہ باقی قبل عصر کے مستحب ہیں روایت کیا ابو داؤد اور احمد و ابن خزمہ اور ابن جابر نے دونوں نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کو اسے اللہ اس مرد پر جس نے پڑھیں چار رکعتیں قبل عصر کے کہ ترمذی نے
 سن غریب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو رکعتیں قبل عصر کے پڑھے اور دلیل اوکی اور گزری اور روایت کیا ابو داؤد و حاکم بن خمرہ سے اسے
 حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتیں اور روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار پہلے
 دو کے اور لیکن چار رکعتیں قبل جمعے کے تو ثابت ہیں چار رکعتوں قبل نماز سے اور چار رکعتیں بعد جمعے کے تو اس واسطے کہ روایت کیا
 ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جمعے کی تو پڑھے بعد اس کے چار رکعتیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد و
 ترمذی نے اور اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ دو رکعتیں بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابو داؤد و سنن میں اور لیکن چار بعد عشاء کے سو
 روایت کیا ابو داؤد نے شرح بن ابی ہاشم سے کہ ان کا پوچھا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کما نہیں پڑھتی پانچ
 عشاء اور پانچ عصر کے پاس اگر پڑھی چار رکعتیں یا پھر رکعتیں آخر حدیث تنگ اور روایت کیا سعید بن منصور نے براہین مازب سے کہ
 فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل نماز کے چار رکعتیں گو یا کہ اس نے تہجد پڑھا رات میں اور جس نے پڑھا چار رکعتوں کو بعد عشاء کے گو یا کہ
 پڑھیں اس نے چار شب قدر میں اور بعضوں کا مذہب ہے کہ دو بعد عشاء کے پڑھے اور دلیل اوکی ابی ہریرہ ترمذی اور کہا حضرت نے
 کہ نہیں چھوڑتے تھے آپ چار قبل نماز کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنون کی بڑی تاکید فرمایا حضرت نے دو رکعتیں قبل فجر کے

بخاری

بہترین ساری ذیست رویت کیا اسکو نسائی نے اور جابر کثرت قبل ظہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد سلام
 نہ پھرے بلکہ جب چاروں چڑھے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعتوں کے پڑھے اور تسبیح کیا تھے اوس سے جو روایت کیا ابو داؤد نے
 اور ترمذی نے شامل میں ابو یوسف انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جابر قبل ظہر کے نہیں پڑھا وہیں سلام کھولے جاتے ہیں
 اونکے واسطے دروازہ آسمان کے اور ضعیف یہ حدیث بسبب عبیدہ بن مسعود بنی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شامل تھی کہ
 کہا بیٹھے رسول اللہ کیا اوسمین سلام فاصل ہوا کہ انہیں اور اسکا ایک وسرطریقہ یہ جو روایت کیا اسکو امام محمد بن نے
 سولامین محل تھا لیکر کن عامل الجعلی عن ابی اہیمہ والشعبي عن ابی یوسف الا انصاری انہ علیہ السلام
 کان یصلیٰ اربعاً اذا زالت الشمس فسأله أبو یوسف عن ذلک فقال لان ابواب السماء تقف فی هذه الساعۃ
 فاجب ان تصعد فی ثلاث الساعۃ خیر فعلت فی کلھن قال لاء قال ثم قلت ایفصل بیکھن بسلام
 قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے جابر کثرت قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو یوسف اس سے پھر فرمایا حضرت نے
 کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کے سو چاہتا ہوں میں کہ چڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہا میں نے کیا سب
 رکعتوں میں قرأت پڑھنا کہ ان کا میں نے کیا فصل کیا جیسے اول چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی جابر کثرت کے سچ میں سلام
 نہ پھرے **ص** اور دن میں جابر کثرت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہیں اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور جابر کثرت
 دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل ہیں **ف** اور صاحبین نے نزدیک ات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیہ اور دلیل
 اسکی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ اس پر اگر کراہیت ہو تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جابر کے اور فضل
 رات میں نزدیک صاحبین کے دو دو ہیں اور دن میں جابر چار اور امام شافعی کے نزدیک سات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہیں امام ابو حنیفہ
 کے نزدیک جابر پڑھنا رات میں دن میں فصل میں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صلوٰۃ اللیلۃ والثلثا
 صحتی صحتی یعنی نماز میں رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صاحب سنن ابی داؤد ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار
 تراویح پر جو یہ حدیث اسکی اسناد میں شعبہ ہی کہ ترمذی اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضوں نے اسکو رفع کیا اور بعضوں نے
 وقت کیا اور روایت کیا اسکو فقہات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور
 ایسا ہی چوتھین میں اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطابی اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد اوسکا صحیح نہیں ہے
 اوس کلام کی ہوا سب سے کہ وجود مند کا نہیں ہائے مخطا سے دوسری جہت کہ عارض بنی ہونے کا اور ہوا سب سے روایت کیا اسکو
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ رجال اسے ثقہ ہیں بلکہ اسمین علت کی اس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور تقدیر
 تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل یہ کہ فرمایا حضرت صلوٰۃ اللیلۃ صحتی صحتی یعنی نماز رات کی
 دو دو ہیں اور نہیں ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ جو کہ حضرت عائشہ نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے عشا کی گئی اور آئے میرے پاس گر چہ میں جابر کثرت اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں جابر کثرت ایک سلام اپنے
 پڑھیں اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے کہ میں
 اور پڑھتے تھے جابر کثرت میں جاتے تھے اپنے فرش پر سو کر آخر حدیث تک اور صبح مسلمین یہ حدیث سناؤں سے کہ پوچھا تو حضرت عائشہ سے

کہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز میں کی کہ ایک بار کعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کیا ابو بکر بن عمر نے
 ابنی سند میں **حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ يَزِيدَ** ثنا **طَيْبُ بْنُ سَلِيمَانَ** قَالَ قَالَتْ عَمْرُوَةُ سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ
 عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّلُوَّ أَزْوَاجًا لَا يَقُولُ يَنْتَهِي بِسَلَامٍ
 یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جانش کی جابر کعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں ان کے سلام اور لوگوں میں حدیث کے ثابت
 نہیں تاکہ ایک ہی سلام چاروں پڑھتے تھے اور ایک لیل یہ ہر جو مروی صحیحین میں ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہ انھوں نے پچا حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہ ایک نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان
 میں کیا رکعت پڑھتے تھے جابر کعتیں تو نہ پوجہ اول کعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو پوجہ اول کے حسن اور طول سے یعنی بہت
 جمعی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوا ہی والا کہ تین آٹھ رکعت سو نہ پوجہ اول کے
 حسن اور طول سے اور اور بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ اپنے چار کعتیں ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور اس حدیث سے
 مراد یہ ہے کہ دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہی یا یکہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یکہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پیرے
 اور دلیل سیرہ ہر جو خارج کیا اور سکوتریدی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبداللہ بن سعید
 انھوں نے عمران بن ابی سے انھوں نے عبداللہ بن نافع سے انھوں نے ریحہ بن کاعبہ سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہی ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو کعتوں میں
 اور روتر اور نوافل کی سب کعتوں میں قرات فرض ہی **ف** کیونکہ وہی صحیحین میں ابوقادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے ظہر میں دو کعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو کعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا اگر تسبیح پچھلی دو کعتوں
 کے یا چھپا ہے تو یہی درست ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سے انھوں نے علی اور ابن سعد رضی اللہ عنہما
 کہ انھوں نے قرات کر اول کی دو کعتوں میں اور تسبیح کہ پچھلی دو کعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ روایت فرماتے ہیں اور بتا
 کیا امام محمد نے موطن میں **ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ حَاجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ**
بْنَ مَسْعُودَةَ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ وَلَا يَخْتَلِفُ فِيهِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَلَا يَكُونُ فِي الْآخِرِينَ
وَلَا إِذَا صَلَّاهُ وَحْدَهُ قُرْآنَ الْأَوَّلِينَ بَعْدَ تَحْمِيلِ وَسُوءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْآخِرِينَ شَيْئًا مِمَّنْ صَلَّاهُ
 رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز ہر نماز سری میں اور نہ پچھلی دو کعتوں میں اور نہ نماز
 پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو کعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو کعتوں میں **ص** اور جس نقل کو
 قصد شروع کر لیا ہو کہ تمام کرنا اور اگر بطل ہو یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو کہ تو اگر معمول سے شروع کیا ہو کہ
 مثلاً او سکھ معلوم ہو کہ ظہر میں نہیں پڑھی اور اس سے شروع کی اور بعد اس کے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اس سے
 نماز توڑ دی قصداً کرنا و سکا واجب نہیں اور اگر جابر رکعت فعل شروع کی پہلے دو گانے میں تو ٹوڑ دیا ایک دو گانے کی قصداً لازم آوے گی
 اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو کعتوں کے بعد بیٹھ کے قیسری رکعت کے واسطے پڑھا اور او کو
 توڑ دیا تو فقط دوسرے دو گانے کی قصداً کرے کیونکہ اول دو گانے تمام ہو چکا اور یہ اسپر مبنی ہے کہ ہر دو گانہ نماز علم ہی **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوَةُ اللَّيْلِ وَالنَّجَارِ مَشْنُوْنَةٌ يَسْنُوْنَهَا رُتَدَنَ كِي دُودُو كُوعَتَيْنِ بَيْنِي
 ہر دو رکعت کی بنا علیحدہ ہے **ص** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونوں دو گانہ یا تین دو گانہ یا دو سو رکعتوں کے
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گانہ کی ایک رکعت میں یا اول دو گانہ کی ایک رکعت میں قراءت ترک کی دو رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور اگر ہر دو گانہ کی ایک رکعت میں یا دو سو رکعتوں کے نفل کی نیت کی اور اول کی ترک کی تو چاروں رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب کے
 نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی اور امام صاحب نے ایک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار رکعتوں کی
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں دو رکعتوں کی اور چار صورتوں میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں
 دو رکعت لازم آوے گی اور سب ائمہ صورتیں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گانہ کے تشہد میں توجہ والا دوسرے
 دو گانہ کی قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور سچ میں اٹھ نہ بیٹھا اور اول دو گانہ کی قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھ کے
 نفل پڑھنا اگرچہ کھڑے ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کیا جاتے ہیں کہ سواہل کے عمران بن حصیب سے کہا کہ پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو نہ پایا جو پڑھے کہ وہ پڑھے کہ تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے تو کو
 اجر برابر نصف قائم کہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے کہ وہ اسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہے اور قائم کے حنی کھڑے کے برابر پڑھنے والا
 اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہ امام نوویؒ نے کہا علیہ السلام کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا بیحد جائز نہیں
 تو اگر عاجز ہو قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اسکا اجر قائم ہے کہ نہیں اتنی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
 مرد یا سفا تو ثواب اسکا مثل صحیح سند سے اور تقیم کے لکھا جاوے گا اخراج کیا اسکا بخاری نے اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں
 مخصوص ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہؓ ارشاد فرمایا آپؐ کہ ثواب کا نصف
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں جوں مثل تمہارے روایت کیا اسکو مسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہوئے شروع کرنا اور پھر بیچ میں
 بیحد بیٹھ جانا مکروہ ہے نفل ہر شہر کے سوا ہر چہ قبل کی طرف ہونہ نہوا ایک رکعت درست ہے **ف** اور ہر شہر کے
 اس میں قید ہر شہر کا نہ درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے تھے
 حار پر اور وہ توجہ سے طرف خیبر کے یعنی ہونہ آج خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ نفل مخالف قیاس ہے تو اپنے سورتوں
 منحصر ہوگا اور حدیث خود شرح و فقہ میں مذکور ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور اس میں اشارے کا
 ذکر نہیں اور غلطی بیان کی و دلقطنی اور نسائی نے عمرو بن عبیدہ کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور صحیح علیہ السلام نے
 اپنی اونٹنی پر تھے اور روایت کیا دلقطنی نے غرائب اللک میں اس سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ توجہ سے
 طرف خیبر کے حار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا سپر اور امام میں شیخ اتقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے
 اور زیلعی نے نہیں دیکھا اسکو صحیحین سے اور کہا عبد الحق نے جمع صحیحین میں کہ متغویہ بخاری سے متغویہ بخاری کے کہ
 شیخ ابی امام وقد رآناہ فی باب الجوار فی السفر فی صحیح البخاری من حدیث ابی عمر سین ہی سین

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی سفر میں حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اوسکو ابن جبرائیل نے نوح اول میں
قسم رابع کی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل اسلے پر ہر طرف اشارہ کرتے
اور اصل اونٹ کو کہتے ہیں **ص** اور اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اونٹ پر اور تمام کیا یا نہ پڑھا اور اگر نہ شروع کیا اور سواری پر تمام کیا یا نہ پڑھا

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء کے پیش رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد یعنی دیر میں کہ اوسکو پڑھا ہو
بیٹھے اور پانچ تیرہ ہوتے ہیں اور ترویج ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویج میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہے
اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت سے پڑھیں اور رمضان میں تر جماعت پڑھیں **ف**
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ ہر اور بعضوں کے نزدیک تنحب ہو اور ہر ایک
میں بن لفظ تنحب کا وارد ہو اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہادیہ **وَالْأَحْمَدُ أَهْلُ كَسْبَةٍ**
لَكَ أَرَوَى الْحَسَنَ مَعْنَى ابْنِ حَنِفَةَ لَا تَهْ وَأَطْلَبُ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَالَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَدْلَيْنِ تَرَوَى الْمَوْطِئَةَ وَهِيَ خَشْيَةُ أَنْ تَكْتَبَ عَلَيْكَ إِنَّمَا يَنْبَغِي صَحِيحٌ یہ کہ تراویح سنت ہو اور ایسا ہی روایت کیا
حسین ابو حنیفہ سے کیونکہ موانع طاعت کی اوپر خلفاء راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عند کو ترک موانع طاعت میں اور وہ جن
اس بات کا کہ فرض ہو جائے اور کہا امام محمد بن شیخ الفقہار والاصولیین ہولاء کمال الملتہ والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر منقول ہے
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہو اور وہ یہ کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاسم کہ کہ نکلا میں ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہو اور کوئی شخص رات آدھی کے
ساتھ اسی طرح سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ میں جانتا ہوں کہ اگر جمع کروں میں ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اذ کو ابی
بن کعب پچھڑیں دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو ظاہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
بَعَثَ الْبَيْدَةَ هَذِهِ یعنی اچھی ہے یہ بعثت روایت کیا اوسکو صاحب سنن نے صحیح کیا اوسکو ترمذی اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے لازم کیا کہ تم پہنچو پر سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بعد میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض کیے اللہ تم پر روز
رمضان اور سنت کیا فیما م اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذراؤسکے ترک میں اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف
فریب آجے جلنے کا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہے باب الوتر میں حدیث ابن جبرائیل اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اوسکو صحیح میں ہے حضرت
رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی اونکے ساتھ نماز کو گونے پھر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو آدمی پھر سب جمع ہو تیسری رات اور آپ نکلے تو کہا آپ نے جب جمع ہوئی کہ میں نے جانا چھوٹنے کیا لیکن میں اس واسطے
نہ نکلا کہ تم پر فرض ہو جائے اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا بھاری کتاب الصوم میں ہوا انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر حکم ایسا ہی ما اور اوپر ہم باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کیا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور غیر رمضان میں کیا کرتے
آنحضرت نکلا جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنفین کو روایت فرمائی ہے اور بعضی نے اس سے ابو نعیم نے ابن عباس سے

ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہو اس کے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہنا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ
واسطی کو ذکر کیا مسالین بن ابی شیبہ نے ان کے اعتدال میں کہ روایت کیا عثمان دارمی نے ابن عباس کے کہ وہ فقہ نہیں ہو اور کہا اس کے
ضعیف ہو اور کہا بجا کئی سکوت کیا اس کو کہ انسانی نے متروکہ ہو حدیث اس کی اور نہ کہ ابو شیبہ سے ایک ہو حدیث
کیہ بغوی نے حدیث بیان کی جسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی جسے ابو شیبہ نے اس سے حکم سے اس سے معسم سے
انھوں نے ابن عباس کے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رمضان میں ہوا جماعت کے میں رکعت اور وتر اور پھر کہا
شیخ ابی الہمام نے ان میں کتین حضرت عمر سے ثابت ہو میں جوطا میں ہی زید بن ومان کے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہو نہ عمر بن الخطاب
میں ساتھ تھیں رکعتوں کی یعنی میں نے اس کی کتین اور تین ترکہ کی اور روایت کیا بھیقی نے معرفت میں سائب بن زید سے
کہا کہ کھڑے ہوئے تھے ہم زیادہ عمر میں ساتھ میں کتوں اور وتر کے کما نوئی خلاصہ میں اسناد اس کا صحیح ہی مترجم کہنا ہو کہ
روایت کیا ابن ابی شیبہ عمر بن الخطاب کے کہ انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا لے اون کے ساتھ میں کتین اور روایت کیا
ابو الحسن کہ حضرت علی نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اون کے ساتھ میں کتین اور عبد العزیز بن رفعہ سے کہا کہ تھے ابی
بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیوں کے مینے میں بیچ رمضان میں کتین اور وتر پڑھتے تھے تین کتین اور بیچ انھوں نے ابی بکر
کہ وہ پڑھتے تھے بائیں تریخ رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھوں نے جاریت کے کہ وہ امامت کو لوگوں کی
رمضان میں ان کو ساتھ میں کتوں اور وتر پڑھتے تھے ساتھ میں کتوں اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور عطا کے کہ اس
انھوں نے یا یا سینے لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے تیسریں کتین مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام کہ کامل ہو ان سے اتوں سے
کہ قیام رمضان کا سنت اور میں گیارہ کتین میں مع وتر کے جماعت کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف
فرصت کے اور نہیں شگ ہو کہ ان دونوں امر میں کئی کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے ابی تراویح سنت ہوگی اور کتین
سنت عطا راشدین کی میں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تہیہ لازم ہی سنت میری اور سنت خلفا راشدین کی بلاناہوت
سنت لوگوں کے اور یہ لازم اس بات کو نہیں کہ نہ کسی میں کتین سنت ہو جاوین ہو اس کے کہ سنت اس لہر کو کتے میں جبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نواہت کی ہو مگر عذر اور بر تقدیر نہ ہو فدر کے موانعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا و
رکعت چہرہ میر سے تین کتین ترک ہو میں تو اس صورت میں میں کتین مستحب ہوگی اور اسٹھ دن میں سے سنت جیسے کہ
چار رکعت بعد عشا کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظہر کلام شائع کا یہی ہے کہ سنت میں رکعت ہیں اور تقضی لیل کا وہ ہے
جو عینے بیان کہ تو اس صورت میں ان وہ چھتہ وری میں ہی لفظ مستحب کا جو ذکر کیا صاحب ہدایہ انتہی قال شیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جانا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک دوسرے بلاتوا کرتے ہیں
اور یہ بھی میں اس کو کہتے ہیں خسوف کسوف امام جمیع کا آدمیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے
مانند فعل کے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قنوت کا ہر کرے اور طول اہل ہاکر

دونوں کھتوں میں اور بعد اوسکے دعا مانگے یہاں تک کہ آفتاب و شمس چھٹاؤ اور جو امام جمعے کا حاضر ہو اکیلے اکیلے پڑھیں اور پھر
 بھی ایسی ہی پڑھیں جماعت نہیں **ف** اور رکوع کے باب میں روایتیں مختلف ہوئیں بعض روایات میں ہر رکعت میں دو
 رکوع ہیں اور بعض میں تین اور ابن عباس اور علی کی روایت میں چار رکوع ہیں ہر رکعت میں اور ایک روایت میں دو رکوع ہیں
 بن کعب سے پانچ رکوع ہیں اور کسی روایت میں ایک رکوع ہر سال اور نمازوں کے واسطے کہا علی ہمارے کہ جب مختلف ہو تو پڑھیں
 تسبیح کیا یعنی ساتھ حال اور نمازوں کے اور بھی روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے شامل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن عمر
 بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو گھڑے ہو آپ اور طول کیا قیام کچھ رکوع کیا سو کسی طرح
 نہ اٹھاتے تھے سر پائیا پھراٹھا یا سو کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اٹھاتے تھے پھر اٹھایا تو
 کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح نہ نہیں اٹھاتے تھے پھر اٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت میں آخر تک
 اور مروی ہے حکم عبدالرحمن بن سمر سے بھی غرض مختلف ہوئیں اس باب میں روایتیں اور روایت کیا حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
 عنہما کہ اور کہا صحیح ہے اور زمین اُتر گیا اوسکا بخاری مسلم نے بوجہ عطاء بن السائب کے اور یہ توفیق ہو اوسے عطاء
 اور تحقیق کہ اُتر گیا اوسے بخاری ساتھ ابو ہریرہ کے اور کہا بھی بن مسعود نے کہ صحیح ہے بھلا بیٹہ نہیں جنت ہوگی اوسکی حدیث
 اور فرق کیا امام احمد نے اوس شخص میں جس نے پہلے اوسے سنا اور جس نے پیچھے اوسے سنا یعنی اول سے کی روایت صحیح ہے اور پھر
 عطاء کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور سکوٹ گیا اوسے ابو داؤد اور روایت کیا ابو داؤد نے نسائی نے عمرو بن عبد کے ایک رکوع اور طول کیا
 اس میں شیخ ابن الہمام نے اور اس کتاب میں بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی اچھا نماز کے آفتاب کے صاف ہونے کا لازم ہو کہ نماز پڑھتے
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اخیر میں کہ جب تھیمو اوسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ روشن ہو جاؤ آفتاب اور
 مشائخ نے کہا کہ آدمی اور تاریکی میں بھی نماز نہ سجدے ہو ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے زائر کے کہ بصر میں اوسوں کو کئی نہیں
 جہر چاہیے صاحبین نے نزدیک اور دلیل اولی حدیث حضرت عائشہ کی صحیحین میں کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف میں اور
 بخاری میں کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور جہر
 امام صاحب نے نزدیک سے چاہا ہے کہ مروی ہے حدیث ابن عباس سے مسند احمد اور بیہقی میں کہ نماز پڑھی میں ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نماز کسوف کی اور نہ سنا سینے اوسے ایک حرف قرات سے اور سنا دین اوسکی ابن ابی نعیم حیف ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے
 معرفت میں دو طریقوں سے اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگر بن لوگوں سے حجت نہیں لیکن یہ نہیں
 انکی شاہد ہیں روایت ابن عباس کی اور حدیث سمہ میں ہے **فَلَا تَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا** یعنی ہم نہیں سنتے تھے آواز قرات کی
ص اور خوب بانی برسنا بعد ہو جاؤ تو ہر شخص دعا کریں اور استغفار نہ جماعت اور نہ خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں تو ہر شخص
ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **اسْتَغْفِرْ لَهُ ذَنْبًا كَثِيرًا** **كَانَ غَفَّارًا** یعنی استغفار مانگو اور سے کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے
 اور کہا امام محمد نے ہمیں نہ بھی استغفار میں دعا کی کہ اوس میں چاہی اور پونچھا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سکھائے
 دعا مانگو پونچھا کہ نہ سنتے تھے کہ وہ چڑھے سب کو اور دعا مانگی اور طلب بانی کی کہ اور زمین پونچھا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ چڑھیں

عطاء بن السائب

ابن ابی نعیم

اور نفل بعد فجر کے کروہ پر صبح تک کہ آفتاب نکلے اور بعد ازل اس کی گزری **ص** اور بعد آفتاب نکلے
 بھی شیخین کے نزدیک قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
 کے نہ کرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دو نفل
 کی قضا کرے اور بعض شیعہ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی قضا ہے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل علیہ السلام میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور اسکو ساتھ سنت کے
 قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح و تفایہ میں موجود ہے اور روایت ہوا وقتا دہ کہ کسی کے ہاتھ
 ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاشکے سوتے سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ خوف کرتا ہوں میں کہ سوجاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دو گھائیں آپ کو اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نوکیلا دیکھا کہ نکل آیا کفار عاقبت کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تھنے کہا تھا اور جواب بلال نے کہ کبھی سی
 نیند آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے فیض کر لیں ارواح تمہاری اور پھر پھر دیتا ہے جسوقت
 جاہتا ہے ایسی بلال کھڑا ہوا اور اذان دے گا نگی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی
 جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اوکو آفتاب کی
 گرمی نے سوکھ کرے ہو اور چلے پھر اترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال پھر پڑھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اس کے پڑھی
 نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا نسائی نے ابن عباس سے
 اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر
 میں ہو کر اور اس میں تاکید زیادہ ہے سب سنتوں کے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی جاسے خوف ہو چھٹ
 جائے یا نہ ہو ترک کیا جائے اور بعد فرض کے قبل دو گنا سنت کے پڑھ لیں اور سوا اٹکے کوئی سنت قضا نہیں کیا جائے **ف**
 کیونکہ سنتیں عصر و عشا کی مستحب ہیں اور صبح کے اول میں سنت ہی نہیں اور عشاء کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں
 لیکن اول کی تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا صلوا نماوا وان طردکم انھم اخیلکم یعنی پڑھ لو اون دو رکعتوں کو اگرچہ
 روزہ والین تک کو گھوڑے اور نہ چھوڑو انکو روایت کیا اسکو ابوداؤد ابویوسف اور اسناد اسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول کے ہے
 اور صحیحین میں ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور نفل نائی
 میں نہ کرے دو رکعتیں قبل فجر کے بہترین دنیا سے اور جواوہمین ہوا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ پھر جمع ہوگا
 چار رکعت قبل ظہر کے پونچھ رکعتوں کو شفاعت میری اور یہ حدیث ہدیہ میں ہے کہ شیخ ابن الہمام نے اکتا ملائکہ کا مین
 حدیث سنۃ الظہر فاللہ اعلم بہ یعنی جو ذکر کیا اسکو مصنف نے سنت ظہر میں ہوا اسدا اسکو جاتا ہے اور یہ حدیث اوکو
 نہیں لی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع پڑھتے تھے چار رکعت قبل ظہر کے اور دو رکعتوں
 قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تکتبوا لکما

ملہ
 نہیں کہتے ہیں
 سوا اسکا ذکر نہ ہو
 انھوں نے میں
 نہ چھوڑتے

فَاتَّخَذَهَا الرَّعَابُ مَنًى نَزَلَكَ رُودُ رَكْتُونٍ كَوْفَلٍ فَرَجَةٍ كَيْونَكَ اَوْ سَمِيتَ عَلَائِينَ مِنْ اِلٰهٍ تَعَالٰی سے اخراج کیا اسکا ابوعلی نے ذابن عشر سے اور کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتون کو اور کبھی ترک کرتے تھے لیکن نہیں دیکھا میں نے آپ کو کہ ترک کی ہوں دو کتبیں قبل فجر کی سفار و نہ ضرر میں روایت کیا اسکو طبرانی نے اسطریقہ میں قابوس بن ابی طلحہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور جس شخص نے ایک رکعت نظر کی نماز سے پائی جہات اسے نہیں پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ نظر کی نماز میں جماعت سے پڑھو گا اور اسے ایک رکعت پائی قسم اسکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اسنے جماعت کو نہیں پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ سب میں آیا اور جماعت میں ہو کبھی تھی تو اسنے چاہا کہ فرض کو نہ ادا کرے تو گرجی وغیرہ کے نزدیک سنتیں پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتیں پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جسے کہ اقتدا کی اور امام کو میں ہوں اور تمہارا بیان تک کہ امام نے سر اٹھا لیا تو وہ رکعت اسکو نہیں ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع میں گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہیں ہوا

باب قصا نمازون کے پڑھنے کے بیان میں

اگر کسی شخص کی ایک دن ات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور ترفوت ہوئی ترتیب سے پڑھنا فرض ہوا اور جب بعض وقتی ہوں اور بعض قصا اوسمیں بھی ترتیب فرض ہوئی کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم رحاچی انھوں نے سعید بن عبد الرحمن جمحی سے انھوں نے عبد اللہ انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اسکو اگر اوسوقت میں کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کرے نماز اپنی اور بعد اوسکے اور قصا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہوا اس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اسکو مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے موقوف اور صحیح کیا دارقطنی ہا اور بوزرحہ وقت اوسکا اور اختلاف کیا انھوں نے ان شخصین جسے رفع میں خطا کی سو اوسمیں سے وہ لوگ میں جنھوں نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضوں نے طرف تر جانی کے اولیٰ لیکن شک نہیں اس بات میں کہ رفع زیادت ہو اور زیادت نقد سے مقبول ہو اور یہ دونوں شخص نقد ہیں کہ بھی میں نے سہانی میں نہیں حرج ہوتا تھا اوسکے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن عیینہ نے سعید کی اور ذکر کی وہ بھی نے توثیق اوسکی بہت لوگوں سے میزان الاعتدال میں تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونوں برابر مالک کے نہیں اور مالک نے وقف کیا اوسکا جو کیا اوسکا یہ کہ یہ کچھ معارضہ نہیں ہے حسین برمی توثیق میں دونوں ہاویوں کی شرط ہے بلکہ زیادت ہو اور زیادت میں برابر ہونا راویوں کا قوت میں شرط نہیں اور حجت نہ پکڑی جاوے گی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہو جاوے کسی نماز سے یا بھول جاوے اسکو تو پڑھے اسکو جب یاد کرے اسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول جو اسنے نماز سمجھے سے پہلے ہی اسکو پھر اعادہ کرے اور وہ خلاف سادہ جو گئی اور دلیل اول مسئلہ کی یہ کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود کہ انھوں نے مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں دن خندق کے یہاں تک کہ کچھ رات بھی گزر گئی تھی سو حکم کیا جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال کو اور انھوں نے اذان دی پھر قنات کی اور نماز پڑھی اول نماز کی پھر قنات کی اور نماز پڑھی دوسری نماز کی پھر قنات کی

اِنَّ اَبْرَاهِيْمَ كَانَ لَا يَذْكُرُنِي تَلَاٰ صَلَاتًا اَوْ خُشَعًا اَمَلِ اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے دو سجدہ کیے اور اس طرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں مائل کو ایک اشارہ کافی ہے اور روایت کیا نہ جائیگی بھی اس حدیث کو اور یہ حدیث اول میں ہر مالی محامل کے **ص** مقتدی کے سوہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آوے گا بلکہ امام کے سوہو اگر سجدہ کرے اور سجدہ بھی تمام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اوس کے باقی نماز پڑھ لے اور جو قعدہ اولیٰ کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو بیٹھ جاوے اور سجدہ سوہو کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدہ اخیر سے اگر بھولے کہ کھڑا ہو گیا جب تک کہ اس رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہو کہ تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سوہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوس کے نفل ہو جاوے گئے قراوی کے ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لے **ف** اور یہ اونیکی شدت پر اس واسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو وہ نہیں سمجھا تا مگر نا اوسکا جیسا کہ گذر اور ملا لے ایک رکعت کا اچھا ہو کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے کے اکیلے اخراج کیا اوسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری **ص** اور اگر قعدہ اخیر کر کے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچ رکعت کا سجدہ نہیں کیا یہی بیٹھ جاوے اور بعد سجدہ کے چاہے ایک رکعت اور ملا لے اور سلام پھیرے اور سجدہ سوہو کرے تو چار رکعتیں اونیکی فرض ادا ہو جاوے گی اور دو نفل ہو جاوے گی تو اگر اونیکی توڑ دے لے گا قضا لازم نہ آوے گی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قائم مقام ہوں گی اور جو شخص ان دو رکعتوں میں امام کی اقتدا کر گیا اوسکو پڑھنا لازم آوے گی اور توڑ دے گا تو قضا لازم آوے گی اور امام محمد کے نزدیک چھ رکعتیں اوسکو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آوے گی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سوہو ہو سجدہ کرے اور بعد سجدہ کے بغیر سلام دوسرے نفل اوس کے ساتھ ملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہو جاوے گا اور اگر کسی کو نماز میں سوہو ہوا اور اخیر نماز سجدہ سوہو کی نیست سلام پھیر لیا تو اگر اوس نے بعد سلام کے سجدہ کیا تو گویا نماز وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہے تو اگر اوس نے سلام کیا اور کہنے اوس کے ساتھ اقتدا کی پھر اوس نے سجدہ سوہو کیا اقتدا اوس کی صحیح ہو جاوے گی اور اگر نہ کیا تو اقتدا اونیکی باطل ہو جاوے گی اور اگر سلام کیا اور قعدہ کیا اور پھر سجدہ سوہو کیا وضو اوسکا باطل ہو جاوے گا اور اگر سجدہ کیا تو باقی رہ گیا اور اگر سلام پھیرا اور وہ مسافر تھا اوس نے نیت قامت کی کی پھر سجدہ سوہو کیا تو اب چار رکعتیں اوس پر فرض ہو جاوے گی اور اگر سجدہ کیا تو فرض نہ ہو گی اور اگر نماز میں سوہو ہوا اور اوس نے توڑ دینے کی نیت سلام پھیرا نیت اوس کی باطل ہو گی اور سجدہ سوہو کرنا اوسکو جائز ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہے اور کبھی نہیں ہوئی تھی تو نماز پھر شروع پڑھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے سو نہ جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں چاہے کہ وہ ہرے نماز کو اور یہ حدیث ہدایہ میں ہے اور محکو نہیں ملی کہ شیخ ابن الہمام **و** **ص** اور اگر گئی بارشک ہو چکی ہو سو چھ جو ذہن پر غالب ہو اوس پر عمل کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور بنی ماری سلم نے اور انی نے بھی ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں سو چاہے کہ تلاش کرے صواب کو اور بنا کرے اوس پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ اور روایت کیا سو ابجاری کے ابو داؤد و ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور نہ جائے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو چاہے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیا پانچ رکعتیں شفاعت کرے گی اونیکی نماز

اور اگر یہی ہاڑھیں تو ذلت ہو گئی دوسلے شیطان مردود کو اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سو ہے نہیں کچھ
یہ معلوم ہو کہ گو امتیاز کرے اور جسکو اخیر ناز کا جانے اوس جگہ بیٹھ جائے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین کھنیں یا چار کھنیں
بڑھیں ہیں اور کچھ اوسکے ذہن کہ معلوم نہ ہو کہ تین رکعت کو ایسے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھ **ف** تاکہ خدا خیر
ترک نہ دے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف کہ گفر یا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے جب سو کرے کوئی تم حرج سے نماز میں سو
نہاے کہ ایک پڑھیں یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پڑھ اگر نہ جاسے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پڑھ اگر نہ جاسے
کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں بنا کرے تین پڑھ سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام انفرج حکم کیا اوسکا تہذیب نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہوئے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کو اسے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدہ کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو جھٹ لیٹے اور پیر قبیلہ کی طرف کرے اور اشارے سے سر نماز پڑھے یا رکوع پر لیٹے کہ مومنہ قبیلہ کی طرف کرے اور چپ لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ بھی مستحضر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آٹکھ اور پلک اور دل سے اشارہ کرے **و** روایت کیا جات ہے سو اس مسلم کے عمران بن حصینؓ کہا کہ تمہی جھکنا اور پیر اور پچھلے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہہ کر سجدہ کرے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو ہلکے پر زیادہ کیا انسان نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چپ لیٹ کے نہیں تخلیف دینا ہوا کہ سجدہ کو مگر موافق سلامت اس کی کہ اور زمین پر کرے اشارہ کا لیکن حیثیت کے پڑھنے کو بالضرورت اشارہ بھی پڑھنے کا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدہ کے نہ کرے کیونکہ حدیث میں حدیث ہے کہ اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین کو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں لی لیکن روایت کیا ہزارے سند میں اور جو حق نے معرفت میں ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کی ایک مرض کی جو دیکھا اس کو کہ سجدہ کرنا ہی ٹھیکے پر جو پھینکے یا اپنے تہاں بوس مرض کی ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اور سہر او حضرت نے اس کو بھی پھینکے یا اور کہا کہ اگر قدرت رکھنا تو زمین پر پڑھ اور زمین کو اشارہ کرے پڑھ اور کر سجدہ کو زیادہ جھک کے رکوع سے کہا ہزارے زمین چپ نہ بن کر کہیں نہ دایت کیا اور اس کو فور سے مگر ابو بکر حنفی نے اور متابعت کی اس کی عبد الوہاب اور عطاء ثوری انتہی لیکن ابو بکر ثقہ ہی کا پیش خابن الامام اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آثار صحیحہ مروی ہوئیں ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ ابن عمر سے کہ عیادت کی ممانوں نے صفوان کی اور بابا او نو کہ سجدہ کر کے نہیں ٹھیکے پر سوئے کیا ان کو اور کہا کہ اشارہ کرے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ اصل اپنے عباد اپنے بھائی پر تو دیکھا ان کو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر چھین لیا ان سے اور رو کر یا اس کو اور کہا کہ اشارہ کر جان تک تیرا سر جو نیچے عیادت کیا عبد بن جهم سے کہا کہ پچھلے سے ابن عمر سے نماز مرض سے اور لکڑی کے کہا کہ زمین ٹھیک کر تا ہوں بن ٹکو ساتھ عیادت بنوں کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو کر نہ بیٹھ کے در حکوٹ لیکے اور روایت کیا عروکہ کہا انھوں نے کہ مرض اشارہ کرے عاصمنا و ثمالہ اپنے مومن کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ کہ اس باب میں روایت ہے ابو سعید اور لکے طواف کے ابی بن ابرہہ اور سعید بن اسیبہ اور حسن اور شریح اور ابن جبرین اور عامر اور عطاء و طاووس اور سہر و قس اور روایت کیا

انظر

سنن ابن مسعود

سنن ابن مسعود

واقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑے ہو کے تو اگر قدرت نہ کرے پڑھے چٹ اور دونوں پر کے
 طہن قبیل کے اور یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن بن عری کے **ص** لکھ کر جو اور سجدہ کر کے اویٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہے
 بیٹھ کے اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہے اور وہ شخص نماز کے
 اندر چھا ہو گیا نماز پھر سر سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا نماز میں کھڑے ہو کر قادی ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہو کر پڑھے اور سر سے نکلوا
 اور جو کشتی جاری ہے یا وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے اور جو بندھی ہے تو درست نہیں اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ
 یا بیہوش یا واجب ہو کہ نمازوں کو اوسدن کی قضا کرے اور اگر گھڑی پھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنون یا تو قضا کرے او
 امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک حالت ہی قضا لازم آوے گی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک ہی تو قضا ساقط ہوگی **ف**
 اور کہ صاحب پرہیزگاری کہ قیاس یہ ہے کہ جب کسی نماز کا وقت گزر جاوے بیہوشی میں تو وہ نماز اس سے ساقط ہوتی ہے اور پانچ نمازوں تک
 قضا کرنا پسہان ہے اور یہی مذہب ہر مالک و شافعی کا اور دلیل وہ ہے جو روایت کیا واقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
 تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کہ کیا کہ نہیں ہے یا وہ نماز کو
 قضا کرنا یا نہیں نماز کی جب کا وقت باقی ہو اور اوس میں ہوشیار ہو اچھو کہ اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسناد میں اوسکی عمر بن عبد اللہ
 بن سعد علی کہ کیا احمد نے کہا حدیث اوسکی موضوع میں اور کہا ابن مسعود نے نہیں ہے قضا اور نہیں ہے یا وہ نماز کا کذب کہا اوکو ابوہام
 وغیرہ اور کہا بخاری نے ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور دلیل بخاری یہ ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عن ابی حنیفۃ عن حماد
 بن ابی سلیمان عن ابی براء ایدم القحی عن ابن عمر انہ سئل فی الذی یعمی علیہ یوماً ولیلۃ قال یقضی
 یعنی کہا ابن عمر نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے یا دن یا رات قضا کرے اور روایت کیا عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیہوش ہو جائے عمر بن
 ایک مہینے سوئے قضا کی اوسکی جوفوت ہو اور روایت کیا ابراہیم بن جریر نے اس کتاب غریب الحدیث کے ثنا الحسن بن یونس
 ثنا زائد عن عبد اللہ عن نافع قال اعمی علی عبد اللہ بن عمر یوماً ولیلۃ فافات
 واکم یقضی ما فاتہ یعنی بیہوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جوفوت ہو واللہ اعلم

باب سجدہ تلاوت کے بیان میں

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرطوں سے دو کبیروں کے بیچ میں بغیر ماتمہ اور ٹھانے کے اور قشمد اور سلام کے
 اور سجدہ تلاوت میں جو نماز کے سجدہ میں پڑھتا ہے پڑھے اور چودہ آیتوں میں سے جو ان میں سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہے اور
 پہلی آیت سورہ اعراف کے اخیر کی دوسری سورہ مد کے تیسری سورہ غفل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچویں میر کی چھٹی پہلی آیت
 سجدہ کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَاذْكُرُوا اَنۡتُمۡ لَہٗ تَسۡجُدُوۡنَ بھی سجدہ کرے
ف اور ہر ایک سجدہ سجدہ اوس جگہ نہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہو کر گیا اسکو تفصیل سے شیخ ابن امام اور امام شافعی
 جو دلیل لائے ہیں حدیث عقب بن عامر کی کہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی سورت حج کی اس سبب کہ اوس میں سجدہ
 فرمایا کہ نماز اور جو اون دونوں سجدوں کو کرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہ ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکا قوی اور یہ
 اس سبب کہ اسناد میں اوسکی ابن ابیہ ضعیف ہے اور روایت کیا ابو داؤد و مسند میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھنے

عبداللہ بن مسعود

ابن مسعود

تفصیل دی گئی ہے اور سبب و مسجدوں کے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہے اور صحیح نہیں ہے اور اخراج کیا حاکم نے
 اور حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود اماموں میں سے ہے لیکن اخیر عمر میں اسکو اختلاط ہو گیا تھا اور میں کہتا ہوں کہ اگر یہ
 قول مسلم بھی ہو تو بھی محض حدیث کی وجہ سے ہو گیا کہ اس حدیث کے راوی قبل حالت اختلاط کے عبداللہ بن مسعود اور نہ حدیث ضعیف
 بہ صورت ہے اور اس باب میں ایک اور حدیث ہے کہ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ ابن نمیر سے انھوں نے عمرو بن لہیع سے
 کہا کہ پڑھانے والے حضرت علی بن ابی طالب نے پندرہ سجدہ قرآن میں اور بیس تین فصل میں ہیں اور سورہ حج میں دو سجدہ ہیں اور
 یہ بھی حدیث ضعیف ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ابن مسعود سے کہا کہ ابن القطن نے وہ مہجول ہے اور نہیں پوچھا جاتا
 حال اسکا **ص** شتاؤین فان کی انھوں نے ان میں سے ایک سجدہ میں تین سو ہیں میں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اس میں سجدہ
 اور دلیل اولیٰ یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد نے خطبہ پڑھا ہے ایک وزیر بنی علی علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ ص اور جب آج سجدہ
 اترے اور سجدہ کیا اور کیا ہے بھی ساتھ آپ کے اور پھر ایک اور بار آپ نے پڑھا **ص** کو تو جب مستعد ہوئے ہم واسطے سجدہ کے اور
 دیکھا آپ نے ہکو فرمایا کہ یہ تو یہ ایک نبی کی ہے اور لیکن میں نے تمکو مستعد سجدہ کے لیے جانا اور پھر اترے آپ اور سجدہ کیا تو اس سے
 معلوم ہوا کہ جب **ص** کا واجب نہیں اور دوسرے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم ابن عباس سے کہ کمال انھوں نے
 نہیں سجدہ **ص** ثلاثہ سجدوں میں سے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے **ص** میں اور فرماتے تھے سجدہ
 اسکا اور علیہ السلام نے توبہ کی ہے اور ہم سجدہ کرتے ہیں واسطے شکر کے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے ہم جو ثابت نہیں کرتے
 اور جو اسجدہ کا شکر کے لیے منافی ہے جو کہ نہیں غایۃ الامر یہ ہے کہ آپ سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام میں اور ہمارے
 حق میں ارشاد فرمایا جیسا کہ مقلد پوشیدہ نہیں ہو سکتا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن یعقوب بن المحرب تخریج کر رہے ہیں
 ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عن ابی حنیفہ عن سیمک بن حرب عن عیاض الاشعر عن ابی موسیٰ
 ان الشیء صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے **ص** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا **ص** میں اور یہ دلیل
 ہماری ہے اور روایت کیا امام احمد بن حنبلہ نے ابی سعید ایک حدیث اور ترمذی اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے **ص** میں نقل کیا اسکو شیخ ابن الہمام **ص** گیارہویں حصہ سجدہ میں بارہویں والی جمعہ
 تیرہویں والی شقت میں چودھویں اور آٹھویں اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودھویں سجدہ میں اگر **ص** میں ان کے نزدیک سجدہ
 اور حج میں دو سجدہ ہیں ان کے نزدیک اور **ص** سجدہ میں شافعی کے نزدیک جب ان کو کثرت آیا کہ تعبدون پڑھتے ہیں تو کہہ
 اور ہمارے نزدیک جب وہم لایسآمون پڑھتے ہیں سجدہ کرے **ف** اور بھی جانا چاہیے کہ تقدیم سجدہ کی جائز نہیں
 اور تاخیر جائز نہ ہو احتیاطاً اس میں ہے کہ وہم لایسآمون پڑھ کرے کہا ہے ابن مسعود کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے
 اور وہ قول ہے کہ نہیں بلا اور کہا شیخ ابن الہمام **و** ان ذلک قول عمر فقیر فیہ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہے لیکن اخراج کیا
 ابن ابی شیبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ وہ سجدہ کرتے تھے **ص** سجدہ میں نزدیک قول اللہ تعالیٰ لایسآمون کا اور زیادہ
 ایک روایت میں کہ انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہر نزدیک ان کو کثرت آیا کہ تعبدون کے سو کہا آپ نے بعد ہی کی گئی
ص ہمارا اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی سنتے تو سجدہ کرے اگر جاو سکا قصد سنتے کا نہ ہو **ف** کیونکہ ہمارے میں ہے کہ فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ او سپر ہو جو سنے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے او سکواور کہ شیخ ابن الہمام نے وصیۃ السجدۃ علی من سجدھا دفعۃ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب دینے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہی اور اخراج کیا ابن شیبہ نے منصف میں ابن عمر سے کہ سجدہ او سپر ہو جسے سنا او سکواور بخاری میں ہی تعلقا کہا عثمان نے کہ سجدہ او سپر ہو جسے اوکو اور اس جگہ کو اخراج کیا عبدالرزاق نے أخبرنا معمر بن الزہری عن ابن المسیب ان عثمان من یأتی فقرأ سجدة لیسجد معہ عثمان فقال عثمان انما السجود علی من استمع ثم مشی و لو یسجد لینی کہ حضرت عثمان ایک قصہ بیان پر جو بڑھی او سنے آیت سجدہ کی اگر سجدہ کریں حضرت عثمان ساتھ اس کے و خواہا حضرت عثمان نے کہ سجدہ او سپر ہو جسے پھر چلے گئے اور سجدہ کیا واللہ اعلم اور امام آیت سجدہ کی پڑھنے مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگر سجدہ نہ پڑھے اور اگر مقتدی نے پڑھی امام او مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا او اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلیٰ نے آیت سجدہ کی او سن سنی جو اس کے ساتھ نماز میں نہ کرے سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کو نہ ٹوٹے اور اگر کہیں باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی او سنا تو ایسی یا اور کعت میں امام کے ساتھ ابد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر اسی کعت میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو سجدہ نماز میں واجب ہو یا پڑھ کرے او سکواور سیکو اور اگر کہیں آیت باہر نماز کے پڑھی او قبل سجدہ کرنے کے نہ پڑھنے میں دخول ہوا او نماز میں پھر اسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ او سکواور کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کوئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھ کے سجدہ کیا او پھر پڑھا کیا اور اگر ایک کعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک کعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری کعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور امام محمد کے نزدیک دو سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی ہو گا مثلاً ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو مجلس میں ایک آیت اور جو لاہر جوتا تھا پڑھنے کے بعد میں مجلس اسکی بدل جاتی ہو و درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو مجلس بدل جائے گی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسیں مل گئیں تو سپر کی سجدہ واجب ہو گئے اور اگر پڑھنے والے کی مجلسیں ملین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی ہو تو سپر ایک سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دوسرے کلام کے شروع کرنے میں مجلس بدل جائے گی اور اس طرح ایک مکان سے دوسرے مکان میں اور کوئی گھر یا مسجد بن کر ایک مکان میں اور ایک درخت کی شاخیں کئی مکان میں ظاہر روایت اور نوادری روایت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کر پڑھا مجلس بدلے گی اور اگر کسی صورت کو طلاق کا اختیار دیا اوٹھنے سے کھڑے ہو جائے تو مجلس بدل جائے گی اور اگر کسی صورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو مکروہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور قیامت صورت سجدہ کو تو مکروہ یعنی روا نہیں یا ایک آیت اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور آیت سپر بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی سننے والا کو سجدہ بھی لازم آوے اور شاید وہ اس وقت بے وضو ہو

باب ساؤ کی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ تمیز بن یا تین بات کی راہ کا واسطہ پال سے ارادہ کرے اور شہر گھر وں سے نکل جاوے تو وہ ساؤ ہو اور واسطہ پال خشکی اور نلکی یا پتیاؤ کی ہو اور دیا میں جب ہوا موافق ہو اور پنا میں جو کچھ کہ پنا کو لائی ہو وہ اور میں میں تین بات ہمار

نزدیک مدت قصر کی ہو کیونکہ یہ بھی ایک غریب شخصوں میں سے ہے جس سے سحر موزے کا تین دن تین اس کا لڑکھائے فرما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سحر کرتے ہیں لیکن ان اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث پہلی جہت ہو اور امام شافعی کے نزدیک مدت قصر کی ایک رات ہو اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ عطار بن ابی رباح سے کہ کہا سینا بن عباس سے کیا قصر کو تین عورات تک کہا کہ نہیں قصر کو دفعہ تک کہا کہ قصر کو تین میں طائفہ تک اور عطار بن عباس سے کہا کہ کہا کہ ان اور یہ اڑتیس میل تھا اور اشار کیا انھوں نے ہاتھ سے اور دوسری روایت میں ہو کہ جو کہ خبر دی ہو کہ عطار بن عباس سے کہا کہ نہ قصر کو چھ دن سے بطن غذا تک اور قصر طرہ عطار اور جب کے آخر حدیث تک اور دلیل امام شافعی کی کوئی ہو کہ نہیں ملی اور روایت ہوائس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور نسیل اس کی فتح القدر میں ہو **ص** مسافر کے واسطے اگر سفر سے او سکونگاہ کا قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو یا آدھے چھپکے پہننے کی نیت نہ کرے کسی شہر میں یا کافون میں تب تک اس کے واسطے رخصت نہیں ہوتی اسی بات پر کہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے چھپنے سے کم پہننے کی نیت کی قیامت کی حدیث کی یعنی آدھے چھپنے پہننے کی دو جگہ میں کسی شہر میں داخل ہو اگر اس راہ پر کہ وہ ان مکمل یا پھر چون چلا جاو گیا اور اس میں او سکود چوکی تو ان صورتوں میں قصر کرے **ف** اگر چہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح سے گذر جاو کہ آج جاو گیا یا کل جاو گیا اور نیت پندرہ دن پہننے کی نہ کرے اور پندرہ دن رات قیامت کے پہن اور قیاس کیا او سکود فقہانے طہر پر کہ او کی بھی اقل مدت پندرہ دن میں اور یہی مافور ہوا بن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونوں سے ملتا ہوا ہے کہ انھوں نے اِذَا قَدِمْتَ بَلَدًا وَأَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِي نَفْسِكَ أَنْ تَقِيَّوْا خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَيْكَلَهُ فَأَحْلِلِ الصَّلَاةَ بِمَا وَدَّ أَنْ كُنْتَ لَا تَذْكُرِي مَتَى تَقْضِينَ فَأَقْضِي مَا يَدْرِي بِمَتَى تَقْضِينَ اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن پہننے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر کہ نہیں تو کہ جب جاو گیا وہاں سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ سے کہ ابن عمر سے جبہ جامع کرتے ہو اور قیامت پندرہ دن تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب اللہ میں ثنا ابوحنیفہ ثنا موسیٰ بن مسلم عن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب قال اِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَأَوْحَيْتُ نَفْسُكَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا فَأَحْلِلِ الصَّلَاةَ وَإِنْ كُنْتَ لَا تَذْكُرِي مَتَى تَقْضِينَ فَأَقْضِي مَا يَدْرِي بِمَتَى تَقْضِينَ اور وہی ابن جواد پر گذرے تمام ہو انھوں نے حج القدر کا ترجمہ کتاب پر کیا اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن اسید سے کہا کہ جب جمع کرے غلط کوئی شخص پندرہ دن کی قیامت پر تمام کرے نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب قیامت کو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا سفیان نے جب راہ کو کہ کوئی شخص کسی مقام پر پندرہ دن پہنے کا تو نماز کو تمام کرے جسے کہ راہ کو اور جب بخانہ کہ کب نخل گاہ پڑے دو رعتیں اگر چہ گذر جاوے ایک سال اور یہی قول ہو اور کایہ عبارت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہو **ص** اگر لشکر اسلام دار الحرب میں داخل ہو یا دار الحرب کے قلعہ کو گھیرے یا باغیوں کے تین دن والا اسلام میں شہر کے باہر گیا تو ان سب صورتوں میں اگر وہ سب قیامت کی مدت کی نیت کرے کہ گھر کو تمیز نہ کرے نماز کو قصر کرے اس واسطے کہ وہ تمیز نہیں ہونے میں قیامت کی نیت کرنے سے مگر بجاے لوگ اپنے خیموں میں اگر آدھے چھپنے کی قیامت کی نیت کرے کہ وہ تمیز ہو جاوے اس واسطے کہ نیت قیامت او کی باہر شہر کے درست ہو اور جو بنجاکہ ہو خیمہ نہیں او کی نیت قیامت کی جنگ میں مسجد نہیں اور اگر مسافر نے چاروں رعتیں پوری پڑھیں اور پہلے رعت میں چھپنا

تو فرض ہو سکا تاہم ہوا اگر گنہگار ہو اسلام کی تائید کرنے کے سبب اور اللہ تعالیٰ کا مقصد مقبول کرنے سے اور کوئی چیز زیادہ ہو
 پر عین میں وہ نفل ہو جاوے گی اور اگر پہلا قعدہ نہیں کیا تو نماز اسکی باطل ہو جاوے گی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہوا اور اگر مقیم نے
 امامت کی سفر کی نماز چار گانہ کی وقت میں تو مسافر چار گانہ اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت میں مقیم
 تاکہ اگر مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جائیں میں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہو کر نہیں جاتا ہوا اور اگر مسافر امام ہو سکے اور
 مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور سب یہ کہ مسافر کہ دیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں مقیم مسافر ہوں
ف ایک بار حضرت امام ابی یوسفؒ کو کھجور دن رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیکئے تو نماز پڑھی آپ نے رشید کے ساتھ تین
 یعنی قصر کیا اور سلام پیر کے یہ کہ تاکہ تمام کو نماز میں اپنی ای ایل تاکہ ہم مسافر ہیں تو کمال ایک شخص انہیں کہ نہیں یاد ہوں تیسرے میں
 اور حاکم زیادہ ہوں تیسرے کہ امام صاحب نے کہ اگر توفیق ہو جائے تو تمام نماز میں ایسا ہی ہو معراجہ میں **ص** اور اگر ایک شخص نے
 اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاوے گا اور دونوں وطن کے درمیان میں سفر کی ہو کہ
 خواہ ہو کہ وہاں تک کہ اگر وہ اس پہلے وطن اصلی میں داخل ہوا تو بغیر قیامت کی نیت کے مقیم نہ ہوگا اگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل
 ہوتا ہی یہ بیان تاکہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فی الفور داخل ہو ہی مقیم ہو جاوے گا اور لیکن وطن قیامت کا یعنی جہنم میں
 پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہی دوسری جگہ کے وطن قیامت کے مثلاً ایک شخص کا وطن قیامت کسی جگہ پر تھا پھر اس نے
 دوسری جگہ کو وطن قیامت کیا اگر وہ اون دنوں کے درمیان میں سفر کی نہیں ہو تو اس میں پہلی جگہ وطن قیامت نہ رہے گی تاکہ
 کہ اگر وطن قیامت میں داخل ہوا تو بغیر نیت قیامت کے مقیم نہ ہوگا اور اسی طرح سے اگر وطن قیامت پہلے اپنے وطن اصلی کی طرف ہوا تو
 وطن قیامت باقی نہ رہے گا اور وطن اصلی باطل نہ ہو کہتے ہیں جو اسکا اصل سکون ہو کہ اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو نہیں ملتے ہیں
 تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر کرے اور حضر کہتے ہیں قیامت کے

باب جمعہ کی نماز کے بیان میں

جمعہ کے فرض ہونے کی واسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے سبب درست ہونا یا سبب
 جمعہ واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہیں
 چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساگوں تاکہ کاسلامت ہونا اندھے پر واجب نہیں آنکھوں بانوں کاسلامت ہونا لنگڑے پر
 جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص سب جمعہ واجب نہیں حاضر ہو کہ اور جمعہ ادا کرے تو درست ہو طہر کا فرض ہو سکا ادا ہو جاوے گا اور
 جمعہ کے ادا کیواسطے بھی شرطیں ہیں پہلی ایک شہر ہو کہ خواہ شہر کا کنارہ **ف** جانا یا جہنم کہ جمعہ فرض ہو سکے اور کفار
 ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِذَا تَوَدَّى لَوْ أَنَّكُمْ تَخْتَلَفُونَ فِي الْحُجَّةِ فَاسْتَأْذِنُوا إِلَىٰ ذِي الْحُلَّةِ**
 یعنی جب پکار لیا تو کیا اسطے دن جمعہ کے تو دوڑ دو اسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **لَا تُخَلَّفُ**
حَقُّ رَجُلٍ عَلَىٰ رَجُلٍ فِي حُجَّةٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَبْدًا مَّكْلُوكًا أَوْ أَعْمًى أَوْ صَبِيًّا أَوْ كَاهِنًا یعنی جمعہ حق ہے ہر
 ہر مسلمان پر جماعت سے مگر جابر شخص پر غلام اور عورت اور لنگڑا اور بیمار پر روایت کیا کہ اسکو ابو داؤد نے طاریق بن شہاب سے روایت کیا
 محمد بن طاریق بن شہاب نے فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوا روایت نہیں کی اور یہ قبل کچھ کسی سمجھت کا قانع نہیں

کیونکہ صحابی اپنے میں فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہے کہ حدیث میں اس کا کوئی
مرحلہ خصوصاً جب صحابی کی ہجو کو توجہ ہو کہ ان کو وہی حدیث اور شرط شیعین کے ہی اور اخراج کیا یہی سنی کے طریق ہمارے تیسرے درجے
کفر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمع واجب ہو مگر اور بڑے اور غلام اور سافر کے اور روایت کیا اس کو طہرانی نے ظلم کر کے
اور ابومین نے زیادہ کیا عورت اور رضی کو اور مروی ہو اہل اجماع تیسری اور تھی اور کو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھوڑ
تین جیسے سستی مگر دیکھا اللہ اسکے دل پر روایت کیا اس کو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اس کو
ابن خزیمہ اور ابن جبرین نے صحیح میں اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے چھوڑے تین جیسے برابر لکھا جاوے گا سنا میں
روایت کیا اس کو طہرانی نے سچو کہ میں حدیث جابر جفی سے اور وہ ضعیف ہو لیکن اسکے واسطے بہت ثواب ہیں تو نہ ضرر کر دگی
تضعیف جابر کی تا غسل بھی دن جمع کے سنت ہو اور گذر بیان اس کا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی
رضی اللہ عنہ غسل دن جمع سے کہا کہ غسل دن جمع اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ میں
قرطبی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا نہ لانا ہی اللہ پر اور بچلے دن پر تو او سپر نماز جمعہ ہوں جسے کے
مگر عورت اور بڑے اور غلام اور مرضی پر اور فرمایا آنحضرت علی نے کہ زمین جمع ہو اور تشریق اور عید فطر اور نہی مگر مسجد جامع
یا بڑے شہر میں اور مثل اسکے مروی ہو حذیفہ سے اخراج کیا اس کا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اس کو ابونعیم نے
اور اسناد اس کا یہی حدیث شاکر بن حنیف عن منصور بن عکرمہ عن طلحہ بن سعد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن انس اور یہ
اسناد صحیح ہو اور وہ روایت کیا اس کو ابونعیم عن عباس بن کمال جمعہ جو پڑھا بعد جمعہ کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک قرآن میں یعنی
گافون میں کہ اسکے خلاف نہیں کہ یہ قرآن کا اطلاق عرب کے معنوں میں شہر پر ہوتا ہو اور شاید ہی اس کا کلام اللہ تعالیٰ کا ہو کہ
هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقُرَيْشِيِّ عَطِيئُو اور اس جگہ قرطین سے مراد کہ اور طائف ہو اور زمین شک ہو
اس بات میں کہ شہر ہو اور ہند میں اس حدیث کو رفع کیا ہو لیکن مروج نہیں ہائی گئی واللہ اعلم اس اور شہر کی تفسیر میں
اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس جابر اسیر اور قاضی ہو کہ کہ شرع کا حکم جاری کرے اور مدد کو قائم کرے اور بعضوں کے
زادیک شہر وہ جگہ ہے کہ حقیقت و تاج کو جمع ہو وہیں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں ساوین اور صاحب قایم اسی کو اختیار کیا ہو
اور شہر کا کنارہ وہ ہو جو مقام شہر کے متصل ہو کہ اور شہر کے فائدے کی واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے کی واسطے یا لشکر اور
کیواسطے یا مہر و فن کو رکھنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جسے کا بڑھنا حج کے معنی
ہو یا میں خلیفہ کی واسطے اور امیر حجاز کی واسطے درست ہو اور امیر مکه کی واسطے اور عرفات میں درست نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ
ہو یا اس کا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ طہرانی نے کہ وقت ہو کہ وقت یعنی قبل وقت شہر کے اور زوال آفتاب کے بعد درست نہیں کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بائل ہو جاوے آفتاب پڑے ساتھ آدھون کے جسے کو ایسا ہی ہو کہ میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے کہ
مصحب بن عمرو کہ جب بجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں کہ کو کہا کہ پھر جمعہ کو جب بائل ہو جاوے آفتاب اور جمعہ نماز میں
حضرت انس مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعہ کو جب بائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کیا کہ مسلم نے
سید بن ابی عسک سے کہ ہم جب پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کیا اور قطنی نے

نہی فرمایا کہ نماز جمعہ کو بچلے دن پر تو او سپر نماز جمعہ ہوں جسے کے
قرطبی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا نہ لانا ہی اللہ پر اور بچلے دن پر تو او سپر نماز جمعہ ہوں جسے کے
نہی فرمایا کہ نماز جمعہ کو بچلے دن پر تو او سپر نماز جمعہ ہوں جسے کے

صورت میں قول الودو کا تو تفصیل اسکی فتح القدر میں ہے **ص** اور جب پہلی اذان ہو تو تکبیر کا غریہ مانجھا چھوڑ دینا *
ف اور جسے کی طرف متوجہ ہوں ہو اسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسعوا لى ذىکر اللہ و ذکرہ والبیع و بیعی و ذکرہ
یاد اللہ اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اٹھے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہو **ف** کیونکہ فرمایا
حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے جب خطبہ امام قریب نماز ہو سکے کلام اور رفع اسکا غریب ہو اور معروف ہو کہ یہ کلام نہ ہری کا ہری کا
اسکو مالک نے سوطا میں کہا کہ خلفاء امام کا منع کرنا ہی نماز کو اور کلام اسکا منع کرنا ہی کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معتق
حاکم سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر کو یہ کہتے تھے نماز اور کلام کو بعد خطبہ امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے ثناء عباد
بن العوام عن یحییٰ بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن ابی مالک القریظی قال اذ نکلت عمر
وعثمان فکانا لولمنا اذا خرج یوم الجمعة ترکنا الصلوة والکلام یعنی پایا بیٹھے عرو عثمان کو کہ جب نکلتا
امام دن جسے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی سے اسے ماندا اسکا اور بھی روایت کی عمرو کا کہ جب بیٹھے
امام منبر پر تو نہیں ہی نماز اور کماز ہری کو جو شخص آئے دن جسے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے اور اخراج کیا
علی سے ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے جب خطبہ کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہو سونگو کیا تو اور چھوڑ
کیا اسکا بعض لوگوں کو آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تو نماز و فلا نے کہا نہیں کہا کہ
پڑھ دو کہ تین یا پھر کو کہ دوسری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو کہ تین اور باز یہ ہے آپ خطبہ سے یہاں تک کہ فارغ ہو
یہ شخص نماز اخراج کیا اسکا دار قطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اسکا عبید بن محمد عبد شمس اور وہ کہ آیا او میں پھر نکالا دار قطنی
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور او میں یہ کہ استعار کیا آپ نے اسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حبش
تو اس کے مقتضی پر عمل ضروری پھر اسناد او سکا زیادت ہو جبکہ ماقبل کے معارض ہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں ہے کہ
اسکا مخالف مذکور ہو اور زیادت ثعلبی مقبول ہے اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ مقبول کیجا کہ زیادت علم کی اس
حدیث میں واللہ اعلم **ص** جب تک کہ تمام کہنے خطبہ کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کی ہوا کو دوسری بار امام
آگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جامع نے سو سلم کے سائب بن یزید
کہا کہ تھی اذان دن جسے کے اول اس کے جب امام ہم بیٹھا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر اور عمر کے سوجب
خلافت ہوئی عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں یہ کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھنٹہ کہ نام او سکا زواتھا
بازار میں اور بعض ملے تو ان میں یہ کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے قیسری اذان اور قیسری اذان اس سے ہے کہ ایک فاقہ کو بھی اذان
شمار کیا جو جیسا کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے یہی کل اذانین صلوة یعنی درسیان و نون اذانوں کے نماز ہو جیسی
ایک اذان اور ایک فاقہ ہے تو دفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو دار کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد نماز تو سنتیں کہ وقت ہو تین کیونکہ یہ اذان حضرت کے وقت میں تھی اور وہ جو جوابے یا اسکا
بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ حالت ہو کیونکہ اذان متصل ہوتی ہے خطبہ کے بلا فصلی سے اور جابر روایت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلے ہوں اور سنتین پڑھتے ہوں اور پھر اذان کے خطبہ شروع ہوا ہو کیونکہ اوپر ہم اذان کا بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آٹھ بجے دو رکعتیں اور کھتے تھے کہ یہ دو ساعت ہو کہ کھوئے جاتے ہیں اور میں ہر دو کو آسمان کے زمین پر اتار ہوں کہ چڑھے میری جانب ہو سو قہر میں کوئی عمل نیک **ص** اور لوگ امام کی طرف موزنہ کر کے خطبہ سنتیں اور امام باہرارت کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور اونٹوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھے **ف** کیونکہ انا ابن ابی شیبہ مصنف من ثنا الحارثی عن حجاج عن الحکم عن حمق عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُخْطِبُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جمعہ کے کھڑے ہو کر پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے **ص** اور جب خطبہ تمام ہو جائے تب اقامت کی جاؤ اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھاوے **ف** جانا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن سمیرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کا قصہ کرتے اور نماز کا بھی قصہ کرتے اور کہا حضرت عبداللہ بن مسعود کہ قصہ خطبہ کا او طول نماز کا مخبر ہیں فقط سے اور شخص جس کے اور عار سے مروی ہو کہ منع کیا کہ لوگوں کو کہیں خطبہ کو مضعف نہ لائی میں ہر اور بہت ذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طول کرتے ہیں خطبہ کا اور نماز میں کہ نہیں اور یہ علامت قیامت میں سے اپنے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہو کہ دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھا تو دو نماز گنتے ہیں بدعت ہی اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے جو لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کے بکارتے ہیں بدعت ہی اور ہرگز جائز نہیں اور جمعہ کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جو جمعہ کو عید فرمایا فقط

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور سواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو لے اور اپنا اچھا پہناوے لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصاً جب کہ کھانا میٹھا ہو مستحب ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلے تھے واسطے نماز عید کے یہاں تک کہ کھالیتے تھے کچھ خرے اور کھاتے تھے اور کو طاق اور لیکن سواک کرنا سوسا سطلے کہ ہر قوم اور نماز کے وقت سنت ہے اور لیکن غسل کرنا سوبیان اسکا غسل کے باب میں گذر اور لیکن خوشبو ملنا تو اس واسطے کہ یہ دن خوشی کا ہے اور اجتماع کا اور جب کہ جمعہ میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولیٰ مستحب ہو گا اور اچھا کپڑا پہننے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبر صوبے تھا یا کسی اور کپڑے سے اور یہ حدیث ہے کہ میں ہر اور روایت کیا یہی نے مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخرج کیا طبرانی نے واسطہ میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک سرخ اور جوڑا سرخ اسے عبارت ہے کہ میں میں ایک کپڑا ہوتا ہی او میں خط ہوتے ہیں سرخ اور سبز **ص** اور صدقہ فطر کا ادا کرے **ف** اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آویگا **ص** اور مسجد کی طرف تکبیر آہستہ آہستہ کرتا ہوا جاوے **ف** خلاف تکبیر میں ہر عید فطر میں اصل تکبیر میں کیونکہ وہ عموم ذکر خدا میں داخل ہے تو نزدیک صاحبین کے ہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اور امام کے نزدیک ہر کرے اور ایک روایت میں اون سے ہر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ ہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے عید کے اور مخالف ہے اللہ تعالیٰ کے قول کے وَاذْكُرْ ذِكْرًا لِّفِيْهِ نَفْسُكَ تَضَرَّعًا وَخُفْيَةً وَقَدْ اَنْجَحْتُمُ مِنَ الْفَعَالِ یعنی یاد رکھو

عاجزی سے اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہر کوئی کہ عَوْنِ اَحْمَدٌ وَلَا خَائِفًا یعنی نہیں بچا رہے ہوں اور نہ غائب کو
یعنی اللہ تعالیٰ سننا جانتا موجود ہے اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
فطر میں جب بچنے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب بدلتے تھے بیچ کو دن عید فطر
اور دن عید قربان بھر کرتے تھے ساتھ کبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا بیٹھی نہ صبح ہو وقت اوسکا ابن عمر راوی ہر
فعل صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہو گلا **ص** اور عید کی نماز کے پہلے نفل پڑھنے **ف** اور اکثر مشائخ
اسکو مروی ہے اور بھی روایت ہے صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید تو نہ نماز پڑھی بلکہ
اور نہ بعد اوسکا اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یغنی معمول ہے اس بات پر عید گاہ
میں ہوا عید کے اوکچہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن عباسؓ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
سو جب آئے اپنے گھر میں پڑھتے تھے دو تین **ص** اور جو شرطیں کہ جمع کے واسطے ہیں ہی شرطیں عید کی واسطے بھی ہیں
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق میں اگر خطبہ عیدین میں سنت ہو اور نماز عید کی واجب ہو اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے
اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ عید کی نماز سنت ہے یا رکعتوں کی نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا کہ عید میں رکعتیں
جمع ہیں تو اول سنت ہو اور ثانی فرض ہو اور اسکا جواب ہوا کہ عید کی سنت ہے اور یہی حدیث ہے جب انکنا ثابت ہوا ہو **ف**
اور وجہ وجوب کی یہ کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیع اور وجہ سنت ہوئی کہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث اعرابی میں فرمایا جو وقت اوسنے چھوڑا کہ کیا مجھ پر لازم ہے سو ان پانچ نمازوں کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ نفل پڑھتے اور کہا
مساجد پر کہ صحیح وجوب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر مشائخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوا ہے
اسی طرح وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوا ہے ہر صورت قائل ہوا ساتھ وجوب نماز عید اور سنت خطبہ عید کے جمع ہوا مرجع
ص اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک یا دو انگلی کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ نواں ہو
آفتاب کا ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا سو افق ایک پہر
یا دو پہر کے اور سنن البودادہ اور ابن ماجہ میں ہے زید بن حبیہ کہ اگلے عبد اللہ بن مسعود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ دیوے کو دن عید فطر یا عید اضحی کے سو بڑا کہا انھوں نے امام کہ کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جائے تھے ہم اب تک نماز
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا کہ آئے کچھ سوا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گاہی بیٹھے
کہ انھوں نے کچھ چاند کو کل تو اپنے حکم کیا گوئی کہ انظار کریں اور جب جمع ہو جاوےں طرف عید گاہ کا وہاں کیا کیا روایت ابن
میں اور دارقطنی میں کہ وہ سور آئے تھے آخر دن میں اور جمع کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی نے خلا میں
اور روایت کیا طحاوی نے **ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَلَاحٍ ثَنَا شَيْخُ بَرِّ بْنِ شَيْخٍ عَنْ أَبِي بَرٍّ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي بَرٍّ عَنْ أَبِي عَمْرٍَا**
بَنُو آسَمِ بْنِ مَالِكٍ أَخْبَرَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ مَعِينٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَى الْوَالِدِ خِزْفِي عَلَى النَّاسِ فِي إِخْرَافِ الْبَقَرِ شَهْرٍ
رَضَّانَ فِي رَمَضَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْحَى إِسْمَاكَ فَشَهِدَ إِعْنَادَ سَوَاقِ الْوَعْدِ الْوَعْدِ

بَعْدَ وَالشَّمْسِ انْقَرَأَ اَوَّلَ الْاَلِفِ الْاَلِفِ الْمَاضِيَةِ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّائِيَةَ
 بِالْفُطْرِ فَانْقَطَعَ اِيَّانَ السَّاعَةِ وَحُجْرَتُكُمْ مِنَ الْغَدَا فَصَلُّوا الْعِيدَ لَعَنَ تَحْقِيقُ كَيْفَ يَنْبَغِي
 لوگوں پر خبر دے کہ عیدین میں نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو انھوں نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ہمیں یہ کہ لوگ کہ انھوں نے دیکھا یا نہ دیکھا شب گذشتہ میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا اور کھانا عیدین
 روزہ کی وقت اور کھانے آپ ساتھ اپنے دوسرے روزہ صبح کے وقت اور پھر بھی ساتھ اپنے عید کی نماز **خاص** اور امام مقتدیوں کے
 ساتھ دو رکعت پڑھا اس طرح کہ پہلے کبیر تحریر کیے اور پھر ثلث پڑھے بعد اس کے تین کبیر پڑھے فاتحہ اور سورت پڑھے
 تب لوگ کرتے کبیر کھانا ہوا اور دوسری رکعت میں پہلے قرآن پڑھا شروع کرے اور بعد قرائت تین کبیر پڑھے اور پھر ایک کبیر
 اور کبیر کو ح میں جاوے اور پھر کبیر میں جو زیادہ ہیں ان میں فاتحہ اور ثلث پڑھے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ان میں احکام فطر کے
 بتائے **ف** جانا چاہیے کہ کبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور احادیث میں مختلف آئینہ وارد ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اور اس سے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبیر گنتے عیدین میں سات اہل کثرت میں اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرائت کے سوا دیکھتے
 کبیر کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ کفر کیا ساتھ اوس کے ابن ابی شیبہ اور
 تحقیق کہ ہند تھا کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کلاس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور طریق ابو
 خاسم بن یحییٰ ضعیف ہیں اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کبیر عید فطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قرات دونوں کثرتوں میں بعد اس کے ہر زیادہ کیا اور فطری
 اور پانچ دوسری رکعت میں ہوا کبیر نماز کے کما ترمذی نے عل میں کہ پوچھا میں نے جانتی اس حدیث کو کہا کہ وہ صحیح
 اور اخراج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیرین حدیث کے انھوں نے اپنے باپ عبداللہ کے انھوں نے اپنے دادا عوف بن زری سے کہہ سنا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کبیر گنتے عیدین میں اول رکعت میں سات قبل قرائت کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرائت کے کما ترمذی نے یہ حدیث سن لی
 اور وہ اچھی ہے سب بیہوش میں جو مروی ہیں اس باب میں اور کما ترمذی نے کبیر گنتے میں کہ پوچھا میں نے جانتی اس حدیث کو کہا کہ انبیاء
 اس باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اور اس سے اندر کرنا ہونین اور مروی ہوئیں چند حدیثیں ہونے لگے کہ وہ اوفی میں ان حدیثوں کی اور
 سنن ابو داؤد میں ہے جو معارض اس کی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص ابو موسیٰ اشعرجی اور ضعیف بن ابی اسحاق کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کبیر گنتے تھے انھی اور عید فطر میں سو کہا ابو موسیٰ کہ تھے کبیر گنتے چار مثل کبیر چار کے سو کہا ضعیف نے سچ کہا پھر کہا
 ابو موسیٰ کی ایسا ہی کبیر گنتا تھا میں کبیر میں اخیر حدیث نکا اور سکوت کیا اوس کے ابو داؤد نے پھر ترمذی نے اپنی مختصر میں یہ حدیث روایت
 برابر دو حدیثوں کے کہ کبیر نہ تصدیق کی اوس کی حدیث تو گویا انھوں نے بھی روایت کیا اوسکو اور سکوت ابو داؤد اور ترمذی کا صحیح
 واسطے اوس حدیث کے اور ضعیف کیا ابن ابی شیبہ نے اوسکو بسبب تنسیف عبدالرحمن بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکو ابن حبان ابو
 امام احمد حاکم ابن ماجہ صاحب متبع کے ابنی کتاب میں کہ ترمذی کی اوس کی بہت لوگوں نے کہا ابن حبان نے نہیں مرجع ہوتا تھا اوس کے
 لیکن ہنا میں اوس کی ابو عیسیٰ کہ ابن ابی اسحاق نے نہیں جانتا ہوں میں حال اوسکا کہ کہا میں نے نہیں جھول چکا ہوں اگر مسلم تو بھی نہ

ابن ماجہ

بخاری

کہ فرمایا آپ جب آؤ خواجگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ دہنی کروٹ پر اور کہہ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِمَنْعَتِکَ
 لِیَاکَ اَخْرَجَکَ یَمَانِ نَمَّ کَمَا اَکْرَمَ جَاوِیْکَا تَوَمَّکَا مَوَاقِفَ شَرْحَہ کے اور لیکن دہنی کروٹ پر لیٹنا اور نو نہ قبلہ کی طرف بھی کرنا
 سو بعض لوگ حجت پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت فاطمہ نے وقت موت کے
 مونہ قبلہ کی طرف کیا تھا اور بت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہے اور اس واسطے نہیں کرنا
 اوسکو ابن ابی نعیم نے محقق کے باب میں کتاب الجنازہ سے سوال کیا ان کے برابر ہم بھی سے کہ مونہ کسے میت طرف قبلہ کے اور چھلکے بھی
 ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اونسے کہ پورا دہنی کروٹ کے اور میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ ترک کیا ہوا اوسکو مرد سے اور مکمل شہادت کھایا جائے
 اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم دونوں کو شہادت اس بات کی کہ زمین پر کوئی عبود سوال کرے روایت کیا اوسکو
 جامع نے سوال کیا کہ ایسا ہی مروی ہے حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کیا مسلم نے مانند اوس کے **ص** اور جب چاہو کتاب کی
 داڑھی باندھو اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو لگ کر رکھے اور اوسکا تخت اور کفن پسے اور بلنسے کا شہا طاق ہو دے
ف اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے اللہ تو ترہو یعنی طاق ہو اور دوست رکھتا ہے طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے
 اورنگ کیا جاوے اور عورت اوسکی چھپالی سجاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کٹی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور اوس مرد کے اوپر وہ
 پانی جاری کرے جسکو میر کی بیٹی یا شہناں گمانس ڈال کے جوش کیا ہو کہ ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھو **ف**
 اور وارد ہوئی ہے بعض مضمون میں حدیث روایت کیا اوسکو حکم نے مستدرک میں اور ایک روایت میں ہے کہ لے غُسلُوْهُ بِمَاءٍ کَرِیْمٍ
 یعنی غسل دو اوسکو ساتھ پانی اور میر کی بیٹی کے **ص** اور اوسکا سانس داڑھی گل خیر سے دھو کہ بعد اوسکے مرد کو بائیں
 کروٹ لٹکے غسل دیکو اس قدر کہ جو بدن تنہی سے لٹا ہو کہ اوسکو پانی پونچھے پھر دہنی کروٹ لٹاؤ اور اسی طرح غسل دیکو
ف اس واسطے کہ شروع کرنا دہنی سے مستحب ہے **ص** اور پہلے بائیں کروٹ لٹانا اس واسطے کہ کما کہ حسین ابنی نے
 سے غسل شروع ہو کہ پھر اوسکو ٹیک کے بچھاؤ اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ غلے اوسکو دھو کہ اور لے نہ دھو کہ
 تب بعد اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون تریشے اور بال میں لنگھی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کسے
ف کیونکہ کما حضرت عائشہ نے جب کچھ ایک عورت کو کہ کھینچ جاتے ہیں بال اوسکی پیشانی کے یعنی لنگھی کی جاتی ہے کہ کیون
 کھینچتے ہوں پیشانی اوسکی کو یعنی لنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہوا و مرد کو حاجت زینت کی زمین اخراج کیا اسکا عبد الزراق نے
 سفیان ثوری نے انھوں نے حماد بن اسحاق نے ابراہیم بن اسحاق نے حضرت عائشہ سے روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے
 ابراہیم سے اور روایت کیا ابراہیم بن عوف نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں **شَاہِدُہُمْ شَاہِدُہُمْ** عَنْ اَبْنِ اَیْہِمُ عَنْ
 عَائِشَۃَ اَنَّہَا سَوَّلَتْ عَنْ الْمِیْتِ یُسْرَہُ رَاسُہُ فَقَالَ لَہُ یعنی پونچھی گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرد سے
 کہ لنگھی کیا جاوے کتاب انھوں نے وہ قول **ص** اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجد کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی
 اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر **ف** اور کافور لگانا ساجد پر حدیث سے ثابت ہے **ص**
 سنت کفن کی مرد کو واسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہے اور لفافہ کہتے ہیں اوس چادر کو جو سب کپڑوں کے اوپر لپیٹی جاتی ہے اور
 متاخرین نے عامی بھی باندھنا سنت رکھا ہے اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کنایت ہے **ف** اور کفن سنت کی حجت

فصل در بیان
 غسل و کفن و تدفین
 و در بیان غسل و کفن و تدفین
 و در بیان غسل و کفن و تدفین

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گئے نبی کبرون میں سپید تھے محول کے اور محول نام ایک مقام کا ہے ملک میں گریہ کرے
 اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو اصحاب صحابہ نے حضرت عائشہ سے لیکن اوس حدیث میں یہ بھی مذکور
 کہ تھا اون کبرون میں تھا اور نہ عامر تو اگر یہ کہا جاوے کہ اگر تہ اسے خارج ہو اور وہ بھی کفن میں لازم ہو جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار
 کبرون میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہے کیونکہ بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشۃ فی کہ کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالک فی ثلثۃ انا ابی قیس و لاد اذ و لفاۃ یعنی پوچھا حضرت ابو بکر نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ کتنے کبرون میں کفن دیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کبرون میں کرتا اور زرار اور لفاۃ اور
 یضعیف ہے بسبب ماصح بن عبد اللہ کو فی کے اور ضعیف کیا اسکو سنائی ہے اور اگر ہو کہ اون لوگوں میں سے جنکی حدیث کچھ جانی
 تو بھی حدیث حضرت عائشہ کی معارض ہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام سہارک ابو حنیفہ سے عن محمد بن ابی سلیمان
 عن ابراہیم التیمی ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلاثۃ ثمانیۃ و قیس یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنے گئے ایک جو کبرون میں اور کتے میں مرسل ہے اور سب اگر جہاں نزدیک حجت ہو لیکن مقدم اوسکی حدیث حضرت
 پر کس طرح سے ہوگی مانا کر یہ کہا جاوے کہ حدیث قیس کی موی جو نہ طریقوں تو معارض ہوگی حدیث حضرت عائشہ کے اور ان
 طریقوں میں دو طریقے بیان کیے اور سب طریقہ وہ ہے جو روایت کیا عبدالرزاق نے حسن احمدی مرسل اور چھ طریقہ وہ ہے جو روایت
 کیا ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کفن دیتے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کبرون میں اوس کرتے ہیں جس میں انتقال کیا
 اور ایک جو کہ عراقی میں اور بحرین ایک شہر کا ہے یہ ضعیف ہے بسبب زید بن ابی رباح اوس کے لیکن ترجیح شاید اس طرح
 ہو کہ کفن کے مرد عورت سے زیادہ جانتے ہیں ورنہ میں تمام میں شک ہو کہ کبرون میں ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیتے گئے اوس
 قیس میں جس میں انتقال کیا پھر اوپر اس طرح سے کفن کیا یا جاوے گا واللہ اعلم بہ و حدیثی جو اسے عرب عرفین و کبرون کا نام
 ازار اور جاوے اور ہمارے نزدیک عامہ نہیں لیکن اچھا یا نا اسکو بعض لوگوں نے کیونکہ وہی زبان عربی سے کہ وہ عامر باندھتے تھے
 مرنے کا اور استحکام کفن میں یہ کہ سفید ہو کہ مر دیکھا اسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
 حالت حیات میں اوسکو درست تھا اور جاوے کہ قریب بلوغ کے ہو کہ اور اسی طرح ترک کی بھی حکم بالغ و بالغہ میں ہے اور وہ کبر
 کفایت میں کہ چونکہ کہا حضرت ابو بکر نے کہ نظر کر دیکھو کبرون میں سو وہ جاوے کہ اور کفن دو مجھوا و سین کیونکہ زندہ سے کوزیادہ احتیاج
 نئے کپڑے کی طرف متوجہ ہے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں اس میں کفایت ہو کہ کبرون زینت لباس اور جیب امور دنیاوی کی
 تاجیات ہو اور جب حیات فی قصہ انفکاک کیا تو اس وقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہو اور روایت کیا عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے کہ کہا ابو بکر نے اپنے دونوں کبرون میں جینے کا پہنے تھے کہ وہواؤ کو اور کفن دو مجھواؤ میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا
 نہ خرید کر میں ہم تمہارے واسطے نیا کپڑا کیا کہ نہیں زندہ زیادہ محتاج ہے طرف نئے کپڑے کے کہ مرے سے اور صحیح بخاری میں مروی ہے
 ابو بکر سے خلاف اوسکے معارض ہے اس کے جو کہ کیا ہے نصف عبدالرزاق سے اور سند عبدالرزاق کی کچھ کم نہیں سند بخاری سے
 بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہے اور سند اوکی یہ ہونا متمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالک الخوص اور
 عورت کی واسطے یہاں ازار اور دھنی اور لفاۃ اور سینہ بند جس سے اس کے پستان باغہ جاوے سنت ہے اور اس کے واسطے

صحیح بخاری

صحیح بخاری

اور لڑو غاف اور دانی بھی گناہت ہوتی اور کفن سنت کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو
 جنہوں نے اونکی بیوی کو کفن دیا تھا بائیس کبیر صلاوات تھے ایسا ہی ہوتا ہے کہ میں بیان کیا اسکو ام علیہ نے اور جنہوں نے کہا کہ
 کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن کا لغت ہر کہا اوستہ کہ تم میں ان دونوں میں جنہوں نے کفن دیا تھا کم کثوم یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول چورہ اسکو لڑا تھی پھر پراہن پھر دہنی پھر جادر پھر لکڑی رکبہ اور باگی
 روایت کیا اسکو ابوہریرہ اور حسن کہا اسکو نو دہنی اور کما سندہی کم کثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور عارض ہوا اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کثوم نے
 سندوفین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ جو کسو غسل دیا تھا ام علیہ
 او ایک سندوفی وجود موجود لالت کنی جو مضبوط قول مندی کے وہ جو روایت کیا ابن ابیہ نے بسند صحیح ام علیہ سے کہ کہ
 داخل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے تھے اونکی بیوی ام کثوم کو سو فرمایا آپ نے غسل دے اور کو تین
 بائیس بار ساتھ بانی ادبیری کی بیٹی اور اخیرا زمین کا فور کرین موجب فراغت ہو جاوین خبر میں جو کسو موجب فارغ ہوئے ہم خبر دی
 جئے آپ کو تو جیسکی طرف تھاکہ ایک لڑا اور کہا کہ پنہا دو یہ اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدر میں صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تباہ کیے اور لڑا تیرہ سو کچھ اور پھر پٹنگا لڑا پر کے اور لڑا کو پہلے بائیس سے لپیٹے تباہی طرف سے لپیٹے نب بعد اوس کے افا دم بھی
 اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیرا میں چاویں اور اوس کے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پیرا میں اور کچھ لپیٹے
 تباہ اوس کے اوپر دانی اور اوس کے اوپر لٹا لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جائیگا اور ہو تو اسکو باندھ دیو **وف** اور
 کفن گناہت ہے بھی کہ کرنا مکروہ ہر گرفت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ صاحب بن الارث کہا کہ چھ
 منہ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تو بعضے انہیں سے ایسے ہو جنہوں نے کچھ اجلا اور
 گذر گئے انہیں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چور گئے ایک چادر تو ہم جب چاہتے تھے سراو نکال جائے
 تھے پڑ گئے اور جب پیر کو بند کرنے کے کھل جاتا تھا سراو نکال تو کم کہا کہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چپاؤ سراو نکال اور کو تین
 گناں اور آخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بہت ہی کہ میں **و** کفن التبت ثلثا یعنی
 خوشبو و کفن کو دو کے تین بار اور کہا گیا کہ سند اوسکی صحیح ہے اور بعد اوسکا و سپر نماز پڑھیں کیونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازہ
 کی فرض گناہ ہے یعنی اگر بعض پچھلین سب کے فی سے ساقط ہوگی اور اگر کسی نے پڑھی تو سب گناہ ہونگے **ف** تو
 جگہ پر وہ تین ثابت کرنا ضرور ہیں ایک سیکہ نماز فرض ہے دوسری یہ کہ فرض گناہ ہے تو دلیل فرضیت کی یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ یعنی پڑھ نماز او پر کیونکہ نماز تمہاری ہی محمدا آرام ہے اوکے واسطے اور دلیل دوسری
 یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سر پر خود نماز نہیں پڑھی اوکھا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں
 نہ ترک کرتے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو تو نماز غائب پر درست نہیں
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت اسکا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیوں کی

میں جو کسو کفن دیا تھا بائیس کبیر صلاوات تھے
 ایسا ہی ہوتا ہے کہ میں بیان کیا اسکو ام علیہ نے
 اور جنہوں نے کہا کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن کا لغت ہر کہا اوستہ کہ تم میں ان دونوں میں جنہوں نے کفن دیا تھا کم کثوم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول چورہ اسکو لڑا تھی پھر پراہن پھر دہنی پھر جادر پھر لکڑی رکبہ اور باگی روایت کیا اسکو ابوہریرہ اور حسن کہا اسکو نو دہنی اور کما سندہی کم کثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غائب تھے یعنی اوس جگہ تھے اور عارض ہوا اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کثوم نے سندوفین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور کہا کہ وہ جو کسو غسل دیا تھا ام علیہ او ایک سندوفی وجود موجود لالت کنی جو مضبوط قول مندی کے وہ جو روایت کیا ابن ابیہ نے بسند صحیح ام علیہ سے کہ کہ داخل ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے تھے اونکی بیوی ام کثوم کو سو فرمایا آپ نے غسل دے اور کو تین بائیس بار ساتھ بانی ادبیری کی بیٹی اور اخیرا زمین کا فور کرین موجب فراغت ہو جاوین خبر میں جو کسو موجب فارغ ہوئے ہم خبر دی جئے آپ کو تو جیسکی طرف تھاکہ ایک لڑا اور کہا کہ پنہا دو یہ اسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدر میں صلی اللہ علیہ وسلم نے تباہ کیے اور لڑا تیرہ سو کچھ اور پھر پٹنگا لڑا پر کے اور لڑا کو پہلے بائیس سے لپیٹے تباہی طرف سے لپیٹے نب بعد اوس کے افا دم بھی اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیرا میں چاویں اور اوس کے سر کے بال کو دو حصہ کر کے اوسکی چھاتی پر پیرا میں اور کچھ لپیٹے تباہ اوس کے اوپر دانی اور اوس کے اوپر لٹا لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جائیگا اور ہو تو اسکو باندھ دیو **وف** اور کفن گناہت ہے بھی کہ کرنا مکروہ ہر گرفت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ صاحب بن الارث کہا کہ چھ منہ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تو بعضے انہیں سے ایسے ہو جنہوں نے کچھ اجلا اور گذر گئے انہیں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چور گئے ایک چادر تو ہم جب چاہتے تھے سراو نکال جائے تھے پڑ گئے اور جب پیر کو بند کرنے کے کھل جاتا تھا سراو نکال تو کم کہا کہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چپاؤ سراو نکال اور کو تین گناں اور آخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاو طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بہت ہی کہ میں **و** کفن التبت ثلثا یعنی خوشبو و کفن کو دو کے تین بار اور کہا گیا کہ سند اوسکی صحیح ہے اور بعد اوسکا و سپر نماز پڑھیں کیونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازہ کی فرض گناہ ہے یعنی اگر بعض پچھلین سب کے فی سے ساقط ہوگی اور اگر کسی نے پڑھی تو سب گناہ ہونگے **ف** تو جگہ پر وہ تین ثابت کرنا ضرور ہیں ایک سیکہ نماز فرض ہے دوسری یہ کہ فرض گناہ ہے تو دلیل فرضیت کی یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ** یعنی پڑھ نماز او پر کیونکہ نماز تمہاری ہی محمدا آرام ہے اوکے واسطے اور دلیل دوسری یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سر پر خود نماز نہیں پڑھی اوکھا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض میں نہ ترک کرتے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہو تو نماز غائب پر درست نہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت اسکا آپ کے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیوں کی

مسند میں ابن عمر سے مثل روایت ابن عباس کلموز یاد کیا کچھ اور بخلا حازمی نے کتاب التناسخ والنسخ میں ابن عباس سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ کہتے تھے اہل بدر پر سات کبیرین اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کے چھ بھی تھی اور کوا اپنے
کبیرین کبیرین تھیں اور میں ہاں یہاں تک کہ کلمہ دیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالحد ثابت ہوا کہ صحیح جائز کبیرین میں اور
ایسا ہی بیان کیا اور کوا شائع غلام نے **وَاللّٰهُ شَهِيدٌ اَعْلَمُ وَحْدَهُ** استواء شروع کرنا ساتھ درود اور ثناء کے سنت
وہا کی ہی روایت کیا ابو داود اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہا کہ سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کو کہہ مارا تاہی اور نہیں دے دیا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثناء کی اللہ تعالیٰ پر سو کہہ جلدی کی اس شخص نے
تو بلایا اور کوا کہہ جبے مارے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثناء کے پھر درود بھیجے ہی صلی اللہ علیہ وسلم
پھر مارے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اور کوا ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں **ص** اور جو شخص
کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوس میں نور یا مان ہو تو کوا ہونا
سینے کے پاس شمار ہو طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوتا
اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے کہ اوسکا کہ یہی سنت ہے لیکن اوسکی اسناد میں کلام ہے **ص** اور ترمذی نے
کیواسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلکا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب اور ولی سے مرد کے اجازت لیکے غیر کو اجازت
دیتا ہے اور اگر ولی کے سوا دوسرے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دہرا کر اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دہراویں جو
مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ پڑے کہ نہ ہو یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکولہ بن جہان اور اکرم نے
اور سکوت کیا اوس سے اور اخراج کیا ملک نے موطا میں بھی بخون **ص** اور سواری پر نماز جنازہ درست نہیں **ف** اور ترمذی نے
اسکو مقفی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں ہو یہ نہ ہونے ارکان نماز کے اور استسکان نہیں جائز ہے کیونکہ اوس میں کلمہ
تحریر موجود ہے **ص** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مرد کو رکھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو
تو اوس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داود اور ابن ماجہ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ افرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو نہیں اجہی واسطے اوسکے
اور ایک باب میں فلائقی لکھتا ہے اور صالح موطا نو اسکا اوسکی اسناد میں فقہ ہی لیکن اختلاف ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر میں نقل کیا
نسائی نے ابن عباس سے کہ وہ فقہی اور جسے قبل اختلاف کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس
قبل اختلاف کے تفصیل کی اسکی شیخ ابن ابی اسلم اور وہ جو سلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد
جہاد کی ایک اقدہ پر کہ اوس سے عہد ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد ہوا اور وہ جمہور فقہی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ
نہر مسجد میں اوسکی اسناد میں اسماعیل عقی مشوک ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** **ص** اور جو کوا پید ہوا اور مر گیا تو اگر وہ باہر ہو تو کوا
رکھا جائے اور غسل دیا جائے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے جب مرد کو کوا نماز پڑھی ہو تو کوا
دلالت ہو گا کوا نسائی نے اور واسطے غیور میں سلم کہ حدیث منکر ہے اور روایت کیا اوسکو ماہم نے سفیان بن عیینہ نے ابو یوسف

صالح موطا

اسمعیل موطا

ملاحظہ فرمائیے
کے منہ میں جیسا
ہندو ہی سالم
ہیں اور
بعض احباب
ہوں اور مردہ
بیش سے غلط
ایکسے پکارنا
جنازہ نہیں

اسی سنت سے اور صحیح کیا اوسکو اور جاہل سے مروی ہر مرفوعہ کہ اگر کافر نہیں نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوکا کوئی وارث ہوگا یہاں تک کہ روکا اخراج کیا اوسکا تہذیبی اور ابن بلجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حکم اور ابن حبان نے کہا تہذیبی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہے اور وہ جو معارضہ کیا ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا تہذیبی نے حدیث منیہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط نماز پڑھی جاوے گی اوسپر اور وہی جاوے گی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ سفرت کے ساتھ ہو کہ منع اس مقام میں مقدمہ اثبات ہے اور اگر ایک کافر قید ہو اگر اپنے باب کے ساتھ قید ہو اور کوئی اور نہیں مسلمان نہیں اور نہ وہ خود قائل تھا نماز اوسپر پڑھی جاوے گی اور اگر کوئی اور نہیں مسلمان ہو تو نماز اوسپر پڑھی جاوے گی اور اگر اکیلا قید ہو تو اوسپر نماز پڑھی جاوے گی یا وہ اگر کافر مسلمان ہو لیکن اوسکو قتل ہو اور اوسکا کوئی باپ بھی مسلمان نہ ہو تو بھی نماز پڑھی جاوے گی اور اگر ایک کافر اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دے جو جس طرح جسے خیرین مرنے والی جاتی ہیں یعنی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور اپنی طرف سے شروعت کرے اور ایک کپڑے میں اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو او میں ڈال دے **ف** روایت کیا ابن سعد طبقات میں **أَحْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْقَوْدِي شَيْخِي مُسَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا أَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يَنْتَهَ عَنِّي إِذْ هَبَّ فَغَسَلَهُ وَكَفَّنَهُ وَدَارَهُ قَالَ فَعَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي إِذْ هَبَّ وَاحْتَسِلَ قَالَ وَجَّهْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْغِرُ لَهُ أَيُّهَا مَاؤُهَا لَيْسَ مِنْ مَيِّتٍ حَتَّى تَزَالَ عَنْكَ جَنَابُكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذَا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَفْغِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ يَسْنِي** فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جب خبر کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے رونے پر کہا واسطے میرے چاچا اور غسل دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کیا سینا ایسا ہی اور یا میں بھڑکایا کہ چاچا اور غسل کرے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے ان کے کئی دن تک اور نہ کچھ گھر سے یہاں تک کہ اگر خبر نبیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہیں باہر واسطے نبی کے اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین ہر شکر کو کہ واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ شکر کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب ہیں سے موقوف نہیں ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی روایت کیا ابو داؤد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جناح سے اور دن جسے کے اور غسل سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسنے اور تہذیبی نے مرفوعہ کہ غسل میت کو غسل کرے اور جو اچھا اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو تہذیبی نے اور ضعیف کیا اوسکو جو ہونے اور اس باب میں نبی حدیث صحیح فارغ نہیں ہوئی ان محمول تجلج پر ہو سکتا ہے کہ مثلاً بعد غسل میت کے غسل ستم ہو اور اس طرح وضو بعد اوستحائے جنازہ کے **ص** اور سنت ہے جنازے کے اوٹھانے میں چار آدمی اس طرح ہر کہ اوسکے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے اپنے اپنے کاندھے پر کہیں نہ اوسکو دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے بائیں کاندھے پر کہیں اور چار آدمی چلیں اور دوڑیں نہیں **ف** اور یہ تہذیبی نے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے مصنف میں علی رضی اللہ عنہ کہ اگر کچھ سینا میں ہو کہ ایک جنازہ میں کہ وہاں اچھا یا تھا چار دن کو تو جسے نہ گئے اور روایت کیا

اوغنی دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو باک ساتھ جنازہ کے تو کپڑے چاروں کو نہ تنگ کیونکہ یہ سنت ہے اور چار
 کیا امام محمد نے اوغنی سے کہہ کر انھوں نے سخت ہنسنے لگے کہ اوٹھو جہانے کو چاروں کو تو تنگ کیونکہ اس کا جنازہ چاروں کا
 ابن ماجہ اور لفظ اوسکا یہ کہ جو اوٹھا چاروں کو تو کپڑے چاروں کو نہ تنگ کیونکہ اس کا جنازہ چاروں کا شافعی کے نزدیک ہے کہ شافعیوں
 کی ہر ایک اور چھ کا شخص ہونے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ دہشتے کو ابن مسعود بقیعین
 اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف اور مروی ہے یہ بھی بہت صحابہ لیکن جواب اوسکا یہ کہ اس وقت ہجوم تھا مالک کا احادیث
 جنازہ اس طرح پڑھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر ستر فرشتے جنازہ میں حاضر ہوتے تھے یا کوئی اور سب ہوگا اور علی بن
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبداللہ بن مسعود کہ کہ پوچھا میں نے حضرت علیؓ علیہ السلام سے کہ کس طرح
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ کہ جناب سے اور جناب ایک قسم یہ دوڑی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور کمال اصحاب ستہ والوں نے کہ فرمایا
 حضرت علیؓ علیہ السلام نے جلدی کر کے ساتھ جنازہ کے تو اگر مردہ نیک ہو تو تم جلدی لیے جاتے ہو اور سکون کی کی کے اور اگر بکر
 تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھوں کے اپنے **ص** قیل جنازہ کے جانے کے بیٹھا کر دے ہوں کیونکہ بیٹھا جانے سے معلوم ہوتا
 کہ اوسے اعراض اور غافل ہے اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گزرے تو کمر اٹھو اور بعضوں نے کہا کہ اگر
 ہو کہ اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کیا حضرت علیؓ نے کہ تھے سوال علیؓ علیہ السلام کرتے ہو کہ کھڑے ہونے کا ساتھ جنازہ کے
 پھر بیٹھے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا کہ بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازہ کے پیچھے چلنا
 مستحب ہے **ف** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازہ کے
 چلتے تھے اور حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ وغیرہ سے لگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام
 سوار چلے پیچھے جنازہ کے اور پیدل جس طرف چاہا اور لڑکا نماز پڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اوسکو اصحاب بنی اور ترمذی
 نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلو گے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور اپنے اوسکے اور بائیں اوسکے اور روایت کیا
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہ نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے جنازے کے **ص** قیل
 اور حدیث بناو **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ہمارے واسطے ہے اور شوق واسطے غیر ہمارے ہے ہر عبادت
 اوسکو ترمذی ابن عباسؓ اور اسناد میں اوسکی عبداللہ بن عمرؓ کہ اوسنے کہ اوسین گفتگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے انس
 بن مالک سے کہ جہاں انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے بیٹھے میں دو شخص ایک محمد بن ابی بکرؓ اور ایک ابن مسعودؓ
 تو کہا ہم نے کہ جو پہلے آویگا اوسے قبر بنو اربعینؓ تو پہلے آیا ہمارے والا محمدؓ کا اور محمد بن ابی بکرؓ واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور محمدؓ کی وصیت کی سند واسطے اپنے مرض موت میں **ص** اور مروی کہ محمدؓ میں جو قبر سے قبل کی طرف قرب ہو کر
ف اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہؓ براہیم بنی سے اور ابو داؤدؓ مرسل میں کہ کہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف اور زمین کھینچ گئے کھینچ کر لینی مٹی زمین کی گئے اور امام شافعی کے نزدیک مثل چاہیہ اور یہ ہے
 کہ کہا جاوے کہ پیچھے قبر کے کہ ہر سہرہ کا منال میں دونوں قبر سے ہر داخل کیا جاوے سرگرافین اولہ کیونکہ
 اور دونوں پر اوسکے تمام اوسکے سر کے ہر داخل کیے جاوے ہر اوسکے اور اندر کیے جاوے اسی طرح اور یہی ہے جو خود صحابہ

نزعی یا باجا تو جہر غسل واجب ہو جیسے جنب اور حائض اور نفس یا لڑکا ہی تو وہ شہید نہیں اور جب تک تیر خیر سے قتل نہیں کیا بلکہ
 ہماری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا مشرکین یا لٹنے والوں نے اور کچھ مقتول جس چیز سے چاہیں
 ماریں شہید ہوں اور حرب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرنا باجا ویکھا اور صاحبین کے نزدیک نہیں بلکہ امام صاحب
 کی یہ روایت کیا ابن جہان اور حاکم نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور
 تحقیق کہ قتل کیا گیا خطلہ بن علم ثقفی صاحب تمھارا غسل دیتے ہیں اوسکو مگر تو پوچھا صحابیوں نے اوکلی ہو سکتا تھا کہ کھلے تھے
 وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک اور فرمایا آپ نے کہ سو اسطے غسل دیتے ہیں اوسکو مگر لڑکا اور کھانکھانے فصیح ہو اور شرط مسلم
 اور جوئی کا ذکر نہیں کیا اور نام اوکلی ہوئی کا جسد بنت ابی سلول ہو بہن تھیں عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جائے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب دینے یہ بیان کی ہے کہ شہدا ائمہ کے سب ہتھیار سے
 نہیں مارے گئے تھے اور پھر سیکو غسل نہیں دیا گیا اور جو ظلم سے مارا جائے بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید نہیں اور
 جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو میدان نزعی
 نہ پایا بلکہ اوسکی ہلوٹی ہوئی یا بانی تو وہ شہید نہیں تو اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکین نہیں مار ڈالا تو اگر وہ ہے
 مارا ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو ہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور
 جو چیزیں کمرے سے خارج نہیں جیسے پوستیں اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہید ہے اور تار لیا وینگ کی اور اگر کفن میں سے
 کوئی چیز کمرے ہو تو زیادہ مکرین اور جو زیادہ ہو تو کم کرین اور اوسکو غسل ندیوں اور نماز پڑھیں اور خون بھرا ہوا فحش دیا جاو
 کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں
 ان لوگوں پر دفن کرو اور انکو ساتھ زخون افٹکے کے اور خون کے اور یہ سترزم ہی عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں رہے گا
 اور غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا بخاری اور صحاح میں لیث بن سعد انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد الرحمن
 بن حبیب سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں آجہ اور فرماتے تھے کہ لوگ
 زیادہ ہو حافظ قرآن کا تو جب بتلا کوئی کسیکو اوسکو لگے کرتے حد میں اور کہتے میں گواہ ہوں انہیں درن قیامت سو حکم کیا آپ نے
 انکے دفن کا خون میں اور نہیں غسل دیا اور زیادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور نہیں نماز پڑھی یا وہی کہا مسائی نے نہیں جانتا ہوں
 کہ متابعت کی ہو لیث کی کہ میں نے اس سنا اور زہری نے نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد و حاکم سے
 کہ لگا ایک شخص تیر سینے میں باطن میں جو مگر کیا اور لگا گیا اسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سنا وہی صحیح ہو اور روایت کیا مسائی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو انکو افٹکے خون میں کیونکہ میں نے کوئی
 زخم نہ لگا ہوا اسکی راہ میں مگر اویگا در قیامت کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک پیر
 نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تلوار چھو کرنے والی ہو اسلئے لگنا ہونگے اور بغض فقہانے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا
 اور ایسا ہی صحیح ابن خباب بن یونس صحیح بخاری میں ہے حاکم سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتل یوں کہ
 اور جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور

شہداء کے قواب عارض ہوگی حدیث جامعہ کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی سمجھے کہ یہ سب تو جو ابواب و سکا یہ ہر ایک علیہ السلام کے بعد
 سے ہیں اور سہولت انکے مانند مرفوع ہے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب فوت ہوگا اور سب دوسری حدیث مرفوعہ تو جو حجت ہوگی اور
 وہ یہ ہے جو روایت کیا حاکم نے جابر سے کہ کہ گیارہ سال بعد صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی فتنہ نہیں مئی تھی
 بسبب کثرت شہداء کے پھر کھڑے ہوئے لوگ قتال سے سوکھا ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے اونکو فلاں نے درخت کے نیچے تباہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور وہ پکار کے سوکھ رہا ایک شخص انصار میں سے اور والا
 اونپر ایک کبڑا پھرنے لگے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اونپر میری باتی شہید نہ ہوتے جاتے تھے اونپر نماز پہلو میں حضرت حمزہ
 اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اڑھایا آپ نے کہ حمزہ نماز
 شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک ان قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد او سکا اور نہیں نکالا او سکو شیعین نے لیکن یہنا میں اوکی
 مفصل بن صدقہ ہے اور او سکو اگر ضعیف کیا بھی اور نسائی نے لیکن کہا ابوازی نے کہ تھے عطاء بن مسلم تو شیعہ کہتے تھے اونکی
 اور احمد بن حنبل شاکا کی اونپر پوری سنا اور کہا ابن عدی نے نہیں دیکھتا ہوں میں ہاتھ او سکے کچھ حرج تو نہ کہ ہوگی حدیث دوسری
 اور وہ حجت ہے اور شاکا نہیں اس میں کہ قوت کرگی حدیث ابوداؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عطاء بن مسلم ثنا احمد بن حنبل
 ثنا عطاء بن الشائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال قال كان النساء يوم اُخذ خلعاً للمسلمين يمان بك
 کہ کہ تو صبح حمزہ ؓ لا لبس علیہ وسلم و شعی برجل من الانصار فوضع الی جنبہ فصل علیہ فرفع
 الانصار و نزلوا حمزہ ؓ شعی یاخو فوضع الی جنبہ حمزہ ؓ فصل علیہ فرفع و نزلوا حمزہ ؓ فصل علیہ
 یوم عید سبعین صلوات یعنی تھیں چوبیس دن احمد کے پیچھے مسلمانوں کے یہاں تک کہ اباس رکھے گئے حمزہ واسطے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصار میں سے اور کہا انکے پہلو میں ہونا نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اوپر اوٹھ پڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور اونکا لایا وہ شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور کہا پہلو میں حمزہ کے اور نماز پڑھی آپ نے
 اوپر اوٹھ لایا اور رکھے یہ حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اونپر نماز شربار اور یہ بھی درجہ حسن ہے کہ انہوں عطاء بن الشائب
 اگرچہ آخر عمر میں حفظ اونکا ہو گیا لیکن جن لوگوں نے اونسے اول عمر میں روایت کیا تو وہ صحیح ہے اور میں جانتا ہوں کہ عداد
 بن جلد نے اونسے قبل تفسیر کے سنا کیونکہ عداد بن زید نے قنات ہوا ہو کہ قبل تفسیر کے سنا اور وفات اونکی حلقے کے بعد پاس برس کے ہوئی
 اور عداد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل عداد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن کہ منوکی
 اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدوں احمد سے یہاں تک کہ کہا پھر گئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حرکت کو اونکے کبیر کی اونپر دس باروں کا کیا مانند اور روایت کور یہ بھی درجہ حسن ہے کہ نہیری و دوسرے تیکہ سب ضعیف ہوتے تب بھی
 حامل اون حدیثوں کا حسن ہوجاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہوگا علاوہ اسکے کہ اوقادی نے نمازی میں حدیثی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 عن عطاء بن ابی جحشا کہ اور ذکر کیا اس حدیث کو تو رفع ہو گیا او سکا اور روایت کیا مولی بن ربیع بن قیس شکر سے
 کہ کہ تمہارے اوس لشکر میں کہ بھیجا تھا او سکو ابو کبیر صدیق نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایک اور فلسطین کی طرف مورخہ کر گیا مدینہ
 اور کہا کہ قتل کیے گئے و غیر مسلمانوں میں سے ایک تو تیس آدمی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاص اور اوں لوگوں نے جو انکے ساتھ تھے

حدیث

عطاء بن الشائب

اور تھے اور وقت ساتھ عرفہ کے نو ہزار مسلمان اور دوسرے کہ نماز واسطے ظاہر کر کے کراہت کے ہو اور وہ شہید میں بھی ہو اور
 اور ان کے اور عائشہ اور جناب اور فہما کو غسل دیا جاوے اور دھو لیل اسکی گندری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 غسل دیتے ہیں خطہ کو ملا لگا اور ان کے کو اس واسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوئی شہداء ائمہ کے حق میں غسل کے لئے کیونکہ وہ
 معصوم تھے بخلاف ان کے کہ ان کو سکا گناہ نہیں ہو تو ان کے حکم میں نہ ہو گا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا اور قاتل
 اس کا معلوم نہیں یا برہر قتل اس کا لوہے یا بڑی لاشی یا چھوٹی لاشی سے ہوا ہو غسل اس کو دینے اگر ایسے موضع میں
 جہاں دیت اور فساد لازم آتی ہو جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہو تو اگر شرک یا سجدہ یا معصومین پڑا ہو تو اگر معلوم
 کہ وہ ہے سے قتل ہوا ہو غسل نہ دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر وہ ہے سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے امام صاحب
 نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی لاشی سے قتل ہوا ہو سب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی
 گت سے قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص معصومین میں خفی ہو بعد اسکے سو یا کچھ کھایا یا پیایا اس کا علاج کیا یا نہیں کا نہ کیا
 یا کیا نہ کیا غفلت پایا کچھ سمیت کی غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان سے تون اپنی امام کے نزدیک نقطہ سمیت سے غسل دینے کو اگر
 یا ان کے والا ملا لگا یا اس کو غسل دینے کو نماز نہیں پڑھینگے اور کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی یا غیوہ یا ایسی ہی ہو تو

باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں قرص اور نعل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک یہ کہ میں کہا ہے کہ درست نہیں اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ درست ہے جب توجہ ہو طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر مومنہ کی طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہو اور چوکت بھی برابر اس کی
 بالان کی کوئی نہ ہو تو نہیں جائز ہو گا اور یہی ہوا ان کی کتابوں میں کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گرایا جاوے تو نماز اس کے باہر اس طرف
 موزا کر کے درست ہو اور اس کے اندر جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے ستر ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اس پر جسے حج و قفا
 اور یہ کہ نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ میں
 اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملوک اور بندہ کر لیا اس کو پھر ہے تھوڑی دیر او سمین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا میں نے بلال سے جس وقت
 نکلے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دو ستون بائیں طرف اور ایک اہنی طرف اور تین چیمے اپنے ہر نماز فرمی
 تو تھا نا کعبہ کا اس نے ان چہ ستون پر انتہی اور یہ دینے کے کہ تھا مبیہ کہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے
 ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اس کے معارض ہوا اسکے جو کالائون و فوسق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 داخل ہوئے کعبہ میں اور او سمین چہ ستون سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
 کیونکہ اثبات مقدم ہر نفی پر اور بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰۃ سے اس جگہ مراد دعا ہی غلط ہے کیونکہ خود بخاری میں ہے کہ
 ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں وہ کہتے ہیں آخر تک لیکن
 معارض ہوا اسکے جو صحیحین میں ہے قول ابن عمر سے کہ بھول گیا میں پوچھنا اون سے کہ کتنی کو تین پڑھیں پھر قیاس صورت میں
 جمع اس طبع پر ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں ان پھر کے سونہیں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر
 دوسرے روز نماز پڑھی اور پھر داخل ہوئے تیسرا روز نماز پڑھی اور پھر داخل ہوئے چوتھا روز نماز پڑھی اور پھر داخل ہوئے

سیر ابن عباس کو اول روز پر واللہ اعلم **ص** کہے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہو اگرچہ مقتدی کی بیٹ امام کی بیٹی کی طرف
 مگر جسکی بیٹ امام کے مونس کی طرف ہوگی اور کسی نماز درست ہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کہنے کے اور نماز پڑھنا مکروہ اور
 تقطیع کے واسطے اور ہر مین ہر کشفی کے نزدیک جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ کہنے اور نہ کرنے نزدیک اوس ہلکا نام پر اور
 ہمارے نزدیک کہہ ایک صلہ ہو اور ہوا آسان تک نہ بنا کیونکہ نقل اوسکا ہو سکتا ہو اور دلیل سپر ہوگی اگر بہار پر کوئی شخص
 نماز پڑھے تو وہ کہے سے اونچا ہو تو اس صحت میں جب عمارت کا نام ہو تو نماز نہ جائز ہو اور مکروہ ہو اس واسطے کہ اوس میں ترک
 تقطیع ہوا اور وہ ہونی ہوا وہیں نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ سنن میں حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ میں کہ نہیں جائز ہو نماز ان میں بیٹ خاص کہ کہنے اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی
 یہ حدیث ساتھ ابوصالح کا تب اللیث کے لیکن توشیح کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضوں نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہو
 کہ مکروہ ہو اور نماز کامل نہیں ہوتی **ص** اور اونکی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب کوئی سترنگ کے کٹر اگر کیوسے تو درست ہو اور بغیر اسکے
 جائز نہیں اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگوں نے اقد کیا کہنے کے اگر حلقہ باز نہ کے تو درست ہو اگر کوئی ان میں سے اگر اپنے امام سے
 زیادہ کہے کی طرف نزدیک ہو مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی ایک گز کے تو اس صحت میں اگر وہ شخص اوس طرف ہو چلے
 امام ہو تو نماز اوسکی درست ہوگی اور اگر اوس طرف میں ہو تو درست ہوگی جاتا پاسیہ کہ کہنے کی چار جانب ہیں چار دیواری کے حساب سے
 تو ہر شخص کہ اوس طرف کھڑا ہے جس طرف امام ہو تو وہ شخص حقیقت کہ کہنے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہو تو امام پر لگے ہو جاوے گا
 دوسرے طرف کھڑے ہو والوں کیونکہ وہ جو شخص کہ اوس میں امام سے زیادہ کہے کے نزدیک ہو وہ امام کے آگے نہیں ہو کر فقط

ابوصالح کا تب اللیث

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ چاندی اور سونا اور سوا غم اور تجارت کے مالوں میں اگر حاجت مہمل سے زائد ہو اور نصاب کے موافق ہوں اور قیصر
 میں مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو وہ بین بعد ایک سال گزرنے کے ان چیزوں پر واجب ہوتی ہر **ف** زکوٰۃ فرض ہے
 کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَقِمْ زَكَاةً** یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالوں اپنے کی اور اوس پر جماعت ہوتی کا اور واجب ہونے سے مراد اس
 مقام میں فرض ہونا ہو اور شرط آزاد ہونے کی اس واسطے ہر کمال مالک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہو اور غلام کی کچھ مالک نہیں ہو اور
 بلوغ اور عقل کو بیان کیے گئے اور اسلام شرط ہے اس واسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہو اور عبادت کا فرض ہے نہیں ہوتی اور نصاب بھی ضروری ہے اور
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کیا بخاری مسلم ابوسعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہو کر
 بائیں و سوسے سے کم ہو کہ زکوٰۃ اور سوسو ساٹھ صاع کا ہوتا ہو یا اوس صاع چار دیکھا اور دیکھا مکمل اور تعالیٰ مطلق ہوتا ہو اور فرمایا کہ نہیں
 ہو کہ میں بائیں و قیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰۃ اور اوقیہ چار دیکھا یا اوس قیہ کے دو سوسو ہو اور اس میں کتن
 قریب چالیس روپے ہوتے ہیں اور فرمایا کہ نہیں ہو بائیں و سوسو سے کم میں زکوٰۃ اور ایک سال گزرنے کی اس واسطے قیہ کی روایت کیا
 مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مکمل کرے مال وہ نہیں ہو کہ زکوٰۃ اوس پر بیان کیے گئے ہو
 اوس پر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد نے حاکم بن عمر رضی اللہ عنہما اور عمارت اوس سے انھوں نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا حضرت نے
 جب ہوں تیرے واسطے دو سو درم اور اوس گز جائے ایک سال قیہ میں بائیں و سوسو میں اور پھر حلق کے بیان کیا کہ نہیں ہو کسی

عارض اللعمر

ماہر بن عمرو

مال میں زکوۃ یہاں تک گزر جائے ایک سال اور عاشر اگرچہ ضعیف ہو لیکن ماضی فقہ اور روایت کیا مالک کے گھر کا قاسم نے نہیں لیتے تھے حضرت ابو بکر کسی مال سے زکوۃ یہاں تک گزرے اوپر ایک سال **ص** اور جو مال نصاب یا زکوۃ کی حاجت میں سے ہو وہ جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غنہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانوروں کی اور تحیار کو انکو استعمال کرنا اور ضروری کے ہتھیار اور کتا بن بڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہیں **ف** کیونکہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ نہیں ہر مسلمان چھ صدقہ اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں اور ایک روایت میں ہر کہ نہیں ہر اس کے غلام صدقہ کو صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ **ص** اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہر شے کا غلام اس کی حاجت فاضل یا گھر بھی رہنے کے واسطے خون تو اگر نیت تجارت کی ہوگی زکوۃ واجب نہ ہوگی اور کتاب پر زکوۃ واجب نہیں **ف** اور کتاب اس غلام کو کہتے ہیں کیا اس سے مالک کہے کہ اگر اتنے روپے تو مجھے دے تو تو اتنا روپے اور زکوۃ اس واسطے اوپر واجب نہیں کہ تربیت ہفت اوسمین نہیں ہر ملک ایک طرح کی عہدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہو جب تک اپنی قیمت ادا کر لے **ص** اور جو شخص کہ قرض دار ہو یا قرض اس کے زکوۃ اوپر واجب نہ ہوگی یہ جب ہو کہ قرض کسی شخص کا تھا ہو اور اگر قرض خدا کا ہو جیسے نذر یا کھارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال شمار یعنی اوس مال میں کہ مالک سے غائب ہو اور امید اس کے ملنے کی نہیں ہو جیسے مال گیا ہو یا دیار میں ڈوبا ہو یا نصاب کیا ہو اور اوپر کوئی گواہ نہیں یا جھگل میں مثلاً گاڑا اور جھگہ اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسوں پہلے تو اگر کیا لوگوں کے سامنے بعد برسوں کا جو غلام نے مال لے لیا اور بعد برسوں مل گیا تو ان سب صورتوں میں زکوۃ اون برسوں کی لازم نہ آئے گی اور امام شافعی کے نزدیک لازم ملے گی اور جو قرض کہ سٹلس یا غنی پر ہو اور وہ اقرار کرنا ہو یا قرض دار انکار کرنا ہو لیکن گواہ اس کے لینے پر موجود ہوں یا قاضی اس سے واقع ہو تو یہ مال اگر اوسکو مجاہدین زکوۃ اون گزرتے دنوں کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد اس نیت خدمت کی کی زکوۃ اوس میں واجب نہ ہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جس تک اوسے بیع نہ ملے اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوا تم کے بہرہ یا وصیت یا تحاج یا طمع یا دیت سے مالک ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہو دوسرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا ہو کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہ ہوگی اور محمد کے نزدیک واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی ہو اور اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہ ہوگی جب تک اسکو بیع نہ ہو یا جب ہو کہ نیت تجارت کی ہو اور اگر اختیار ہی ہو جیسے ورنہ وغیرہ زکوۃ واجب نہ ہوگی اور زکوۃ میں بیع کے وقت نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزاروں مال یا مثلاً ہزار ہزار مال یا جا کر نہ کہ تو وہ مال زکوۃ سے محسوب ہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اسکی راہ میں دیدے تو زکوۃ اساطع ہوگی اور اگر تصور مال دیکھتے تو مال دیکھو اسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک اساطع ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس دوسری درم تھے اور سوا میں سے صدقہ امام محمد کے نزدیک زکوۃ ان سو کی ادا ہو جاوے گی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہ ہوگی *

باب مالون کی زکوۃ کے بیان میں

میں زکوۃ کی حاجت میں سے ہو وہ جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غنہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانوروں کی اور تحیار کو انکو استعمال کرنا اور ضروری کے ہتھیار اور کتا بن بڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہیں کیونکہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ نہیں ہر مسلمان چھ صدقہ اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں اور ایک روایت میں ہر کہ نہیں ہر اس کے غلام صدقہ کو صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہر شے کا غلام اس کی حاجت فاضل یا گھر بھی رہنے کے واسطے خون تو اگر نیت تجارت کی ہوگی زکوۃ واجب نہ ہوگی اور کتاب پر زکوۃ واجب نہیں اور کتاب اس غلام کو کہتے ہیں کیا اس سے مالک کہے کہ اگر اتنے روپے تو مجھے دے تو تو اتنا روپے اور زکوۃ اس واسطے اوپر واجب نہیں کہ تربیت ہفت اوسمین نہیں ہر ملک ایک طرح کی عہدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہو جب تک اپنی قیمت ادا کر لے اور جو شخص کہ قرض دار ہو یا قرض اس کے زکوۃ اوپر واجب نہ ہوگی یہ جب ہو کہ قرض کسی شخص کا تھا ہو اور اگر قرض خدا کا ہو جیسے نذر یا کھارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال شمار یعنی اوس مال میں کہ مالک سے غائب ہو اور امید اس کے ملنے کی نہیں ہو جیسے مال گیا ہو یا دیار میں ڈوبا ہو یا نصاب کیا ہو اور اوپر کوئی گواہ نہیں یا جھگل میں مثلاً گاڑا اور جھگہ اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسوں پہلے تو اگر کیا لوگوں کے سامنے بعد برسوں کا جو غلام نے مال لے لیا اور بعد برسوں مل گیا تو ان سب صورتوں میں زکوۃ اون برسوں کی لازم نہ آئے گی اور امام شافعی کے نزدیک لازم ملے گی اور جو قرض کہ سٹلس یا غنی پر ہو اور وہ اقرار کرنا ہو یا قرض دار انکار کرنا ہو لیکن گواہ اس کے لینے پر موجود ہوں یا قاضی اس سے واقع ہو تو یہ مال اگر اوسکو مجاہدین زکوۃ اون گزرتے دنوں کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد اس نیت خدمت کی کی زکوۃ اوس میں واجب نہ ہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جس تک اوسے بیع نہ ملے اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوا تم کے بہرہ یا وصیت یا تحاج یا طمع یا دیت سے مالک ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہو دوسرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا ہو کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہ ہوگی اور محمد کے نزدیک واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی ہو اور اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہ ہوگی جب تک اسکو بیع نہ ہو یا جب ہو کہ نیت تجارت کی ہو اور اگر اختیار ہی ہو جیسے ورنہ وغیرہ زکوۃ واجب نہ ہوگی اور زکوۃ میں بیع کے وقت نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزاروں مال یا مثلاً ہزار ہزار مال یا جا کر نہ کہ تو وہ مال زکوۃ سے محسوب ہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اسکی راہ میں دیدے تو زکوۃ اساطع ہوگی اور اگر تصور مال دیکھتے تو مال دیکھو اسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک اساطع ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس دوسری درم تھے اور سوا میں سے صدقہ امام محمد کے نزدیک زکوۃ ان سو کی ادا ہو جاوے گی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہ ہوگی

نصاب اونٹ کی پانچ مین اور گائے کی تیس اور بکری کی چالیس توجبات پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریاں چالیس
 کم ہوں زکوٰۃ واجب ہوگی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت عائشہ اور جسکے نمونہ مگر چار اونٹ تو نہیں ہوا وہیں صدقہ مگر یہ کہ چاہے
 مالک و سکا یعنی فرض نہیں زکوٰۃ وہیں اور جب ہو جاوین پانچ تو وہیں ایک بکری ہو اور فرمایا کہ جب ہوں کم چالیس کم بکریوں سے
 آدمی کے پاس تو نہیں ہوا وہیں صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک و سکا اور فرمایا **وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ تِسْعٌ** یعنی گائے میں
 ہر تیس میں ایک گائے ہو ایک برس کی اور دوسرے برس میں لگی ہو **ص** ہر پنجے میں اونٹ کے بجٹی ہوں یا عربی **ف** بجٹی
 اونٹ او سکو کہتے ہیں کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ما باپ دونوں عربی ہوں **ض** ایک بکری
 واجب ہو تو دس مین دو بکریاں اور پندرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہوگی اور جب چالیس اونٹ ہو جاوین ایک بنت مخاض
 یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے مین لگی ہو چھتیس تک اور جب ہو جاوین تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیس برس
 لگی ہو اور جب چھتیس برس تک ہو تو ایک بنت لبون ہو اور جب اسیٹھ برس تک ہو تو ایک بنت لبون ہو اور جب چھتیس برس کی پانچ مین
 مین ہو اور جب چھتیس برس کی بنت لبون ہو اور جب اسیٹھ برس تک ہو تو ایک بنت لبون ہو اور جب اسیٹھ برس کی پانچ مین
 پھر ایک سو تینتالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقہ اور ڈیڑھ سو مین تین حقہ واجب ہوں گے پھر ہر پنجے میں ایک بکری پھر
 پچیس مین ایک بنت مخاض اور چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیانوے مین دو سو تک چار حقہ واجب ہوں گے پھر بعد
 دو سو کے پنجے سے شروع کیا جاوے گا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں اور
 اس میں خلاف امام شافعی کا ہی **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور جب تیس گائے ہوں یا چھتیس تو ایک متبعہ یعنی ایک سال کا دیو اور جب
 چالیس مین تو ایک سہنہ یعنی دو برس کا یا پانچ مین اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے توجبات چھتیس مین دو متبعہ دے یا پھر ایک سو
 ایک سہنہ اور ایک متبعہ دے پھر چالیس مین تو دو سہنہ اور جب نوے ہوں تو تین متبعہ اور جب سو ہوں تو دو متبعہ اور ایک سہنہ اور
 ایک سو دس مین تو ایک متبعہ اور دو سہنہ پھر جب سو اور بیس مین چار متبعہ یا تین سہنہ دے یا اسی طور سے ہر ایک تیس مین متبعہ اور
 چالیس مین سہنہ دے اگر گائے اور چالیس بکریاں یا پھر ہوں تو ایک بکری یا پھر ایک سو اکیس مین دو بکریاں پھر جب دوسو اور ایک بکری
 تین بکریاں دے پھر جب چار سو ہوں تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیٹھ مین ایک بکری دے یا کرے **ف** اور ایسا ہی شد
 میں آیا ہی روایت کیا او سکو بوداؤند حضرت علیؓ سے اور اسناد او سکا ضعیف ہو اور مروی ہو کہنا حضرت ابو بکرؓ میں آنحضرت صلی
 علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا او سکو بجا رہی **ص** اور جو خچر یا گدھے تجارت کے نہیں ہیں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ تجارت
 کے لیے ہوں **ف** اس واسطے کہ فرمایا حضرت مسلمیؓ علیہ السلام نے نہیں نازل ہوا مجھ اور میں کچھ اور جب تجارت کے لیے
 ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حال اور کا مثل حال اور اموال کے ہو **ص** اور اونٹ گائے بکری اگر گھر میں ان کو کھلا یا باہر
 اور چارہ دیا جاتا ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جو گائے گدھے یا تین گدھیں ہیں کہ وہ جانور سوا تم یعنی جنگل سے چرائے جاتے ہوں
 اکثر تین سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہیں جیسے بیل ابل جو تنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو ان میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں
 بکری کے اور اونٹ کے اور گائے کے بچوں میں جتنے چاہے ہوں زکوٰۃ نہیں مگر بڑے کی تبعیت میں مثلاً چالیس مین
 بکریوں کے اور پانچ مین اونٹوں کے اور تیس مین گائیوں کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوٰۃ واجب لگی اور بڑے اگر نہ گھوڑے ہوں
 یا اسے چارہ دے

کریون میں سے جس بکریان ہلاک ہو جاوین یا چھ لونٹ سے ایک لونٹ بعد سال کے تو بائیس کریون پر اور بائیس اونٹ پر ایک بکری باقی رہیگی اسی طرح اگر بائیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاوین جابر کو خنومین صرف کریں اور گیارہ کو چھتیس میں لگاؤں متصل ہو تو چھتیس لونٹ رہ جائیگے اور انہیں ایک بنت خمس لازم آوے گی اور اگر بائیس اونٹ سے بیس ہلاک ہوئے تو چار خنومین صرف کیے جاویں گے اور گیارہ اونٹ نصاب میں جو خنومین کے قریب ہو اور بائیس اونٹ نصاب میں چار خنومین کے قریب ہوں یہاں تک کہ بیس اونٹ میں جابر بکریان باقی رہ جاوے گی اور جو چھتیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جاوے گی تو تین بکریان لازم آوے گی اور جو بیس ہلاک ہوں دس رہ جاوے گی تو دو بکریان لازم آوے گی اور جو چھتیس ہلاک ہو جاوین یا چھ رہ جاوے گی تو ایک بکری لازم آوے گی مگر ان کے نصاب سے نہ رہیگا اور جانا چاہیے کہ لینا خرچ کا امام کو پہنچتا ہو اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوٰۃ سوا اٹھ اور زکوٰۃ مالون تجارت کی سب امام لایو گیا تو اگر باغیوں نے خرچ لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جاوے گا کیونکہ خرچ حق لڑنے والوں کا ہو اور وہ کا فروغ لڑنے ہیں اور اگر زکوٰۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں سے دوبارہ نہ لیا جاوے گا اور اگر انھوں نے اس کے مصروفین میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوٰۃ دیوں اور اسی پر فتویٰ ہو چھپون کے نزدیک لوگوں کو بھروسہ لازم نہیں اور بضوآن نزدیک اگر انکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوٰۃ لوٹنے سے ساقط ہو جائے اور شیخ ابو منصور ترمذی اسکو قبول نہیں کیا **ف** اور باقی تفصیل اسکی اصل میں لکھی ہے جسے اس جگہ نظر اس بات کے کے عوام فہم تھا کر کیا **ص** اور جو لڑکا تعقیب ہو تو اس کے مال سے جزیہ نہ لیا جاوے گا اور عورت تعقیب کے مال سے نکلنے کے مردوں کے لیا جاوے گا جتنا چاہیے کہ تعقیب بنو تعقب کے کہ ایک قوم بھی شریکین سے حضرت عمرؓ نے اس سے جزیہ طلب کیا اور انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ و نادیونینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے تیر جو تم چاہو اپنے پیہمان کے لے اسکا فوجاؤن سے زکوٰۃ کے دینے پر صلح ہو گئی اوکے لڑکوں سے نہیں لیا جاوے گا اور عورتوں سے لیا جاوے گا اور جو صاحب نصاب کا ہے اوکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوٰۃ کا دیدنا اور بھی اوکو کئی نصابوں کی زکوٰۃ کا دیدنا درست ہو شکا اوکے پاس دوسرے اور اسے کئی نصابوں کی زکوٰۃ اوسین سے ادا کی اور بعد اس کے وہ نصاب اوکو ملی پہلی زکوٰۃ اس سے بھی کافی ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہیں اور وہ پیشتر کئی نصابوں کی زکوٰۃ دے تو درست نہیں **ف** پہلے سال سے زکوٰۃ دیدینا ہوا سطلے درست ہو کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عمر بن العاصؓ کے پوچھا عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ جلدی دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے مساعت کے طرف نیکی کے تو لڑن دیا آپ نے اوکو **ص** نصاب سونے کا بیشقال ہے اور چاندی کا دوسری درم کہ ہر دس مسات مثقال کے ہوں اور اس میں نون کو وزن سب سے کہتے ہیں تو ایک ماہ آھا اور پانچواں حصہ مثقال کا ہو گیا تو دس مسات مثقال کے ہوں اور مثقال میں قیرا کا ہوتا ہے اور درم چودہ قیرا کا اور قیرا پانچ جو کا ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کم یا بچاؤ قیہ سے چاندی میں زکوٰۃ اور ذکر کیا اور پہننے اس حدیث کو اور نو قیہ بائیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ لو قیہ کے دوسری درم ہوئے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی حضرت علیؓ سے اور اوسین کے کہ نکالو صدقہ چاندی کا ہر چاہیں درم سے ایک درم اور نہیں ہی ایک سونے میں کچھ اور جب دوسری ہوں تو اوسین پانچ درم اور روایت کیا از غطفی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبلؓ کو جب سے جاوے انکو یمن کی طرف یہ کہ لیوے

محدثین
ابن عجلان
محدثین
محدثین

مراد یہ ہے کہ روکنا چاندی اور سونے کا اور زکوٰۃ دینا اوسکی گناہ ہے اور خرچ کیا اوسکا حاکم نے مستدرک میں مہین ہائے
انھوں نے ثابت کیا اسی سانس سے اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جب ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی تو وہ
کمز نہیں ہو لیکن کہا یہ بھی ہے نہ منفرد ہو اساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تصبیح نے یہ کچھ ضرر نہیں کر لیا کہ باور عجلان
روایت کیا اوسے بخاری اور توشیح کی اوسکی ابن عیینہ اور وہ جو کہا عبد الحق نے کہ نہیں حجت پڑی جاوے گی ساتھ اوسکے
قول ہے ضعیف نہیں کہا کیسینہ اور انکار کیا اوسپر شیخ تقی الدین ابن دقیق احمد اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن ماجہ بخاری
اسناد میں کہا ابن جابر کہ بتا ہوا ہی احادیث کو اور نسبت کرنا ہوا وکی طرف ثقافت کے کہا صاحب تصبیح نے یہ وہم ابن الجوزی
قیح ہے اوسواسطے کہ محمد بن ماجہ کذاب وہ اور ہے اور یہ جو روایت کرتا ہے ثابت بن عجلان فقہیہ ہاشمی ہے روایت کیا اوسے
مسلم نے توشیح کی اوسکی احمد اور ابن عیینہ اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابو داؤد
میں توشیح کی اوسکی ابن عیینہ نے اور روایت کیا اوسے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے صاحب انھوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے نہیں ہے زیور میں کو کہ کہا یہ بھی نے باطل ہے نہیں ہے اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوع عایت
اور یہ مروی ہے صاحب کا قول اور جاتا کہ مروی ہیں ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اسلمہ سووہ و قوف ہیں اور معارض ہیں او
اور آثار روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسیٰ شمری کو کہ زکوٰۃ دیوین عورتیں اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے کہ زیور میں زکوٰۃ ہے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طرف
بیوی سالم کے کہ کالے زکوٰۃ اپنی بیٹیوں کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ عطار
اور ابراہیم اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد کہ انھوں نے وَفِي الْحُلِيِّ زَكَاةٌ لِّعَنِي زِيُورِمْ كَوْتُهُ بِرَأْوِ
بھی روایت کیا عطار اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ زیور میں زکوٰۃ ہے اور بہت سے آئے اس باب میں
اور وہ جو روایت کیا مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ نہی ادا کی انھوں نے زیور میں زکوٰۃ معارض ہے اوسکے جواب پر گدرا تو صحیح
مذہب امام صاحب ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَوَعْلَاهُ اَتَمُّ ص اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسواں حصہ دیا جاوے گا
اور چالیسواں حصہ درہم سے کرینگے اگر اوسمیں فقیرون کو نفع ہو کہ یادینا سے کرینگے اگر اوسمیں زیادہ نفع ہو اور جب نصیب
پانچواں حصہ بڑھاوے گا تو اوسمیں بھی حساب زکوٰۃ واجب ہے کی جیسے دوسرے درہم میں چالیس بڑھاوے گا تو ایک درہم اور زکوٰۃ
میں پنا بڑھاوے گا تو آدھی بڑھیں دو بڑھاوے گا تو اگر پانچویں حصے سے نصیب کم بڑھیں تو کچھ لازم نہیں آتا و
صاحبین کے نزدیک جو دوسو بڑھاوے ہو تو زکوٰۃ اوسکی اوسکے حساب واجب ہے کی چاہے پانچواں حصہ یعنی چالیس میں ہو پھر ہوا
یا نہ ہوا اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اولیٰ یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دوسو بڑھاوے ہو تو زکوٰۃ اوسکی
اوسکے حساب ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مسافرت اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ لَا يَأْخُذَ فِي الْكُسُوفِ شَيْئًا يَنْبَغِي حُكْمُ كَيْدِ اَوْ كُنُوْنِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کہ ذریعے کسور سے
کچھ یعنی چالیس تک جو جمعین کسرات واقع ہیں ان میں زکوٰۃ دے جاوے گی مثلاً دوسو بڑھیں میں پانچ درہم اور آواہا درہم آوا
اور دس میں پانچ درہم اور تیس بڑھیں تو تین حصے درہم کا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاذ سے اور

مثلاً

ضعیف ہے ساتھ سنہال بن خرم کے اور کہا عبدالحق نے احکام میں کہ روایت کیا ابو اویس نے عبد اللہ اور سہل انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب اسے عمر بن خرم کے کہ نہیں ہوتا میں صدقہ یہاں تک کہ پونچھ دوسو درہم کو اوسین پانچ میں اور ہر چالیس میں ایک ہوا زمین ہر چالیس میں کم میں صدقہ اور وہ کتاب بن خرم میں ہوا بیت سنانی اور ابن جہان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ میں چاندی پانچ دوہم میں اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس ایک ہم ہوا روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیثنا عبد اللہ بن سنان عن سلیمان عن عائشہ عن الحسن قال کتب عمر الی ابی موسیٰ الا شعریٰ فما زاد علی المائتین فبی کل اربعین درہم ہما درہم یعنی لکھی حضرت عمرؓ نے طرف ابی موسیٰ اشعری کے اور لیکن جزا نہ ہو دو سو ہر چالیس میں کم میں ایک درہم ہوا روایت میں ہے کہ لاؤ جو تھما حدیث میں حصے کا یعنی چالیس سو ان حصہ ہر چالیس ہمسے ایک سو اور اگر درم میں کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو اوس کا اعتبار ہو گا اور اگر غش یعنی تا نابا وغیرہ اند ہو تو ان کو کئی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا بیچ سال میں نقصان ہو جائے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس اوس سال میں نصاب یعنی بیس درہم نہ ہو تو پھر سال کے درمیان میں کم ہو گیا اور پھر آخر سال میں بیس درہم نہ رہ گئے زکوٰۃ وہی ہی واجب ہے کی اور سونا چاندی کی طرف ملا یا جاوے گا اور اسباب و فنون کی طرف ملا یا جاوے گا مثلاً اگر اس کے پاس دس دینار اور نوے درہم تھے قیمت اوسکی دس دینار میں زکوٰۃ امام صاحب نے نزدیک واجب ہوگی اور صاحب نے کہ پاس دس دینار اور سو درہم تھے نیز ایک زکوٰۃ واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کو کہتے ہیں جس کو بادشاہ نے راگداز پر تاجروں کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی ماجر نے عاشر سے کہہ کہ تمام سال میرے اوپر نہیں گذرے یا فرض میں فارغ نہیں ہوں یا سوا سوا تم کے اور مال میں کہا کہ شہر میں فقیر کو دیکھا ہوں تو عاشر اوس کے قول کو بغیر قسم کے قبول کرے اور اگر کہے سوائم میں کہ فقیر کو نے دیکھا ہوں تو اس کا قول سچ جائے کیونکہ سوائم فقیر کو دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوس کو صرف میں اوس کے صرف کیے اور اگر دینی کیا نہ زکوٰۃ اس سال کی میں دوسرے عاشر کو نے دیکھا ہوں اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوس کا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر نے پوچھا جو میں فعل سلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے زعمی کا بھی اعتبار کیا جاوے گا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی میں کہے کہ یہ میری ام ولد ہو تو سچ جانا جاوے گا اور اوس کے کچھ نہ لیا جاوے گا اور مسلمان کے عاشر چالیس سو ان حصہ لیوے اور زعمی سے بیس سو ان حصہ حربی سے جو ان اگر مال اوس کا نصاب کو پہنچ جاوے اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کیا امام بیہقی نے حضرت عمرؓ سے کہتے ہیں کہ عاشر اوس شخص کو اور حکم کیا کہ اسے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں جو تھما حصہ دس حصوں میں اور زعمی مال سے آدھا حصہ دس حصوں میں اور حربی کے مال سے دس سو ان حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوس کو عبد الرزاق نے اور ابو یونس نے واللہ اعلم ص عاشر کا کافر ہمارے تاجروں سے لیتے ہیں معلوم نہ ہو کہ اوس کا معلوم ہو جاوے تو اتنا ہی ہم بھی اوسے لیوینگے اگر کل مال نہ لیتے ہوں تو اگر کل مال یوں تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال لیوے گا اور اگر نصاب کے کم ہو تو اوسے نہ لیا جاوے گا اگرچہ اوس نے اقرار کیا باقی نصاب کا لکھ میں ہوا اگر کل مال حرب ہم لکھو نہ کچھ نہیں لیتے تو ہم بھی اوسے لکھو

یعنی اس کا زکوٰۃ
کتنے میں بیس
اسلام میں نہیں
دینی کی ہو تو
اوس کے عزیز و
ملاو دینا ہے
مال میں نہیں
مستحق فقیر
۱۵۴
وہ دینی کی ہے
الکسنا ملاو دینا
نہ لکھو

اور اگر حربی سے عشرے لیا اور پھر قبل سال گزرنے کے پھر عاشر باس گئے گذرا اگر دار الحرب پر آیا ہو تو اوس سے دو بار ادھواں
 لیا جاوے گا اور اگر کوٹ کے اپنے وطن جاتا ہو تو نہ لیا جاوے گا اور جو ذمی شرب لیکے گذرے تو بمیوان حصہ لیا جاوے گا اور سو دین کچھ
 نہ لیا جاوے گا فقط شرب یا سو کو یا دونوں کو بھاجو یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور شافعی کے نزدیک کسی کامیوان حصہ نہ لیا جاوے گا
 اور نزدیک امام زفر کے دونوں کا لیا جاوے گا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونوں کو لیکے گذرے تو دونوں کا بمیوان حصہ لیا جاوے گا
 اور اگر فقط نزدیک لیکے گذرے تو نہ لیا جاوے گا بمیوان حصہ لیا جاوے گا اور اگر فقط سو لگاؤ کو لیکے لیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص مال مضارب سے گذرے جائز ہے کہ
 کہ اوس مال سے عاشر کچھ کو اسوا کہ وہ مال اوس کے پاس امانت ہو مگر یہ کہ مال مضارب میں اگر ایک حصہ لیا کو بیچے تو اس کے حصے کو اسی سے
 لیا جاوے گا اور اگر کوئی غلام یا دونوں گذرے تو اگر قصداً نہ ہو تو کچھ نہ لیا اور اگر قصداً نہ ہو تو اگر مولیٰ اوس کا دس کے ساتھ نہ ہو لیکو اور اگر ساتھ نہ ہو تو نہ لیا

باب رکاز کے بیان میں

رکاز اوس مال کو کہتے ہیں کہ زمیں کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو نوکان پیدا ہوتی ہو اور خزانہ رکھا جاتا ہو کان سمے کی اور شیل
اوسکے زمین خراجی یا غصیری میں ہو یا پانچواں حصہ واجب ہو تاہم **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ رکاز میں
پانچواں حصہ ہی اخراج کیا اوسکا صحیح مسندہ والوں نے **ص** اور باقی سب پائے والوں کا ہر اگر کوس میں کا کوئی مالک نہیں ہے
اور اگر وہ زمین کی ملک ہو باقی مالک کو ہر اور اگر کسی کے ٹھہرنے کی کچھ کھانا تو اوس میں کچھ واجب نہیں ہوتا اور اگر اپنی زمین میں پایا تو
اوس میں ایک وایت میں کچھ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہر اور موتیوں اور عنبر اور فیروزے میں اگر پہاڑ پر طین تو زکوۃ انویں میں
ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا خمس فی النجی یعنی نہیں ہے پانچواں حصہ پتھر میں اور یہ حدیث
ہر یسین ہے اور اس لفظ سے نہیں بی مان روایت کیا ابن ہشامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لا ذکوۃ فی حجر یعنی نہ
زکوۃ پتھر میں دو طرحی ہوتی ہے اور دونوں ضعیف ہیں پہلا بسبب عمر بن ابی عمر کلامی کے اور دوسرا ساتھ محمد بن عبد العزیز کے
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مکرر سے کہ نہیں ہے موتی اور زرد موتی زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں اور ایسا ہی ہے عنبر
اور یزید بابا مام اور صفیہ اور محمد کا ہر اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زکوۃ کی قسم سے ذرا سہ کالی جاوے اوس میں پانچواں حصہ دے
اسواسطے کہ حضرت عمر نے لے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث بیہمین ہے اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کہا لا مال
میں لیکن سنا اوسکا ضعیف ہے علاوہ اسکے کہ ما شیخ ابن العمام حصہ اللہ علیہ ان ثبوتہ عن عمر رضی اللہ عنہم کثیر
اصلاً انتھی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ نہیں صحیح ہوا ہرگز لیکن روایت کیا عبد الزاق نے ثبوتہ عن
یسا کہ بن الفضل عن عمر بن عبد العزیز انہ اخذوا من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے
پانچواں حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری کا کہ انھوں نے عنبر اور موتی میں پانچواں حصہ ہر اور روایت کیا شافعی
ابن عباس سے ان راویہ عن ابن عباس قال کان عاملاً یعدنی سأل ابن عباس عن العنبر فقال لو کان
قیۃ شیء فان خمس یعنی پوچھا ابن عباس سے کہ اگر ہوا اوس میں کچھ تو پانچواں حصہ ہر اور اسے شک معلوم ہوتی ہر اور
دلیل جاری یہ ہے جو روایت کیا ابو یوسف نے کتاب الاموال میں ابو شافعی نے بھی ثبوت ابن ابی مریعہ عن داؤد بن عبد الرحمن
القطار سمعت عمر بن خطاب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی العنبر خمس

عبدالکریم فرزند کو
تجارت کے لیے پہنچا
"اوصاف حق تعالیٰ کے ہیں"
منہ مذکور
عبدالکریم
عربی اہانت بخت
کی دوسرے نواد کو
عبدالکریم کہتے ہیں

محمد بن عبد العزیز
عمر بن ابی عمر طاعی

کر دے ہر مال زکوٰۃ کا دوسرے شہر میں بھیجا کر دے ہر گریزہ زکوٰۃ یا اونکو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہوں

باب صدقة فطر کے بیان میں

صدقة فطر کا گھون یا او سکے آئے یا او سکے سنت سے یا سو کے انکو سے آدھ صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع اور وہ صاع سہین
 اٹھ اٹھ ماش یا سو ساو **ف** صدقة فطر واجب ہر کو کو کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوٰۃ عید فطر کی یعنی عید
 او سکا پاکی ہر واسطے مسلمانوں کے لغو اور رفق سے اور کھانا ہر واسطے مسکین کے سوچنے لو کہ کیا او سکوں قبل ناز کے سو وہ زکوٰۃ
 مقبول ہو جس نے ادا کیا او سکوں بعد ناز کے تو وہ ایک صدقہ ہر صدقوں سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
 اور کما دارقطنی نے کہ نہیں ہر او سہین کوئی مجموعہ ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہمارے بیان کی ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھ صاع گھون یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو
 روایت کیا اسکو ثعلب بن صغیر حدیثی یا صغیر حدیثی یعنی اختلاف ہر اسہین کہ حدی دال سے ہر یا حدی ذال اور کے سے
 تو وہ حدیث ہوی ہر سن ابو داؤد اور دارقطنی اور سند عبد الرزاق میں اور اختلاف ہر او سکی نسبت اور نام اور متن حدیث میں
 لیکن اختلاف نسبت میں ہوی ہر کہ حدی ہر یا حدی ذال کے پیش اور کے سے تو بعضوں نے کہا ہر کہ حدی ہر نسبت ہر
 ساتھ او سکے بڑے دلو کے اور کھانا ہر کہ حدی ہر لو ہر صحیح ہر اور ذکر کیا اسکو مغرب وغیرہ میں اور صحیح کیا ابو علی ختانی نے
 حدی ہر کو اور کنیت او سکی ابو محمد ہر اور اختلاف نام میں ہوی ہر کہ وہ ثعلب بن ابی صغیر ہر یعنی ثعلب بن عبد اللہ بن ابی صغیر ثعلب
 بن عبد اللہ بن صغیر اور اختلاف متن میں ہو ایک روایت میں ہر صدقة الفطر صاع مین ثمنی او فقہ عن کل سراسر
 یعنی صدقة فطر ایک صاع ہر کھجور سے یا گھون سے ہر آدمی کے پیچھے اور ایک مین ہر صدقة الفطر صاع مین ثمنی او فقہ عن کل سراسر
 ثمنی یعنی صدقة فطر ایک صاع ہر گھون سے دو آدمیوں مین کہ صاحب امام نے کہ ممکن ہر تحریف راس کی طرف انہیں کے ہر
 لیکن یہ احتمال ہے کہ یہ لو کہ اکثر فقہان صحیحین لفظ انہیں کا وارد ہر کہ عبد الرزاق نے اخبرنا جری عن ابن شہاب
 عن عبد اللہ بن ثعلبہ قال قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس قبل یوم الفطر یبذلون
 او یبکون مین فقال اذوا صاعا ثم یبذلون او یبکون ثمنی او صاعا ثم یبذلون او یبکون ثمنی او صاعا ثم یبذلون او یبکون
 او کہ کہی کہ خطبہ ہر ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کہی ان فقہ کے ایک ان یا دو دن ہر کہ ادا کرو ایک صاع گھون سے یا
 دو آدمیوں کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہر اور روایت کیا بخاری سن ۱۰۰
 وغیرہ میں نے ابن جریر کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو رمضان کو گون پر ایک صاع کھجور سے یا جو سے او پر
 آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانوں مین اور ایک روایت میں ہر کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کا اور لازم
 کہ حجت بکری ہو او سہین جسکو روایت کیا مالک نے مستدرک مین ابن عباس سے ائہ علیہ السلام امر صا ریحا
 یطین مکة یبکون ان صدقة الفطر حق واجب علی کل مسلم صغیر او کبیر حرا او مملو الحدیث
 یعنی صدقة فطر کا حق ہر واجب ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث نکا اور امام شافعی کے نزدیک یہ چیز
 مین ایک ہر صاع ہو اور دلیل لے ہر ساتھ حدیث ابو سعید خدری مسککہ ہر نکالتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بکری

زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقط سے یا ایک صاع جو یا کھجور سے یا کھجور خشک سے تو ہم ایسا ہی کاتے رہے یہاں تک کہ لے کر معاویہ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگوں سے منبر پر قیام کیا کلام کہ جانتا ہوں کہ دو گ کیوں شام سے برابر ہوگی ایک صاع کھجور کے تو لیا او سکود لوگوں نے اور میں ایسا ہی کالتا تھا جس کا کلام تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں مشہور ہیں ایک حدیث نقل ہے کہ جو اوپر گزری اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے حسن بن انعمان ابن عباس سے کہ خطبہ پڑھا انھوں نے اخیر رمضان میں ابھر کہ میں سو کہما کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع کیوں ہے آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے بھی فقہ ہیں مگر حسن نے نہیں بیان عباس سے تو وہ مرسل ہو اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہو اور روایت کیا ابو داؤد و مرسل میں سعید بن مسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی دو گ کیوں ہے اور روایت کیا او سکود طحاوی نے کہا متقیع بن اسناد او سکود صحیح ہو مانند آفتاب کے اور ہونا او سکود مرسل نہیں خبر کرتا ہو اور مرسل سعید کے حجت ہیں اور نہایت ملول کیا اس مقام میں شیخ ابن المہام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سبلیوں کو اس باب میں جس کا جی چاہے دیکھ لیوے اور سننے بوجہ خوف تطویل کے ترک کیا **ص** اور مرسل صاع سے صاع عراقی یا صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس تار کا ہوتا ہے اور استار ساڑھے چار مثقال تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہے **و** اور دلیل اوکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا صاع ہونے چھوٹا ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہی ملے روایت کیا ابن جبار نے اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ کے کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے صاع ہونے اور ہر ہار بڑا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ برکت و بکے صاع میں اور برکت کے چھار قلیل میں اور کثیر میں اور ہر کو ساٹھ ایک برکت کے دو برکتیں اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ طل اور تمانی طل ہے اور دلیل اوکی یہ ہے کہ وہ آئے مینے میں اور دیکھا قریب پچاس آدمیوں کے انصار اور صحابہ کی اولاد میں کہ صاع اونکا پانچ طل کا تھا او کچھ زیادہ اور کہا انھوں نے کہ یہی صاع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہما انھوں نے ترک کیا سینے قول ابو حنیفہ کہ روایت کیا او سکود یہی ہے اور مروی ہے کہ مشافوہ کیا اوسے امام مالک نے اور حجت پکڑی اوں صاعوں کے لائے تھے او سکود لوگ حرجی کہ ابو یوسف نے طرف انکے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مروی ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ شے کے برابر دو طلون کے اور غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ طلون کے اور ایسا ہی فخر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ میں میں طعون میں روایت کیا او سکود دارقطنی نے اور ضعیف کیا او سکود لو جابر سے بھی روایت کیا اوسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا او سکود ساتھ عمر بن موسیٰ اور یثرب موسیٰ بن ہارون و ناسم صاع اور مد کا ذکر نہیں اور اسی حدیث سے دلیل لے صاحب ہدایہ کہ ایسا ہی تھا صاع عمرہ کا اور روایت کیا او سکود ابن ابی شیبہ نے بھی بن آدم سے کہا کہ سنائیے حسن بن صالح سے بقول مسلم عن عمر بن الخطاب قال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمرہ کا آٹھ طل کا ہوتا ہے اور کہنا شریک نے کہ اکثر تھا سات سے اور کہ تھے آٹھ طل سے اور روایت کیا مانند اسکے موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا او سکود طحاوی نے بھی ہر حال یہ روایت صحیح ہے **ص** اور اگر صدقہ فطر میں پچہ گھون دیکھنے کے کہ گھون کو کھیل سے ناپے درست ہے اور امام محمد نے نزدیک نہ کھیل کے درست نہیں اور گھون سے مستحب ہے

منشی عالی
وزارت گروہ
خیابان میرزا
حسن خان
میدان
میرزا حسن خان
میدان

جہاں کہ چیزوں کو گھوٹوں سے خریدتے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک زعمون کا دینا ہر جگہ مستحب ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہر ایک شخص پر جو خیرینے آزاد ہو سکے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب کوہ کا کہ زیادہ ہو حاجت اصلی سے تو سونے اور چاندی مال تجارت میں صدقہ واجب ہے اگرچہ مال پر رائے گزرے اور اگر سوا ان مالوں کے ہو جیسے گھریلو رہنے کے لیے اور نہ تجارت کے لیے اور قیمت کو نصاب کو پہنچتی ہے فقہ فطر اس سے واجب کا اور زکوۃ واجب ہوگی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اگرچہ مالک نصاب کا ہے لیکن صدقہ پر قادر ہوا کو صدقہ دینا واجب ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے صدقہ مگر مالدار سے روایت کیا اسکو امام احمد سند میں اور ذکر کیا اسکو بخاری تعلیقاً اور وہ جو دلیل لیتے ہیں امام شافعی ساتھ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ادا کر ایک صاع گھوٹ سے ہر شخص سے بڑے ہون یا چھوٹے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام امیر ہو یا فقیر لیکن ہر شخص پر تو پاک نہ رہا ہو اسکے مال کو اللہ تعالیٰ اور فقیر کو سوچ دیتا ہے اللہ اوپر اکثر اوس سے جو دیتا ہے روایت کیا اسکو احمد نے اور ضعیف کیا اسکو ساتھ نعمان بن راشد اور جہالت ابن ابی صغیر کے اور بقدر حاجت ہمارے روایت کے مقابل ہوگا مگر ترجمہ کتاب کی دلیل امام شافعی کی وہ ہے جو روایت کیا بخاری باسناد صحیح ابو ہریرہ کے کہ انھوں نے زکوۃ فطر کی اور ہر آزاد اور غلام اور مرد اور عورت چھوٹے اور بڑے فقیر یا مالدار کے ہوا کہ ہمارے کہ بڑا چھوٹا جو کہ رفع کرتے تھے اسکو زہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن صاحب امام نے کہا کہ یہ حدیث وقت اسکا صحیح ہے اور وقت اس مقام میں یا نذر من کے ہے **ص** حسب صدقہ فطر واجب صدقہ زکوۃ وہ محروم ہوگا اور زکوۃ اوپر حرام ہے **ف** ہمارے نزدیک اس واسطے کہ وہ مالک نصاب کا ہے بخلاف امام شافعی کے **ص** صدقہ فطر نے اپنی جان کو اس واسطے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو مرد اور عورت ہر اور گداری یہ حدیث اوپر **ص** اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو اور اپنے غلام لونڈی کی طرف سے جو خدمت کے واسطے ہیں اگرچہ مرد یا کافر یا ام ولد ہو **ف** مدبراوس غلام کو کہتے ہیں جسکو سولی نے یہ کہا ہو کہ بعد سیر کرنے کے تو آزاد ہو اور ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو کہ کافر غلام کی طرف سے بھی صدقہ کا واجب ہے اس واسطے کہ کافر غلام بھی مال ہے اور سب جو بے صدقہ کا بھی مال ہے اور نہیں دخل ہے اور میں کافر اور اسلام کو اور رسول کے ایک حدیث مطلق وارہ نہیں ہے یہ قید اس میں مسلمان اور کافر کی اور کسی کے کہ روایت کیا واقطنی نے ابن عباس کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر علی کل صغیر وکبیر ذکر وَاُنْثٰی یھود وْ نِصْرَانِیْ اَوْ نَصْرَانِیْ حُرٍّ اَوْ مُمْلَکٍ یَصْفُ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ یعنی صدقہ فطر کا ہر فقیر اور کبیر اور مرد اور عورت اور بچہ اور نصرانی آزاد یا غلام ہر صاع ہر گھوٹ سے اور ایک صاع تمر سے یا جو سے لیکن یہ نہایت ضعیف ہے بلکہ شامی اسکو موضوعات میں کہا شوکانی نے و زیادہ بھوکہ دیتی اَوْ نَصْرَانِیْ مَوْضُوعَةٌ نَّفَقَ دَہَا سَلَامَ الطَّوْلِ دَہُوَ مَثَرُکَ یعنی زیادتی یہودی اور نصرانی کی موضوع ہے ہر فقیر کا ساتھ اسکے سلام طویل راوی اور وہ متروک ہے اور کہا ابن الہمام نے بَلْ عَلٰی الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ قَبْلِ سَلَامِ الطَّوْلِ فَإِنَّهُ مَثَرُکَ مَرْمِیْ بِالْمَوْضِعِ یعنی شامی کی یہ حدیث موضوعات میں بسبب سلام طویل کے اس واسطے کہ وہ متروک ہے نسبت کیا گیا ہر طرف بنا ہے حدیث کے اور یہ حدیث ضعیف ہے **ص** میں اور جو بھی روایت ہے ہر اور اسکا کہ میں نے نہیں ملا **ص** اور اپنی جو روایت کی طرف سے اور ہر ایک کے

ابن ابی صغیر
نعمان بن راشد

ابن عمر

صدقہ ندیوں اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک بھصا کا یعنی غنی ہو بلکہ اس کے مال سے دیکو اور کتاب کی طرف سے اور اس غلام کی طرف سے جو تجارت کے واسطے ہو اور اس غلام کی طرف سے جو بھگنے والا ہو نہ دیکو مگر جب بعد بھگنے کے پھر آیا ہو تو اس کی طرف سے دیکو اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریک کے بیچ میں ہو وہین تو ان غلاموں کی طرف سے کسی شریک کے صدقہ واجب ہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دو نون پر واجب ہو اور اگر ایک کے اختیار سے بیچا گیا تو جب کا ہوا عبد الفطر کی صبح میں اس پر صدقہ لازم آویگا **ف** یہ اختلاف اس صحت میں ہو کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کسی کے نزدیک کسی پر صدقہ واجب ہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عبد الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہو یا پیدا ہوا یا عبد الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اس کے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ٹوٹنے سے واجب ہوتا ہو تو جو اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو جب تک اس پر واجب ہوگا نزدیک ائمہ اور جو شخص کہ عید کی رات میں مر جاوے ہر نزدیک صدقہ اس کی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہو اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کیے نزدیک واجب ہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیکو تو درست ہو **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی یہ ابن عمر سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی علیہ وسلم صدقہ فطر کا یہاں تک کہ مال ہو تو دے دیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور تعب یہ صدقہ فطر کا جمع ہونے کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اس کی یہ کہ روایت کیا امام نے کتاب علوم الحدیث میں اس باب میں جبکی زیادت ساتھ ایک راوی منقول آتا ابوالبباس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن ابی حمزہ الشافعی ثنا انصار بن حماد ثنا ابو معشر بن یافع عن ابن عمر قال قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يخرج صدقة الفطر عن كل صغير وكبير من امرنا وصا عا من امرنا وصا عا من ذبيبة او صا عا من شوبيا وصا عا من قبيح وكان يأمُرنا ان نخرجها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسمها قبل ان يتصرف الى المصلى يقول اغنقوهم عن الطواف في هذا اليوم يعني علم کیا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ صدقہ فطر کا چھوٹے سے آڑے یا غلام ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو یا گیسو سے اور حکم کرتے تھے ہر ایک کا لین چھوٹے کو قبل نہاد کہو تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرنے تھے صدقہ کو قبل جانے کے طرہ عید گاہ کو کہتے تھے کہ بے پروا کرو اور ان کو چھوٹے سے لینا غنی کو بھالنے سے اور اگر غریب کے دینے میں تو اس کے ذمے سے نہیں ہونے لگا **ف** اس واسطے کہ صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان پر جو کھانا

کتاب الصوم

کھا اپنا جامع ترک کرنا فرض ہے آفتاب ڈوبنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے سلطان ماضی بالغ ہوا اور اگر کسی اور کا فرض ہو اور اگر کسی مذہب سے ترک ہو جاوے تو قضاء بھی فرض ہو اور روزہ نذر اور کفائے کا واجب ہے اور اس کے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صیغہ یہ کہ روزہ نذر اور کفائے کا بھی فرض ہے اور واجب ہے اور اس کا فرض نہیں اور نہ ہوتا کیا اس کو صدقہ الشریعہ نے **ص** اور ہر مہینہ کھا ہو کہ روزہ رمضان کا فرض ہو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کتب علیکم الصوم یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اس کے فرض ہونے پر اجماع ہے تو اس واسطے انکار کرنے والا اس کا کفار ہے اور نذر کا بھی روزہ ایسا ہی واجب ہے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھو تم پر روزہ یعنی پوری کریں نذرین اپنی اور باقی تفصیل کی

اصل میں کہ روئے اور رمضان کے روزے روزہ رکعت کے راست سے دوپہر کے قبل تک درست ہو اور دوپہر کو درست
 اور قدری میں ہو کہ زوال تک درست ہو اور صبح اول ہفت اور امام شافعی کے نزدیک نیت راست درست ہو اور روئے
 جائز نہیں اور دلیل لائق میں ساتھ اس حدیث کے روایت کیا جسکو اصحاب بنی اربعہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نہیں روزہ ہو شخص کا جس نے نیت کی روزہ کی راست اور اختلاف کیا ہو انھوں نے لفظ حدیث میں روایت ابن عباس میں کہ
 نہیں صیام میں اسکا جس نے فرض کیا اسکو راست اور معنی لایا کہ میں اور اختلاف ہو اس کے رفع اور وقف میں اور نہیں اہل بیت کیا
 اسکو مالک نے موطا میں مگر کلام ابن عمر اور حضرت عائشہ اور حفصہ سے اور اکثر اس کے وقف پر ہیں اور تحقیق رفع کیا اسکو عبد اللہ
 بن ابی بکر نے زہری سے پہنچا ہے کہ اسکو حفصہ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ثابت کرے روزہ کو قبل فجر
 تو نہیں روزہ ہو واسطے اس کے اور وقف کیا اسکو زہری سے حفصہ پر عمر اور زہری اور ابن عیینہ اور یونس امل نے اور عبد اللہ بن ابی بکر
 اور رفع زیادتی اور زیادتی فضلی مقبول ہو اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عائشہ سے اور اس میں لفظ بیعت کا ہے میں کہ حضرت
 القیام قبل الفجر فلا حیسیام لہ یعنی جو شخص کہ راست نہ کرے روزہ قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہو واسطے اس کے کہ دارقطنی
 نے نقل کیا ساتھ اس کے عبد اللہ بن عیاض نے مفصل سے ساتھ اس کے اور سبقت میں اور کہا یہی ہے کہ اسناد میں اس کے عبد
 بن عباد غیر مشہور ہے ابو یوسف بن ابوب قوی نہیں اور وہ اس کے حال میں ہے اور کہا ابن حبان نے عبد اللہ بن عباد بصری بدل بتا ہے
 حدیث کو اور اولٹ دینا ہوا کہ روایت کیا اس نے روح بن العرج سے ایک نسخہ منسوخ اور دلیل ہوا یہ کہ روایت کیا صحیحین
 سلم بن اویس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اس سے یہ کہ خبر کو گو کہ کو تو جس نے کہا لیا تو چاہیے کہ روزہ رکھے
 باقی دن تک اور جس شخص نے نہیں کھایا تو روزہ رکھے اس واسطے کہ یہ دن عاشور کا ہے اور عاشور فرض تھا رمضان فرض ہے
 پہلے اور وجہ سے کھایا اسکو ابن الجوزی کہ عاشور فرض تھا بلکہ سنت تھا کہ کو روایت ہے صحیحین میں یہ کہ اس کے سنائے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشور کا ہے نہیں فرض کیا گیا ہجر روزہ اسکا سوچا کہ جیسا کہ روزہ رکھو میں روزہ
 سے ہوں تو روزہ رکھا لوگوں کے ساتھ آپ کے اور ایک دلیل سنت ہے کہ اس کے یہ کہ نہیں حکم کیا حضرت نے قضا کا اسکو جس نے کھایا
 اور جواب یہ کہ ساری اسلام اکابرین فتح مکہ میں تو اگر کسی انھوں نے یہ حدیث بعد اسلام کے تو سنا ان کا نوین برس ہجری یا دوسرا
 ہجری میں ہو گا اور یہ بدیہ منسوخ عاشور کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو قبل وجوب عاشور کے ہو گا اور روزہ کا
 کا فرض تھا اور پھر پھر رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہے صحیحین میں حضرت عائشہ سے کہ تھے قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے عاشور کا
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے لو سدن تو جب آئے میں نے روزہ رکھا اسکا اور حکم کیا لوگوں کو روزہ کا
 اسدن اور جب فرض ہوا رمضان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جب کا جیسا کہ روزہ رکھو اس دن زیادہ رکھو واجب حدیث
 سلم بن اویس کی حجت ہو گی اور وہ قوی ہو اس حدیث سے استدلال لائے امام شافعی کہ کو نہ ذکر کیا ہے اختلاف کو اس حدیث میں
 اور وہ صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیا ان کے پاس اعرابی اور کہا اس نے
 کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ جس شخص نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور جس نے کھایا تو نہ کھا وہ باقی دن قویہ حدیث کہ میں باقی نہیں گواہ
 مشہور روایت میں ہے کہ آیا اعرابی ان کے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو حکم کیا آپ نے میں کہ روزہ کہیں کل کے روزہ روایت کیا

نہیں ہو کہ کتب میں
 کہ ایک شخص نے روزہ
 رکھا اور اس نے اس کا
 نسخہ لکھا اور اس کا
 ہوا کہ وہ نسخہ لکھا
 میں کہ وہ نسخہ لکھا
 اور اس کے دن میں لکھا
 کہ وہ نسخہ لکھا
 کہ وہ نسخہ لکھا
 کہ وہ نسخہ لکھا
 کہ وہ نسخہ لکھا

اوسکو ارقطی نے اور مروی ہے سنن البیہ میں ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھتے
چاند کو کہا حسن یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں ہو
کوئی معبود سوا اللہ کے کہا کہ مان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا کہ مان فرمایا ای بلال پکارو لوگوں کو
کہ روزہ کھیں یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اوسکی
حدیث ارقطی کی جو بیان کی ابھی ہے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں کمال ہے روزہ کا
بدون نیت کے جیسے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ اَوْ لَا اَیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ اَوْ لَا صَلَوةَ لِلْعَبْدِ
الْاَبْرِقِ اَوْ لَا صَلَوةَ فِي الْاَسْرِ مِنْ الْمَخْصُوفَةِ وَلَا مِنْ لَنْ لَا عَهْدَ لَهُ اَوْ سوا اسکے وَاللّٰهُ اعْلَمُ **ص** اور اگر
نیت غلط ہو گئی کی کرے کہ میں روزہ اللہ کا کل رکھوں گا اور معین کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاوے گا اور
اگر رمضان کے مہینے میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر رمضان یا سائر مہینوں میں
دوسرے واجب کی نیت کرے گا تو وہی روزہ ادا ہو گا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ میں فلاں روزہ رکھوں گا
اور اوس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہو گا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض ہو
نفل کا روزہ ادا ہوتا ہے نفل کی نیت سے اور صرف نیت سے اور نیت قبل و بعد کے کرے اور دو پہر کے بغیر **ف** اور امام مالک
کے نزدیک رات کی نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہو اوسکا جس نے نیت کی اوسکی رات سے
اور حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزہ اور نفل روزہ کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دہینے
اور پھر پوچھتے تھے گھر میں آنکے کچھ کھا نیکی ہو سوا کہ کھا جائے کہ نہیں کہتے تھے میں روزہ دار ہوں اور اگر کھا جاتا تھا کہ پھر کھاتے تھے
اور نیت کر چکے تھے روزہ کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر وغیرہ میں کیوں اسطے
شرط ہے رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابرو جیسے بیسویں رات میں شعبان کی اوسکے بعد دن کو روزہ رکھیں **ف**
کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو تو اگر ابرو چھٹا کر
اور پھر پوری کو گنتی شعبان کی بیسویں دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ ہو دن شک کے رمضان
مگر نفل ایسا ہی ہے پھر تخمین اور یہ حدیث مجکو نہیں ملی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل لاق میں ساتھ حدیث کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیا
اوسکو ابن طاہر نے تذکرے میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری
تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو صاحب سنن ابی یوسف کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو
خطیب نے تاریخ بغداد میں اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشَاطُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ یعنی جس نے روزہ
رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰهُ اعْلَمُ تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** اور اگر روزہ
واجب کا روزہ اوس دن کھا تو کہہ وہی ادا ہو جاوے گا واجب صحیح مذہب میں اگر معلوم ہو کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم
کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب نزدیک اگر وہ دن اوسکے

روزہ رکھنے کا ہوا اور نہیں تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں اور اگر ایسا
 شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اور کھانا کھانا
 اور کروہ ہی کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی اور نہیں تو دوسرے واجب کا ہی یا نہیں تو دوسرے
 نقل کا ہی لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور باقی دو صورتوں میں فصل ہو جائیگا اور جس شخص نے
 رمضان کا یا عید کا چاند کیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے وہ دونوں صورتوں میں اگر چہ اس کا قول قبول ہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا
 روزہ رکھے اور کفارہ اور سپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اس واسطے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَوْمُوا لِي يَتِيَّهَ وَافْطِرُوا لِي يَتِيَّهَ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھنے اور افطار کر چاند دیکھنے
 یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھ لو شوال کا اور شروع کرو جب کھلو چاند رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگر چہ
 قاضی کے نزدیک مقبول ہو کہ اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھنے اور افطار کرنا اور ہمارے
 نزدیک واسطے واجب ہوگا جب قاضی نے اس کی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہ بڑ گیا اور حد
 اور کفارہ دفع ہو جائے ہیں شک و شبہ سے کذا فی الهدایۃ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اس کی شہادت رد کرے افطار کیا تو لوگوں
 اختلاف ہو سنا مح کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پور کر لیے تو روزہ موقوف کرے جب تک امام مقبول
 کرے اس واسطے کہ وجہ ابہر واسطے احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہو اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے
 افطار کیا تو ابہر کفارہ نہیں **ص** اگر آستان میں بی بی یا غبار ہو تو رمضان کے چھینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے
 اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنانہ کی تحت کسی کو لگائی ہو کہ اور اسکے بدلے میں وہ دیکھا گیا ہو اور پھر اس نے توبہ کی ہو
 اور امام شافعی کے نزدیک و آدمی لازم میں اور دلیل اور پھر یہ کہ روایت کیا اس کو صاحب بن ابی عیسیٰ کہ آیا ایک اعرابی نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ کھانا کھانے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں یہ کوئی معبود ہوا اللہ کے
 کہا اس نے مان بھر بھر چا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اس نے کہ مان فرمایا کہ ای بلال پکارو لوگوں کو کہ
 روزہ رکھیں اور بیان کیا اور ہر عیناں حدیث کو **ص** اور شوال اور ذی الحجہ میں مرد یا ایک مرد اور دو تین میں کھانے چاند بچھا
 یعنی گواہی دین **ف** اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی اس میں بھی قبول ہوگی اور ایسا ہی ہر شخص میں اور
 اس میں کہ بھی صحیح ہر انتہی اور کھتا ہوں میں کہ اس کو موافقت کرتی ہیں احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہار نے اس کو احتیاط
 عین کیا **ص** اور جب کوئی آسان میں علت ہو کہ اور مطلع صاف ہو کہ تو شرط ہے کہ تینوں مہنوں کے واسطے جھٹکا
 آدمی ہوں تو ان کا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ ان کے سچے ہونے پر عمل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے
 چاند کی گواہی دی ہو آسان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تیس دن کے اور تیسویں دن پھر پھر ہوا تو ایک شخص کی گواہی
 افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص عادل نہ ہوں اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جائیگا
 اور قیاس بھی یہ ہے کہ اگرچہ نہ مذہب معلوم ہے کہ تیس دن زیادہ نہیں ہوں بلکہ لو اس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں قبول تھی تو لو
 حساب تیس دن ہو چکا نہ ہوا ضرور ہو گا یا اس کی گواہی قبول کرے کہ اس شخص کی ملکہ دیکھا ہو تو لازم ہو گیا واللہ اعلم بالصواب

باب وزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اوٹلی قضا و نفقائے کے حال میں

جو شخص کہ قصد اجتماع کرے باجماع کیا جائے قبل یا بعد من یا کچھ کھائے یا پیوے نہ کیا اسے سو یا دو اس کے لیے ایچھا لگا و
اور معلوم ہوا کہ کو کھیر روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد کھا لیوے تو ان صورتوں میں قضا روز کی کرے اور کفارہ دیوے
جیسے کھار کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصد توڑنے میں ہوا اور دوسرے روزہ کیو اسطے نہیں **ف** ظہا
اوسے کہتے ہیں کہ اپنی سوچی کسی عضو کو جو عورتین کہ اوپر حرام ہیں ان کے عضو سے تشبیہ دیوے اور اسے ایک غلام آزاد کرے
اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پر در پی روزہ رکھے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے لیکن قصد کھا پینے
سو اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سو اوپر ہر جو ظہار کرنے والے پر ہو کر کیا اسکو
صاحب ہا یہ نے اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک
شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسے رمضان میں یکہ آزاد کرے ایک غلام پاروے رکھے وہ مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا
کھلاوے اور جماع بھی روزہ کو افطار کرتا ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے
صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہاں ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تب کو کہا
اوسے کہ جماع کرے مہینہ اپنی نورستے روزہ رمضان میں نہ فرمایا آپ نے کیا پاتا ہے تو غلام کو کہ آزاد کرے اسکو کھانا نہیں فرمایا کرت
کھانا ہے تو دو مہینے روزہ رکھے کھانا نہیں فرمایا کرت طوافت کھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے کھانا نہیں فرمایا بیٹھ تو لا نبی علی آ
علیہ وسلم ایک نوکر آکر اوسے کہجی سو فدا کرنا قصد کرنا کہ مسکینوں پر کھانا اوسے اس سوال میں نے ایدہ مجھے فقیر کوئی قسم
کی نہیں ہر شہر کے کھانا دن تک اور اوسے بیچ میں کوئی گھر فقیر یا وہ ہو سکے گھر سے سوہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کہ
کہ لگے کے دانت آپ کے غار پر ہوئے پھر فرمایا کہ لجا اسکو کھلا اپنے گھر کو کما ہر شے کہ اس کے واسطے خاص نعت تھی اور اگر کوئی
شخص ایسا کرے تو نہیں چارہ نہ اسکو کھائے نہ اور واقع ہوا روایت ہوا میں مغل آنت و عبالک عجی ناک
ولا یجیئی احدک بعدک یعنی نہ کھائے اور یہ خیال کافی ہو جاوے گا تب سے اور نہ کافی ہوگا سو اتنے اسکو بد تیرے
لیکن کہا ابن العاصم کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خصوصیت ہے کہ نہ دارقطنی کی روایت
میں ہر فقد کفر اللہ عنک یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے تجھے واللہ اعلم **ص** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو تو اسکو
روزہ یاد تھا اور کفلی کرنے لگا تب اوسے حلق میں بغیر قصہ کیے ہوئے بانی جلا گیا یا کسینے اسکو زبردستی افطار کر دیا یا تمہد لیا
یا ناک یا کان میں دانی والی یا سر کے زخم میں دال کا فی اور دماغ میں گئی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اس کے پیٹ میں دوا لگی
یا اوسے سنگر زہر نکلا یا بھر زہر نہ اپنی خواہش سے تو کی یا بھر کھایا یا افطار کیا اس شب سے کرات ہے اور وہ دن تمہا یا جو ہے
کچھ کھالیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد کھا یا عورت سوئی تھی اور جماع اوسے کیا گیا یا رمضان کے مہینے
میں روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا جماع نہ کیا ہے تو یہ سب صورتوں میں قضا کا روزہ ہے
ف روایت کیا ابو یعلیٰ ہو صلی نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اوسمیں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
افطار اوس چیز سے کہ داخل ہو و اور نہیں ہے اوس سے جو نکلے کہا ابن العاصم نے لاشک فی شوبہ موقوفاً علی جماعہ

حسن ہوا حسن حجت پر مثل صحیح کے اور بچنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اسکی یہی حدیث ہے اور امام احمد رحمہ اللہ
 حجت نہیں بچنے لگانا روئے کو توڑنا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْحَجُّ مُمْفَطَرٌ یعنی افطار کیا
 بچنے لگانے والے نے اور جسکے بچنے لگے روایت کیا اسکو ترمذی اور ہارثی لیل یہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تین خبریں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور فی اور اہتمام اور دوسرے کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بچنے لگانے اور آپ احرام سے تھے اور بچنے لگانے اور وہ روزہ دار ہوئے تھے روایت کیا اسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا اسطے
 انس کہ کیا تم کو وہ کہتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو کہا انھوں نے کہ نہیں مگر نسبت
 روایت کیا اسکو بخاری نے اور کہا انس اَوَّلُ مَا كَرِهْتُ الْجِمَامَةَ لِلصَّائِمِ أَنَّ جَعْفَر بْنَ أَبِي طَالِبٍ اسْتَحْتَجَمَ
 وَهُوَ صَائِمٌ فَخَسَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفْطَرَ هَذَا أَشْمَ رَحَّصَ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ نِي الْجِمَامَةِ بَعْدَ الصَّائِمِ وَكَانَ انس يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارِ قُطَيْبِيُّ وَقَالَ فِي
 رِوَايَةٍ كُلُّهُمْ نِفَاتٌ وَلَا أَعْلَمُ لَهُ عِلَّةٌ يُنْفَى أَوَّلُ جَمْرٍ وَهْ رَكْعَاتٍ حِمَامَةٍ كَوَاسِطَةٍ صَائِمٍ كَتَوَاسِطٍ
 کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گدے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اونے
 پھر حضرت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کرتے اور وہ روزہ
 ہوتے تھے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ائمہ ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں اس میں کس طرح کی علت اور فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اس سے جو داخل ہوگا اور نہیں ہے
 اس سے جو خارج ہو اور فی اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جانا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے فی اور وہ
 روزہ دار ہوگا تو نہیں ہوا سو قضا اور جوئی کرے قصد اتو قضا کرے روز کی کہتا رہی یہ حدیث حسن غریب نہیں ہے چنانچہ ہم
 اسکو حدیث ہشام بن حسان انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن یوسف
 سے کہا بخاری نے نہیں لکھا ہوں میں اسکو محفوظ سبب اسکے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اوپر شرط نہیں ہے اور ابن حبان نے اور
 روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ائمہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یوسف کی ہشام
 بن حسان شخص بن غیاث نے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور سکوت کیا اوپر اور روایت کیا
 اسکو مالک نے موطا میں موقوف اوپر ابن عمر کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے حدیث از اسے موقوف اوپر ابو ہریرہ کے اور قزوینی
 اسکو عبد الزاق نے ابو ہریرہ کے اور وہ جو حسن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے
 اوسدن اور نگاہ کیا ایک برتن اور بانی پیاسو کہا صحابہ نے ای رسول اللہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ان لیکن فی کی
 نینے معمول ہے اور قبل شروع کرنے روز کے یا بوجہ ضعف کے واللہ اعلم اور سرمد لگانے سے بھی روزہ نہیں جانا اسواسطے
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابو حاکم سے انھوں نے انس کے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیماری بیان کی اپنی
 انھوں نے کہا سرمد لگاؤں میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کہتا ترمذی نے نہیں اسناد اسکا
 قوی اور نہیں صحیح ہے اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابوعاقلہ اجماع ہوا اسکے ضعف پر اور روایت کیا ابن ماجہ نے

بقیہ سے حدیث شاکر بن حاتم عن شاکر بن حاتم عن ابن عمر عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَلْفَعَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَاحِبُ مِثْقَلِ نَبِيِّ سِرْمَاكَا أَلْفَحَضْرَتُ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہوئے تھے اور گمان کیا بعض علمائے کرام یہ بھی کہ زبیدی سند ابن ماجہ میں وہ محمد بن زید ہوا اور وہ ثقہ ہوا اور یہ وہم کی کوئی کہ یہ زبیدی سعید بن ابی سعید زبیدی ہی ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی یہی ہے اپنی سند میں اور لیکن چھاپا اس مقام پر اسکو راوی کی تصدیق میں کہ وہ مجهول نہیں ہے جیسا کہ کہا اسکو ابن عدی اور یہی ہے بلکہ وہ سعید بن عبد الجبار کا ہی ہے کہ ابن عدی اور یہی ہے بلکہ سعید بن عبد الجبار ہی ہے اور وہ مشہور ہے لیکن اتفاق ہوا اسکے ضعف میں اور ابن عدی اپنی کتاب میں فرق کیا در بیان سعید بن ابی سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دو شخص ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہوا اسکے باپ کی کنیت ابو سعید ہوا نام عبد الجبار ہوا اور اخراج کیا اسکو یہی ہے نے محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع سے کہا یہی ہے کہ وہ قوی نہیں ہے اپنے باپ سے اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر مل گاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہ صاحب تصبیح نے اسناد اسکا تریب طحاوی صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضعیف ابو سعید بصری صالح الحدیث ہے تو چند طریقے ہیں اگر ایک طریقے سے صحت نہوگی تو سب طریقوں سے ملا کے صحت ہوگی اور وہ جو سنن ابوداؤد میں ہے عبد الرحمن بن یحییٰ بن سعید بن ہودہ انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ ساتھ لگانے اثر وہ شہود کے وقت سونے کے اور کہا کہ میرے سر سے اس روزہ دار تو خود اس حدیث میں ابوداؤد نے کہا قَالَ ابی یحییٰ بن یحییٰ هُوَ مُنْكَرٌ یَعْنِیْ حَدِیْثَ الْحُكْلِ یعنی کہا واسطے میرے بھی بن یحییٰ نے کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سر مل گانے کی اور کہا صاحب تصبیح نے کہ سعید اور یحییٰ اسکا انھوں دونوں مجهول ہیں اور اسکے سوا اور کوئی حدیث انکی نہیں ہے چنانچہ حاتی اور عبد الرحمن بن یحییٰ کہ ابن یحییٰ ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور انکے کلام میں منافات نہیں کہ چونکہ صدق جمیع وجوہ صحت کو نفی نہیں ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے باسناد صحیح غرض سے کہ کہ نہین دیکھا سینے کسی کو اپنے صاحب میں کہ مرودہ کھتا ہو ستر کو دسے سلم اور تھے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تھے سر سے کی واسطے صائم کے وَاللَّهِ اَعْلَمُ اور اگر نہیند ہر تہا ہی یا ہر تہا ہی ہوا اسکے روزہ میں جاوے تو اسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر وہی کی ہر تہا یا چار پائے سے یا فرج کے سوا اور مقاموں میں جس طرح ران ہے یا بوسلیا یا ساس کیا اذان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہ ہو تو قضا کرے اور بوسلیا نام دیکھا واسطے جب انزال سے اس نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور نہ بشارت بھی مثل سچے کے جائز ہے روایت صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسلیتے تھے اور نہ بشارت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ بوسہ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمدہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے اور اچھا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس میں احترازا سے امر سے اچھا ہے اور بڑھے وغیرہ کو مضائقہ نہیں اور یہ تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابوداؤد نے ساتھ ساتھ صحیح کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو حضرت نے اپنے اسکو اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بڑھاپا تھا اور کسی کو منع کیا وہ جوان تھا وَاللَّهِ اَعْلَمُ

محمد بن زبیدی

سعید بن ابی سعید

عبد الرحمن بن یحییٰ

ابو سعید

عبد الرحمن بن یحییٰ

ابو سعید

تھکا کرے فقط اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہیں ہے مگر جبوقت کہ اوس گوشت کو نہ ہستے کھالے اور ماتھ میں لیوے اور پھر کھالے تو اگر چنے سے کم ہو تو قضا کرے اور اگر کیسے ایک تل کھلا تو اوسکا روزہ فاسد ہو گا مگر اوسکو جب چاہے تو روزہ نہیں چاہے گا اور بھرمندہ فرسے کے پھر پیٹ میں چلی جاوے یا وہ خود آپے پیٹ میں نکلے روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی سے دونوں حالت میں فاسد ہو گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قی کو آپے پھرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہو گا اور خود پھر جانے میں اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی قی کے آپے پھرے میں سب کے نزدیک روزہ فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی پھر جانے میں کیسے نزدیک فاسد ہو گا اور تھوڑی سی قی کے پھرے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہو گا اور بہت سی قی اگر لڑکے جیسا کہ ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہو گا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہو گا

باب روزے کے مکروہات کی بیان میں

مکروہ ہر روزہ دار کو چھینا کسی چیز کا اور چہا ناگزٹ کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہر بوسہ لینا اگر اس جماع سے ہو کر سترہ لگانا اور زوجہ میں تل لگانا اور سوک کرنا اگر چیز وال کے بعد ہو کہ مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہر دلیل امام شافعی کی یہ کہ روایت کیا طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تو سوک کر صبح کے وقت اور نہ سوک کر و قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہیں دونوں ہتھکڑوں کے تو ہو گا واسطے کہ نوردن قیامت کے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علیؓ پر اور دونوں طریقوں میں کیسان ابو عمرو قصاب نے روایت کیا اسکو ابن عیینہ اور کما عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا مجھے اپنے باپے کیسان ابو عمرو کو کہ وہ ضعیف الحدیث ہیں ذکر کیا اسکو یزید بن مین اور ابی ثعلبہ لیلیٰ نے یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منہ روزہ دار کا اگے نزدیک پاک زیادہ ہر شک سے تو سوک سے وہ بوزائل ہو جاوے اور دلیل لائے میں صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا سوک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور دارقطنی نے اور اسناد میں اوسکی مجالہ ضعیف کیا اسکو بہت لوگوں نے اور دلیل بہاری یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق تو باہمی امت پر اللہ حکم کرے تا میں انکو سوک کا نزدیک ہر سارے اور یہ عام ہے روزہ دار وغیرہ کو اور سند احمد میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نرسو ک سے بہتر ہر شرمناز و نرسو ک کے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابی اہیم بن ہاشم البغوی حدثنا ہرون بن معروف ثنا محمد بن سلمۃ النخعی ثنا بکر بن خنیس عن ابی عبد الرحمن بن عبادۃ بن نسیم عن عبد الرحمن بن غنیم قال سالت عائشہ بن حبل انسوہ وانا صائم قال نعم قلت امی اللہ انک قال آبی اللہ انک شئت عدوہ ووعیشۃ الحدیث یعنی کما عبد الرحمن بن غنیم نے کہ پوچھا میں نے معافی سے کہ سوک کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کما انھوں نے مان کہا میں نے سوقت دن کو کر میں کما جبوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اسکو ابن الہمام نے اور روایت کیا بیہقی نے اسحاق سے کہ پوچھا میں نے معاصم احوال سے کیا سوک کرے روزہ دار ساتھ سوک کرے کہ کما ان کیا دیکھتا ہے تو تر زیادہ اسکو بانی سے کہا میں نے اول روز میں اور آخر دن میں کما کہ ان کہا میں نے کہ اس سے پوچھا یہ مجھ کو رحم کرے تب لے کہ کما ان فی اللہ عنہ انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم

کسیان ابو عمرو قصاب

مجالہ

دلی حد قدیم اور صدقہ دینا تو اسے جتنا مال چھوڑا اس کے تیس حصے میں لیا گیا اور امان شافعی کے نزدیک سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لائے ہیں اس سے جو مروی ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو ایک جگہ دیکھا کہ بت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ ہے کہا انھوں نے کہ وہ روزہ دار ہے تو فرمایا آپ لکس مریع الصیام فی السفر یعنی نہیں ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور دلیل لائے ہیں اس سے جو روایت کیا مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکہ کے رمضان یہاں تک کہ پونچھ کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگوں نے پھر گنا یا آپ نے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا آپ کے بعض لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ اُولَئِكَ الْعَصَاۃُ وہ لوگ گنہگار ہیں انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث میں تو آپ نے صورت ضرر اور نقصان میں منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اسی طرح روایت مسلم میں بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہے کہ آدمی کو کچھ اور شاق ہوئے روزہ اور روایت کیا اوسکو واقعہ میں سخاوی میں اور او میں یہ ہے کہ حکم کیا تھا اذکو افطار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ کلام آپ نے ارشاد فرمایا اور اس قوجہ میں تھا ہوگی حدیث میں احادیث کیونکہ روایت صحیح مسلم میں ترمذی اسلمی سے کہ انھوں نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاتا ہوں میں فوت روزہ پر سفر میں تو کیا مجھ پر گناہ ہے روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخصت ہے اللہ کی طرف سے جو قبول کرے اوسکو تو چاہا ہے اور جو دوست رکھے روزہ کو تو نہیں ہے کچھ گناہ اور سپر اور صحیحین میں ہے کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم میں سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں کوئی عیب نہیں کرتا تھا دوسرے پر مروی ہے سنن ابوداؤد وغیرہ میں ابوالدرداء کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہاد میں نہایت گرمی میں تک کہ رکھتے تھے ہم میں سے لوگ ہاتھ اپنے سر پر سبب گرمی کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی روزہ دار اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد بن جراح تو یہ حدیث دلالت کرتی ہیں اور پر مباح ہے روزہ کے سفر میں اور یہی ہجرت ہماری اور خلاف پر بھی اس کے حدیث میں ہیں سند عبد الرزاق میں ہے کہ کعب بن عامر شمر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لکس مریع الصیام فی السفر یعنی نہیں ہے نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں باخدا فطر کرنے والے کے اقامت میں روایت کیا اسکا ابن ماجہ اور بزار نے اور دفع تعارض کی وہ وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور دلی اس کے روزوں کے اگر رکھا ہو تو صدقہ دیکو اور اوسکے دنے روزہ کچھ اور بعضوں کے نزدیک کچھ دلیل ان لوگوں کی یہ ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ما میری گئی اور اوپر ایک مہینے کے روزہ تھے کیا قصدا کروں میں اس کے دنے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری ما پر کچھ قرض ہو تو تو لوگرایا نہیں کہا اوسنے کہ ہاں اول کر تا فرمایا کہ یہ کہیسا جب قرض اسکا ہو روایت کیا بخاری سلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت میں ہے کہ آئی ایک عورت اور کہا اؤ کہ ای رسول اللہ تھیں کہ میری مر گئی اور اوپر ایک روزہ مذکور کیا ہے روزہ رکھوں میں اس کے دنے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اس کے دنے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص جہاد اور اس کے اوپر روزہ میں روزہ رکھے اوس دلی اوسکا روایت کیا اسکو بخاری سلم ابوداؤد وغیرہ حضرت عائشہ سے

اور جو اب اسکا پر کر کہ روایت کیا نسانی نے سنن کبریٰ میں ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہیں کہ نہ نماز پڑھے کوئی پہلے
 کیسے اور نہ روزہ رکھے جسے اور فتویٰ راوی بخلاف روایت کے بمنزلہ ذکرناسخ کے ہوا ویسا ہی کہما حضرت عمرؓ روایت کیا
 اوکو عبد الرزاق نے اور ذکر کیا اوکو مالک نے موطا میں اور کہا مالک نے کہ نہیں سنائے کسی صحابہ اور تابعین میں کہ کوئی انہیں
 روزہ رکھتا ہو کسی کے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کسی کے بدلے اور یہ مؤید ہے نسخ کو اس حدیث کے واللہ اعلم **ص** صدقہ ایک وقت کی ہزار
 ایک سو کے صدقے کے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک فدیہ پانچ نمازوں کا یعنی ایک دن کی نمازوں کا منہ فدیہ
 ایک دن کے روزے کے ہوا رمضان کی قضا لگتا تا چاہے ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کرے اور اگر دوسرا
 رمضان آجائے تو قضا کے روزے نہ رکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے پھر اوس قضا کے روزے رکھے اور صدقہ
 ہر روز کی طرف سے نہ دیکو اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل لاہن ساتھ حدیث میں
 کہ یا رسول اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ تندرست ہو پھر روزے رکھے یہاں تک
 کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوس رمضان کے پھر روزے رکھے اوس کے جو قضا تھے اور کھانا دیتے تھے ایک سیکر کو ہر روز
 اور دلیل ہمارے قول اللہ تعالیٰ کا ہر قیعتاً **ف** قرآن آتا ہے آخر یعنی شمار ہوا تو نہ دوسرے دنوں میں اور یہ عام ہوا و وجہ شافعی
 نے روایت کیا ثابت نہیں کیونکہ سند میں اسکی برابر ہم بن نافع کی کہ ابو حاتم رازی نے جو تھوڑے بولتا تھا حدیث میں اور تو میں
 ایک شخص سے جسکو تہمت ہو وضع حدیث کی **ص** روزہ کا دلی روزے کے روزے کے بدلے روزہ کر اور اوکلی نماز کے بدلے
 نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوس پر تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو اگر اوسکو توڑا لیا تو قضا
 اوکی ادا کرے **ف** کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گزری او حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 افطار کیا روزہ کو سفر میں بعد اس کے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل تو نہ دینا درست ہے تو قضا اوکی لازم
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کو جب کھالیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ افضلیا
 یوماً آخری کھا کہ یعنی قضا اور دوسرے دن بڑے اس کے اور ضعیف کیا اوکو شمار ہی اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسانی نے اور دفع کیا گیا یہ ضعف اوسکا بیان کیا اوکو شیخ ابن الہمام علاوہ اسکے روایت کیا اوکو ابن حبان صحیح میں او اس
 طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور ہزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوکو طبرانی نے اوسط میں ہوا ان سب
 طریقوں کے اور طریقوں کے پھر کہا شیخ ابن الہمام **ف** قد ثبت ہذا الحدیث ثبوتاً لا کلاماً لہ یعنی ثابت ہوگئی یہ حدیث
 اس طرح پر کہ نہیں ہر دور کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کیا اور طعن نے عاجز کیا کہ تیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کو تو جب لائے وہ کھانا کھنکھار ایک شخص
 سو کہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے شکوہ کیا او شیخین روزے سے ہوں تو کہما حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی
 اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہی میں روزہ دار ہوں کھالے اور روزہ رکھے بدلے اوس کے اور بعضوں نے کہا کہ روزہ کو
 نہ تو اور دلیل لاتے ہیں اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی ترمیم سے طعن کھانے کے قبول
 کرے اگر روزہ نہ ہو تو کھا دے اور روزہ دار ہو تو دما کرے اور اس حدیث کا کہ نیشن نہیں اور میں معلوم ہوا اسکا حال انفسی

ابراہیم بن ثابت

اس مقام میں شیخ ابن الہمام **ص** لکھتے ہیں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقیہ عید کا دن اور تین دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں فی سبھ کی اور نفل کا روزہ بے عذر نہ توڑے ایک روایت میں اور ایک روایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان میں دن کو ایک ایک کا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو تو اس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیو رمضان کی بزرگی کے سبب اور اس روز کی قضا ادا کرے اگرچہ نیت روز کی ان دونوں کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہیں کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اس روز کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرے کا وقت تھا یعنی دو پہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اسپر اس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تہیم اس دن نہ کھاتا تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اون دنوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے جن دنوں میں بیہوش ہو یا اون کی قضا ادا کرے مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اون کی قضا کرے غرض یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روز صحیح ہو جاوے گا اور جو نہیں نیت کی تو ہر گز صحیح نہ ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون یا قضا کرے اور اگر بعض دن رمضان میں نہ پوانے یا تو جتنے روز گزرے ہیں اون کی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل تھا اور حالت جنون میں بالغ عاقل تھا تو بھی یہی حکم ہے ہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہو تو روز کو اسپر چھوڑا نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا لازم ہے روز کی نذر کیا یا پھر شوال کے روز کی نیت کی تو اون دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں کرے گا ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی نہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا نہ نذر نہیں ہے یا ہی تو ان صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے شش عید یعنی چھ روز کو جو شوال میں رکھتے ہیں تو اون کو جہاد رکھنا مستحب ہے لگتا تا نہ رکھے تو مکروہ ہوگا اور شہادت نصاریٰ کے لازم آوے گی **ف** اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور چھ روزے رکھے اسکے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے سینے سے سارے روزے کے اور چھ روزے شوال میں نصاریٰ کے بیان کرنا واجب ہے یہ کہ اہل کتاب طہر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روزہ بعد فطر متصل رکھے گا تو ایسا طہر کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ تحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ رکھا تو شہادت بیان کی واللہ اعلم اور جسے شعبان کے روزے رکھے اور طہارہ اسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اسنے اور شعبان کے روزے ایسا نہیں

اور عورت کو چاہیے کہ نفل سوزہ بدون اذن غلوند کے نہ کرے روایت کیا ابو سکون بخاری مسلم وغیرہ نے اور جو شخص کسی قوم پر جائے اور نہ تو بغیر اذن اولئک کے روزہ نہ کرے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک ہمارا روزہ دار کا مسجد میں بنیت عبادت حبیبین عبادت ہوتی ہے لیکن سنت موکدہ ہونا نوافل عشرہ اخیرہ میں ہے کیونکہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرے عشرہ اخیرہ میں بنیت عبادت یہاں تک کہ اوشٹالیا اوکو اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد ازاں اوکی ازواج مطہرات نے تو یہ نوافل لالت کرتی ہیں سنت ہے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ مذکورے اعتکاف اور ایک مستحب ہے کہ سوا ان دس فون میں اخیر رمضان کے اور دونوں میں اعتکاف کرنا اور ان دونوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک ہنایہ رکن ہے اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا داؤد قطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ نہین ہے اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ ہم سے سفیان بن حبیب سے یا سید ابوسعید کیا اسنے سوید کو لیکن کہا میں نے یہ کہ کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا میں نے بیہقی سے اسون دونوں کے احوال سے تو ثنا کی انھوں نے اونپر اور روایت کیا ابو داؤد عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے سنت ہے اور اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عبادت کرے کسی مرض کی اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اور نہ کلمے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہے اور نہین ہے اعتکاف مگر روزے سے اور نہین ہے اعتکاف مگر سب طامع میں کہا ابو داؤد سوا عبد الرحمن کے اور کوئی او سمین لفظ اسنے کا نہیں ذکر کیا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ ایک گیارہ او سمین لیکن اخراج کیا اس سے مسلم نے اور توفیق کی اسکی ابن جریج نے اور ثنا کی اسے غیر اس کے نے اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے ابن عمر سے کہ عرضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت میں آئین اور ایک ات نزدیک کعبہ کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک دایت میں نسائی کی ہے کہ تکم کیا حضرت عائشہ علیہ وسلم نے اوکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا داؤد قطنی نے متفرد ہو اساتھ اس کے عبد اللہ بن کمال بن رقیار انحرای عرسے اور ضعیف حدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہیں ذکر کیا روزہ کا او سمین سے ہیں ابن جریر اور ابن ماجہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا انکے اور یہ حدیث صحیحین میں ہے نہین ہے او سمین کر روزہ کا بلکہ آسانا ہی ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ مذکر کی تھی سینے جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں سب حرام میں ایک ات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک دایت میں ہے حضرت عمر سے کہ مذکر کی تھی سینے جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ایک ات نزدیک مسجد حرام تو ملو یہ چکا بلکہ ساتھ رات کے یا ایک ات ساتھ ایک کنے تاکہ طاعت ہو کہ حدیث میں اور جواب یا جاوید کا غایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا روئے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت تقدضا بط کی مقبول ہے اور ثم جضعف ثبات کرتے ہو عبد اللہ بن مسعود کا مسلم نہیں کہو کہ کہا ابن مسعود نے کہ وہ صاحب حدیث ہے اور ذکر کیا اسکو ابن عباس نے ثقات میں اور ذکر کیا

ما

ما

ما

مؤید ہوا کے حدیث حضرت عائشہؓ کی جو نقل کی ہے عنہ اور ابو داؤد و سنائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریر سے انھوں نے
 عطائے سے انھوں نے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونوں نے اَلْعَتِكَفُ مَصْنُوعٌ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ
 تو یہ قول ابن عمرؓ کا بھی مؤید ہوا اسکے یہ کہیو کہ نقل کیا انھوں نے اسکو اپنے باپ سے اور یہ واقعہ سے اور امام شافعی
 دلیل لاتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اسکو جو حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر اعتکاف
 کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کرے اپنے نفس پر اور سچ کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ ہے کہ تصحیح اونکی تمام نہیں اسناد میں اونکی
 عبداللہ بن محمد بن علیؓ اور وہ مجہول ہے اور باوجود حالت اوسکی کے نہیں رفع کیا اسکو کیونکہ سوا اسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں
 اوسکو ابن عباسؓ پر اور مؤید ہوا اسکے واقعہ کے جو ذکر کیا اسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے کہ متفق ہوا ساتھ اوسکے ہر ایک روایت
 کیا اسکو ابو بکر حمید بنی عبدالغفر بن محمد سے انھوں نے ابو سہیل بن ملک سے کہا کہ جمع ہوا میں اور ابن شہابؓ نزدیک حضرت عبدالغفر
 کے اور اونکی عورت نے ذکر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہابؓ نے نہایت ہی ہر اعتکاف مگر ساتھ روئے کے سو کہا عمر
 بن عبدالغفر نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہا انھوں نے نہیں سو کہا کہ ابو بکرؓ سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمرؓ سے
 کہا کہ نہیں کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھر میں سو پایا میں نے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا میں نے اوسے یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباسؓ
 نہیں دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطاءؓ یہ راجح ہے تو اگر ابن عباسؓ نے رفع کیا ہوتا
 اوسکو نہ وقف کرتے طاؤس اسکو ابن عباسؓ پر اور اسید واسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا وہم ہے اور پھر جمعیت ہے
 کہ وقف بھی سنا ہے سے سالم نہیں ہوا واسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونوں نے معتکف روزہ
 اور کہا عبدالرزاقؓ حَدَّثَنَا الثَّوَالِیُّ عَنْ ابْنِ أَبِي لَیْلَى عَنْ ثَمَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 مَنْ اَعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوپر روزہ ہے اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور نکالا عبدالرزاقؓ نے
 حضرت عائشہؓ سے موقوفاً مَنْ اَعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہؓ بھی کہ کہا اون دونوں نے اَلْعَتِكَافُ اَلْاِ
 بِالْفَصْحِ اور موسطین ملک کی ہے کہ پوچھا اؤ کو قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ بن عمرؓ سے کہ کہا اون دونوں نے نہیں ہر اعتکاف مگر
 ساتھ روزہ کے بسبب نبی اللہ تعالیٰ کے تَرَأْتُهُمُ الصَّیَامَ لَیْلِ اللَّیْلِ وَلَا تَبْاِشِرُهُمْ وَهَؤُلَاءِ عَاكِفُونَ فِی الْمَسَاجِدِ
 یعنی تمام کروڑوں تک اور زیباشرت کرو عورتوں جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کو
 ساتھ روزہ کے کہا بھی کہا مالک نے وَالْاَمْرُ عَلَیْ ذَٰلِكَ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَا اَعْتِكَافَ اِلَّا بِصِیَامٍ یعنی حکم نزدیک ہمارا
 اس پر ہے کہ نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روزہ کے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد میں سچ ہے جہاں جماعت ہوتی ہو ورنہ
 کیا طہرائی ہے براہیم بنی سے کہ کہا حذیفہؓ نے واسطے ابن سعدؓ کے کہ کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو اون لوگوں کے کہ درمیان ہتھار گئے اور گھر
 ابو موسیٰؓ کے ہیں اور کہا ان کو نے نہیں کہ ہم اعتکاف سے ہیں کہا ابن سعدؓ کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم خطا پر اور اون لوگوں کو
 یاد ہوا اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہؓ نے لیکن میں جانتا ہوں کہ نہیں ہر اعتکاف مگر مسجد جماعت میں اور نکالا بیہقی نے ابن عباسؓ
 کہ ہر مسجد کا مولیٰ میں کہ نہ نزدیک عتیمین میں اور تحقیق کہ ہر مسجد میں اعتکاف کرنا اون مسجدوں میں جو گھروں میں ہیں اور وہاں
 کیا ابن ابی شیبہؓ اور عبدالرزاقؓ دونوں نے اپنے صنف میں شَنَا سَفِیْكَ الثَّوَالِیُّ اَخْبَرَنِیْ بِمَا رَوٰی عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور منکر اور سکا کا فرض ہے اور فرضیت اس کی قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ
 وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ لِمَنِ الْمَكَّةُ اَوَّلًا وَلِلّٰهِ الْمَصْرُفُ اور عمر بھرمیں ایک بار فرض
 روایت کیا احمد نے مسند میں اور داؤد اقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کما صحیح ہے اور بشرط شیعہ کے ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا اے لوگو فرض کیا اللہ نے تم پر حج کو سوا کہ ہے جو اترے
 بن جابر سے اور کہا کہ رسول اللہ کیا ہر سال میں جو فرمایا آپ اگر میں کہتا ہوں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم وہ کسی قدر تھے
 حج ایک بار ہی اور جو زیادہ ہو وہ فضل ہے اور روایت کیا مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ سے مائند اسکے **ص** ہر آزاد و مسلمان بھگت کشت
 آنکھ والے پر جب اس کے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے ٹوٹنے تک اور راہ کا بھی نہ
 ہو **و** آزاد اور بالغ ہونا اس واسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر
 دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اس پر دوسرا حج ہے روایت کیا اس کو حاکم نے ابن عباس سے اور کما صحیح ہے بشرط
 شیعہ کے پھر انفرادی محمد بن سہال کا ساتھ رفع اس کے کہ کچھ ضرر نہیں کرتا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور جو بیک
 اسکے ایک مرسل حدیث روایت کیا جس کو ابو داؤد و مرسل میں محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو لوگ حج کرین اہل اس کے اور مر جاوے کافی ہو جاوے گا اس سے تو اگر پاؤ بلوغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کرین لوگ اس کے کافی ہو جاوے
 اس سے تو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہے اور پھر حج اور یہ پکار نزدیک حجت ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے یہ روایت موقوفہ ابن
 سے اور نہ درست ہونا شرط ہے ہر حج نہیں آنکھ والا چاہیہ اندھے پر اگر مال ہو حج نہیں توشہ اور سواری شرط ہے اس واسطے
 کہ روایت کیا حاکم نے سعید بن ابی حمزہ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس سے اللہ کے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
 مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی حج کرے لوگوں پر اللہ کے واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا اے رسول اللہ کیا حج
 سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری مسلم کے اور نہیں بخالا اوئی و لونے اس کو اور متابعت کی سعید
 کی حدیث میں ہے قتادہ سے پھر بخالا اس کو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور مروی ہے اور طریق صحیح ہے
 مرسل کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل ادا اور راحلہ ہے اور بہت لوگوں سے یہ حدیث مروی ہوئی ابن عمر
 اور ابن عباس اور حضرت عائشہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت مہمل ضروری ہے
 مانند خادم اور سہا بنگلی اور کپڑوں وغیرہ کے اس واسطے کہ یہ چیزیں ہونا ضروری ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ مال عیال کے نفقے سے فارغ
 اس واسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق سبیل کا مقدم ہے اللہ کے حق پر نزدیک شریعت کے اور جو لوگ کے سے قریب ہیں ان کو سواری شرط نہیں
 کیونکہ ان کی مشقت اس قدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور راہ کا بھی اس شرط ہے اس واسطے کہ محافظت جان
 و مال کی ضروری **ص** عورت کو بغیر محرم اور خاوند کے حج درست نہیں اگر اس عورت کے مالک مدت سفر کے برابر لے ہو
ف اور اگر اس سے کہ ہو تو بشرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہے جب تک کہ ایک خاوند ہو
 اور اس کے ساتھ معتبر عورتین ہوں اور ہر ایک نزدیک جائز نہیں اور دلیل امام شافعی علی عدم آیت کا یہ ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ اَحْرَق

محمد بن سہال

اور قول حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم کما حج کو مطلق اور ذکر نہ کیا ہو اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ کہ فرمایا حضرت مسلمی
 لَا تَحْجُ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو حَجِّهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا سَيِّدِي اللَّهُ لَا يَنْفَعُنِي غُرُوكُ وَلَا ذَاؤُكَ اَمْرًا يَنْفَعُنِي
 قَالَ اَنْفَعُكُمْ مَعَهَا وَاحْتِجَاهُ لَكَ اِنْ قَطَعْتَ اَيْضًا عَنْ حَجَّكَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ وَهَذَا لَفْظُهُ لَا تَحْجُ
 امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو حَجِّهَا مَعْنَى مَنْ حَجَّ مَعَ امْرَأَةٍ مَعَ امْرَأَةٍ مَعَ امْرَأَةٍ مَعَ امْرَأَةٍ مَعَ امْرَأَةٍ
 ہر ظنی غرض میں اور عورت میری حج کو نہ والی ہو کہ اپنے لوٹ جالور حج کرتا تھا اسکے اور روایت کیا اسکودار قطنی نے
 اور معنی اوسکے یہ ہیں یا قدرت سفر کی ہوا اسطے شرط یہ کہ دوسری حدیث میں صحیحین کی ہے ابو سعید انھوں نے ابن عباس سے
 کہ فرمایا حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت گر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اور یہ کہ کتاب الصلوٰۃ میں بیان کیا ہے
 کہ تین دن اور تین رات سے کم نہیں ہوتا اور احتیاطا سمین یہ کہ کسی جاکا ارادہ بغیر محرم کے کرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہو وہ
 اس واسطے کہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ فرمایا حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھ ہوگا
 خانہ بدویا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت میں ابو ہریرہ سے یہ کہ نہیں حلال ہے حایان لائی ہوا اسطے اللہ کے اور دن قیامت
 یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت میں طبرانی کی یہ کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر بن ابی
 فرض یہ حقیقت قدرت ہو فی الفور فرض ہو ہو گیا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہیں تا
 تو اگر اوس سال میں نہ گیا اور دوسرے سال میں ادا کیا سب کے نزدیک ادا ہو جاوے گا اور اگر ادا نہیں کیا اور مگر کیا تو سب کے نزدیک
 گنہگار ہوگا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور محمد کے نزدیک نہیں ہوگا اور اگر ایک کے
 احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض ادا نہ ہوگا تو اگر ایک کے احرام پھر باندھا تو
 پھر وقوف کیا فرض اوسے ادا ہو جاوے گا اور غلام کا ہوگا فرض حج کے تین میں احرام باندھنا اور عرفات میں کھڑے ہونا اور
 طواف کرنا زیارت کا اور واجب پنج ہیں جو تھم میں کھڑا ہونا اور دوڑنا صفا و مروہ کے بیچ میں اور نگرہ بان پھینکنا اور طواف صد کا
 یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے افاقے کے اور زندانا سکا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہیں **ف** اور
 ان سب چیزوں کا ذکر تفصیل سے آگے آوے گا **ص** مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن پہلے کے ہیں اور ان کے قبل
 احرام باندھنا مکروہ ہے **ف** فرمایا اللہ تعالیٰ نے الْحَجُّ أَشْهُنَّ مَعَ تَعَلُّقِ مَا تَحْتَمِلُ مَعْنَى جِج کچھ مہینے میں مقرر اور روایت
 بخاری وغیرہ ابن جریر سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن پہلے کے ہیں اور مروی ہے بخاری میں تعلیقاً اور
 روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور ایسا ہی
 روایت کیا اوسکو ابن سعد اور کمالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور حدیث عبد اللہ بن ہریر کی روایت کیا اوسکو دار قطنی نے کہ مہینے
 حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں تو یہ سب عہدہ سے مروی ہے عہدہ کہتے ہیں عبد اللہ بن سعد عبد اللہ بن عمر عبد
 بن عباس عبد اللہ بن ہریرہ عبد بن عمر کو اور بعضوں کے نزدیک عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو بھی **ص** عمر و سنت ہے اور
 عمر و طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا و مروہ کہتے ہیں اور وقوف یعنی کھڑا ہونا اوسمیں نہیں ہے اور رساک بزرگ میں
 جب پہلے درست ہے اور مکروہ ہے دن عرفہ کے اور چار دن میں بعد عرفہ کے **ف** اور سنت ہے اوسکا حدیث سے ثابت ہے

بعد نماز کے سوہبت سے ثابت ہوا روایت کیا ترمذی اور نسائی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کی بعد نماز
 او کیا ابن ابی عامر کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت کیا اوسکو اور اگر سواری پر چڑھے لبیک کہے تو بھی درست ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ
 ثابت ہے روایت کیا اوسکو بخاری سلم نے اور زیادہ کہ اس سے جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ
 حضرت عمر بن الخطاب نے زیادہ کیا ان کلمات پر اور کہا وسعد یاک وانجبت فی یل یاک والرحمۃ الیک مروی ہے
 صحیح من اور زیادہ کیا اوسکو ایک روایت میں کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے
 اور کچھ نہیں کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعود سپہ مروی ہے پسند اسحق بن راہویہ میں اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات
 روایت کیا اسکو ابن جعد نے طبقات میں واللہ اعلم **ص** اور جب لبیک نیت کرے کہ لبی احرام او سکا بندہ چکا تو
 جامع اور خوش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جامع سے محذون کے سامنے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے جب یہ شعر پڑھا
 مشعر فہن یمنین وناہیسا کون یصدق علیکم مثاک یلیسا کہ معنی اردو اسکے یہ ہیں کہ اونٹ چلتے ہیں ہمارے
 ساتھ درنا خلیک افکے سوزون کے نعل سے آواز آئی ہمارے گال سے جوتو ہم بلیس کہ ایک عورت ہے اوس سے جو ہمارا جی چاہے بگاڑے
 تو لوگوں نے کہا کہ آپ رفت کرتے ہیں احرام میں تو فرمایا کہ رفت اوسکو کہتے ہیں جس میں عورتیں مناجلہ ہیں اور بچہ فسوق اور
 گناہوں اور بدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے بڑے یا شتر کو بچے حج کی تقدیم اور تاخیر میں **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 فلو رفقت ولا فسوق ولا جدال فی الحج یعنی نہیں ہے رفت اوفسوق اور جدال حج میں **ص** اور زنیہ شکار
 خشکی کا احرام میں اور دریا کا شکار منع نہیں اور شکار کے جانور کو کیسکو نہ بتلائے اور نہ او کی طرف اشارہ کرے **ف**
 اس واسطے کہ ابوقتاہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک حمار وحشی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اوس کے کمانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تھے اوس کے شکار میں کچھ بد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تھے کہا انھوں نے نہیں
 تفرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکھا و جو اوس کا گوشت باقی ہے روایت کیا اوسکو صحابہ صلح سے نے و وہ کچھ دالات
 کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہے اور یہی حکم نیک کا سون کے باب میں ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 الذل علی الخیر کما علیہ یعنی بتلانے والا بہتری کا مانند اوس کے کرنے والے کے ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تقنوا
 الصیید والکھنصر کما یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو **ص** اور پرہیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے
ف اور یہ منع حدیث میں وارد ہے **ص** اور زہد و عافیت سے اور سر ڈھانپنے سے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک
 جائز ہے واسطے مرد کے چھپانا سون کا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انحرأتم اللہ جل فی راسہم ولا تحلوا
 النسأ فی وجھکم یعنی احرام مرد کا اوس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اوس کے منہ میں ہے روایت کیا اوسکو و اطوی اور
 بیہنی نے موقوف ابن عمر پر اور ذکر کیا اوسکو مروج صاحب حدیث اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے باب میں جب مگر کیا
 احرام میں کچھ پانڈا و سکا اور پچھو سکا روایت کیا اوسکو امام شافعی نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 لبیک خش کے باب میں جب مگر کیا تھا احرام میں کہ نہ چھپاؤ سون کا اور نہ چھپاؤ سکا اس واسطے کہ وہ اونٹ کا بدن تھا اس کے
 لبیک کہتا ہوا اور وہ کچھ کہ جب عورت نے باجوہ اس بات کہ اوس کے سونہ کھولنے میں خوف فتنے کا ہے سو نہ نہ چھپایا تو

الحج کے بیان میں
 باب من یمنین وناہیسا کون یصدق علیکم مثاک یلیسا
 معنی اردو اسکے یہ ہیں کہ اونٹ چلتے ہیں ہمارے
 ساتھ درنا خلیک افکے سوزون کے نعل سے آواز آئی ہمارے
 گال سے جوتو ہم بلیس کہ ایک عورت ہے اوس سے جو ہمارا
 جی چاہے بگاڑے تو لوگوں نے کہا کہ آپ رفت کرتے ہیں
 احرام میں تو فرمایا کہ رفت اوسکو کہتے ہیں جس میں
 عورتیں مناجلہ ہیں اور بچہ فسوق اور گناہوں اور بدال
 سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے بڑے یا شتر کو بچے حج کی
 تقدیم اور تاخیر میں

جو کہ پہلے نماز کے اور جب ہمارے مہر کے ساری یا سکی اور جب پڑھے چھائی پڑ اور جب اونٹوں اور تار میں اور جب امانت کے
 بعض میں اور مع کے وقت اور روایت کیا ابن ماجہ نے فرمایا میں نے اس کے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحکم
 اذا لقی ذاکباً یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کہتے تھے جب امانت کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے نسب تماموں کو
 سوا اس کے کہ جب سلتے آئے ساری جیسے کہ روایت کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہو کر کے میں پہلے جاؤ مسجد حرام
ف اس واسطے کہ صحابہ میں ہو کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شروع کرتے تھے مسجد سے تو پہنچتے تھے ان کی
 دور کتبیں قبل بیٹھنے کے پڑھتے تھے ساتھ آدمیوں اور زمین پر مضایقہ اس میں کہ جاتے مسجد میں بات کو باذن کو روایت کیا
 نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو کر کے میں بات کو اور دن کا وقت تھے حج و طاع میں بات کو اور دن کو عمرے میں
ص اور جب دیکھے خاد کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کے **ف** تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ گنا اور روایت ہے کہ
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے خاد کعبہ کے پاس کہتے تھے اھو خربت البیت من الکفر والفسق من
 ضیق القدر وعد اب القفر اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بیجا
 و کتاب کے مانگے کیونکہ دعا قبول ہوتی ہو وقت دیکھنے خاد کعبہ کے **ص** یہ سانسے جانے حجاز سود کے اور تکبیر کے اور تہلیل کے
 اور اٹھائے دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لپٹے اسکو موند لگا کے اور اگر چہ سانسے اس کے تو پہلے اسکو ہاتھ سے چوم کے
 پھر ہاتھ چوم لپٹے اور اگر یہ بھی بوجہ چوم کے نہ ہو سکے تو سانسے اسکو جانے اور تکبیر اور تہلیل کے اور تفریق کے اللہ تعالیٰ کی اور
 درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سانسے جانا حجاز سود کے اور تکبیر گنا اور تہلیل گنا حدیث ثابت ہے روایت کیا
 امام احمد نے مسند میں سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ان کے تہلیل
 مردوقی ہو سوز مزاحمت کر دو لوگوں کی نزدیک ہر سود کو نایا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو چوم لے اسکو موند سانسے جانا اسکو اور
 تکبیر اور تہلیل کے اور ہاتھ اٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اٹھائے ہا دین مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انہیں
 وقت چہ سانسے حجاز سود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہار نے اور زمین پر بیٹھ کر اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں پھر حدیث گزری اور
 چہ سانسے اس طرح چاہیے کہ اوپر دونوں ہاتھ لے اور موند لگا کے چوم لپٹے اس واسطے کہ صحابہ میں ہی حضرت عمرؓ نے
 حجاز سود پاس اور چہ اسکو اور کما قسم اس کی میں جانتا ہوں کہ تو پھر ہی تو پھر لگ سکتا ہی نہ نفع کر سکتا ہی اور اگر میں نہ جانتا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ چہ سانسے تھے چھو نہ چومتا میں چھو اور مروی ہے حضرت ابن عباسؓ کہ وہ چہ سانسے تھے حجاز سود کو اور
 سجد کرتے تھے اور پھر ہی ہر اپنا واسطے چہ سانسے کے اوپر کہہ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چہ سانسے تھے اسکو
 اور سجد کرتے تھے اوپر اور پھر کہہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا
 اسکا ابن المنذر اور حاکم نے فرمایا صحیح کیا اسکو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباسؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجد کرتے تھے
 حجاز سود پر بعد ہر سجد کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباسؓ کہ کیا دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ ہر سجدہ اسکو پھر سجدہ اسکو پھر
 کہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا اسکا ابن المنذر اور حاکم نے فرمایا صحیح کیا
 اسکو اور جب چوم ہوتے چہ سانسے سے باز ہے تاکہ اسکو اذیت ہو اس واسطے کہ چہ سانسے سے ہر اسکا ان کے اپنے سے

صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء فان الله كتب عليكم الشعي يعني دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اللہ تم پر دوڑنا یعنی دوڑنا
صفا اور مکہ اور مدینہ کی طرف اور کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا تجعلكم صليكم وان يعلق فذبحوا يعني نہیں گناہ ہو پھر
طواف کرے در بیان ان دونوں کی ذکر کیا اسکو صاحب پرچہ اور ذکر کیا اس پریشکامین ابی شیبہ نے مصنف میں اور پوری پیش
یون ہون عن صغية بنت شيبة عن جدي عن جدي عن جدي عن جدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
يَطُوفُ وَالنَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ رَاكِعٌ مُخْرَجٌ كَيْفَ خُفِّي أَرَأَيْتُمْ لَكُمْ مِنْ شِدَّةِ مَا كُنْتُ وَكُنْتُ
يَقُولُ اسْتَعْوَا فَإِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الشَّعْيَ اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہ صاحب تصبیح نے
استسقاء صحیح یعنی اسناد او کا صحیح ہے اور صفا سے اس واسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ الصَّافَا
وَالْمَسْجِدَ مِنَ شَعَائِرِ اللَّهِ یعنی صفا اور مکہ کی نشانیں ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابداً کجا
بما بدأ الله به یعنی شروع کو اس سے جس شروع کیا اللہ تعالیٰ نے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا اپنے کلام میں روایت کیا اس پریشکامین لفظ
نسائی اور دارقطنی نے اور خارج کیا اسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابی ہریرہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پھر صفا
مردہ تک ہوتا ہے پھر وہ صفا تک دوسرا پھر شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتوین بار میں مردہ پر
اور روایت ملوایں ہیں کہ کسی صفا تک ہے پھر وہ صفا تک ایک پھر پہلے حاصل یہ کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک
پھر پہلے تو اس صفا سے جو پہلے صفا سے اور ختم صفا پر ہو گا اور صبح اول غروب ہے کہ میں احرار ہوتا ہے اور طواف کرے
غنا کہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے اَطُّوا بِالْبَيْتِ صَلَوةً یعنی طواف غنا کہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے اَلَا اَنَّ اللَّهَ اَحَلَّ فِيهِ الْمَنَاطِقَ
فَمَنْ نَطَّقَ فَلَا يَنْطِقُ اَلَا بِخُفْيَةٍ یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے او میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر ہنر اور یہ
حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع خود روایت غیاث سے ہے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے
انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان نے اور کمالا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن عیینہ انھوں نے لیث بن
ابی سلمہ سے انھوں نے عطاء بن سائب سے مرفوعاً ساتھ اسی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا
اسکو شافعی نے موقوفاً لیکن عطاء بن سائب فقہ ہونے کی یاد فی تقدیر کی مقبول ہے اور خطا اسکا اخیر میں تغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے
قبل تغیر کے سنا اور روایت اسکی صحیح ہے اور نہیں نے اس سے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَطُّوا بِالْبَيْتِ صَلَوةً فَأَقُولُ اَفِيهِ الْكَلَامَ یعنی طواف غنا کہ
گناہ ہے سو گمراہوں میں کلام **ص** اور خطبہ ہے امام کے میں ساتوین تاریخ اور کھانے او میں طریقے حج کے مثلاً کھانا پک
سنی کے اور نماز اور کھانا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اس جگہ سے اٹکے سیکرے جہاں سے اور دوسرا خطبہ بن تاریخ
دون عرفات کو نیزہ خطبہ کیا وہ بن تاریخ سنی میں تو خطبہ میں ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے تاریخ
دسویں تک **ص** پھر خطبہ صبح کے وقت دن ہو کر یعنی آٹھویں تاریخ پھر کے اور تیسرے سنی میراب کہ نے کہ ان

نہایت فصیح و بلیغ
نام غفران حضرت علی
علیہ السلام پر بیست
تیم و تالیف حضرت
فیروز الداعی

میں کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اوٹھ کر صبح سا تھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہو کر
قصو اور بریان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور وہ نہ کیا طواف تھکا اور عداغی اور گھبراہٹ و تحلیل کی اور توحید بیان کی تمثال کی
تو آپ قوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب دشمنی ہو گئی ہو و قوف کیا آفتاب طلوع ہو چکا تھا **صل** اور یہ وقوف ہزاروں تک
واجب ہوا لیکن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہو کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ شفاؤا ذکر اللہ عند
المشعر الحرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہادیہ اور یہ وہم ہو کیونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوف کو سنت لکھا
اور دلیل ہماری ابن الہمام فتح القدیر میں بیان کی ہو اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا احباب سن ابن عباس کے تھے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم آئے اپنے گھر کے ضعیفوں کے پاس تاریکی میں منی رات باقی ہوتی تھی اور فرط تھکے کہ نہ رمی کریں جو کی ہیں
کہ طلوع ہو آفتاب گر کر آج نماز حکم کرتے آپ و کنوترک کا اور وجوب کی دلیل یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن ماجہ
نے عروہ بن مسعود سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز میں اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ لوے اور وقوف کرے چاہا وہ عرفہ میں بات یاد کی سو تمام ہوا حج کو سکا کا حکم کے فیض علی شریطہ کا کافۃ الحمد للہ یعنی
صحیح ہو اور شرط اکثر مذہب کے تفصیل فتح القدیر میں ہے **صل** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے منی میں اور رمی کرے
جموہ عقبہ کی طبع آدمی سات بار اوٹھ کر بیٹھ کر اور تکبیر کے ساتھ ہر لنگری کے **ف** یعنی سات لنگریاں چھوٹی چھوٹی ایسے چھوٹے
اوسنی ایک سستی ہر اطراف کے میں اور چھوٹی لنگریاں اوساطے چھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو اور جس مقام
چاہے لنگریاں اوٹھاے مگر نزدیک جموہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک لنگریاں ہیں مودودہ میں اور یہ حدیث میں وارد ہو اور جموہ کے معنی چھوٹا
سنگر زہد اور عقبتنگ گھاٹی کو چھوڑ دوں میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت سعید بن جبیرؓ کیا سال ہو سنگر زہد کا کہ چھینکے ہیں
لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہیں ہیں اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک ہزار لنگریوں کا ہو جاتا
حضرت ابن عباسؓ نے کہ نہیں جانا تو نے جس کا حج قبول ہو جاتا ہو تو اوسکی لنگریاں اوٹھتی جاتی ہیں اور جب قبول نہیں ہوتا تو اوسکی
بڑی ہوتی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب سنا بیٹھنے یہ اوسنے بیٹھنے اپنی لنگریوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا میں پاس جموہ کے اور ڈھونڈھا بیٹھنے
اٹھو سو نہ پاپا بیٹھنے اور جائز رہی جو قسم سے زمین کے جو کہ مشا لنگری تھری وغیرہ داخل اور اوقات اور جائز رہی اور سونا اور پسا اور
چھوٹی لنگریاں اگوتھے اوسکے کی اوٹھنے سے چھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو جو حصی المخذوف یعنی
لازم ہے تھو چھینکنا لنگریوں کا اوٹھ کر بیٹھنے اور مروی ہے صحاح میں روایت کیا اوسکو سلم وغیرہ نے اور آسان یہ کہ لنگری اگوتھے
اور لنگری کی اوٹھنے کے کناٹے سے پڑے اور اوسکو چھینکے اور اگر بڑی لنگریاں چھینکے دست ہی سوا اسکے کہ پڑے سے بڑے چھوٹے چھینکے
کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر سے دست ہو لیکن خوب یہ کہ طبع آدمی کرے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے تھے جموہ کی طبع آدمی اور آپ صغار تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر لنگری کے آخر میں تک یہاں تک کہ اگر وہ عام
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کریں بعض تم میں بعض اور جب چھوٹو تو چھینکنا لنگری خدو کی چھوٹی لنگریاں
اوٹھ کر بیٹھنے اور مروی ہے حدیث میں اور اگر لنگری کے تکبیر کے مستحقان اللہ کا تو جائز ہو اور ایک کہ سنا وقوف کرے جب پہلی
لنگری چھینکے ایسا ہی کرتے تھے سوار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر لنگری کو داخل کیا کافی ہو جاوے گا لیکر حج حلال ہوئی

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے ذبح طلیح فجر کے اور اگر شہر طلیح فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر زکراف اس واسطے کہ
 روایت ہوئی علیہ السلام سے کہ جب طلیح کیا انھوں نے جمع کیا طرف کے کے اور طواف کیا بناؤ کہ کسکاسات پھر
 لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی پھر کسی منی میں اخرج کیا اور اسکا مسلم نے ابن عمر سے کہنا نافع نے اور تھے ابن عمر سے کہ
 کے بعد جمع کرتے تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے طہاروس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا یعنی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اور حدیث بابور میں ہے صحیح مسلم میں ہے وہی خلاف اس کے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کعبہ میں اونٹ پر چڑھی
 ظہر کی گئیں اور نہیں شگ ہو اس بات میں کہ کوئی انہیں سے وہم ہو اور ثبات پر حضرت علیؓ سے مثل حدیث جاہل کے
 اور سنائے میں اسکی حق حجت ہے صحیح مذہب ہا اور اس واسطے کہ اسند زری سے مخصوص ہے یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابوالہثم
 جب معارض بن عیینہ خدشین اور ضروری ہو چھٹا نماز ظہر کا کسی جاہل تو مسجد حرام میں بہتر ہو جو کثرت ثواب کے اور عین اور باقی
 سب ابوہریرہ جابر بن اسختر صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں **ص** اور جائز تھو رمی کرنا سوار ہو کر اور رمی جو اول کی
 جو مسجد خیمہ کے پاس ہوا جو واسطی کی جو اسکے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جو عتبہ کی سوار ہو کر افضل ہے
ف اور مروی ہے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہو امین ابو یوسف کے پاس
 اوس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے اوس میں کھول دیں انھیں اپنی اور کہا مجھے کہ رمی کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیدل کہ افضل ہے
 سو کہا میں نے پیدل کہنا خطا کی تھی نہ سو کہا میں نے سوار ہو کر کہا خطا کی تھی اور کہا کہ جو رمی کیا اسکے بعد شہرنا اور تسبیح اور تہلیل
 اور حال لازم یہ وہ پیدل افضل ہے اور جو ایسی نہیں امین ابو یوسف کے افضل ہے اور بیان کی وجہ اسکی تو میں جلاؤنگے پاس سے
 یہاں تک کہ نہ پہنچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر ہوئے انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں نے اونکے حفظ دیکھا کہ موت کے وقت بھی اس طرح حال
 حضور **ص** اور اگر اسباب اپنا کے میں بھیج دیا اور قات کی منی میں واسطے رمی کے مکر وہی **ف** اس واسطے کہ روایت
 کیا ابن ابی شیبہ رحمہ سے مَنْ قَدَّمَ ثَقَلَهُ قَبْلَ الشَّعْرِ فَلَا يَحْجُّ لَهُ یعنی جو شخص مسجد اسباب پہنچے کو قبل کوچ کے سو نہیں
 حج اوسکا اور علامہ کہ انھوں نے فرمایا حضرت عمرؓ نے مَنْ قَدَّمَ ثَقَلَهُ مِنْ ثَمَنِ لَيْكَةً وَنَفْسًا فَلَا يَحْجُّ لَهُ اور منی میں
 جب تک تو چاہیے کہ رات کو بھی اوسی جائے اور کہ وہ ہر کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر سوار ہو کر اس واسطے کہ نصف ابن ابی شیبہ میں ہے
 عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَكْهَنُ أَنْ يَبُيْتِ أَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ قُرَآءِ الْعُقْبَةِ وَكَانَ يَأْمُرُ هَؤُلَاءَ أَنْ يَخْلُوَ امْنِي وَأَخْسَرُ
 أَيْضًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَتَنَامَ أَحَدٌ أَيْامَهُ وَنِيَّ بَيْتَهُ اور
 معنی اسکے یہ ہیں کہ کہ وہ ہر ایام منی میں ہوا منی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب
 کوچ کرے کے کو اوتارے عتبہ میں **ف** اس واسطے کہ اوتارے تھے اوس میں سوار ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہ صحیح ترین **ص** طواف کسکاسات چہر بغیر رمل اور سعی کے اور طواف واجب ہے کہ طواف کسکاسات
 اس واسطے کہ روایت کیا نزدیکی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے نہ کہ گناہ گناہ کا تو آخر کلام اسکا ہے کہ
 طواف ہو مگر مانعہ محمد بن ابی اور رخصت دی اوکو اس کے ترکہ میں کہ توفی نے بعد حدیث حسن صحیح ہے جو صحیحین میں بھی آیا ہے
 سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جولوگ کے کہنے والے میں اونہر طواف

کتاب

بَابُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

یا دارم کسی درخت کی مانند دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہے یعنی کعبہ میں جاتی ہو اور اسکو تقلید بد نہ کہتے ہیں **صل**
نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدنہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانیوں کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال میں یا جس
واقعہ ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدنہ ہی شکار کا کہ اسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کہ
تو برابر اسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آوے گا **ص** اور وہ ارادہ کرتا ہے حج کا یا قربانی بھیجے ہوگا
کہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہو اور توجہ ہو اساتحاد اس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البیک
کننے سے محرم ہو جاتا ہے **ف** اسواسطے کفر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من قلہ بد نہ کہتے فقد آخرتم یعنی جسے
تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث بد نہیں ہے اور مرفوع نہیں بانی گئی بان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں
ابن عباس اور ابن عمر سے اخذ کیا اور بخلا اسید بن جابر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اسنے بدنہ کی ہو کہا انھوں نے
کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وار د ہوا مثل اسکے حدیث مرفوع میں بخلا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا بزار نے سند حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے کو اور طبرانی نے تفسیر میں بخلا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کی یعنی ایک
سے اونٹ کی کو یا میں بائیں طرف چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یا اسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی محرم ہوگا **ف**
اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملدے ہیں
اور کچھ مضائقہ نہیں اور میں اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرے کہ میں وہ غیر ہوتی ہے تو حج کے نہال
میں اسکا شمار نہیں **ص** اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہ ہوگا جب تک کہ خود اس سے مل جائے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اسکو
بھیجا محرم نہ ہوگا اور جب مل جاوے گا محرم ہو جائے گا **ف** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہتی تھی میں نے اسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قلاندہ بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کو اور طلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں میں حج میں روایت کیا اسکو بخاری نے
ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے
نزدیک اونٹ اور بیل بدنہ بھیجا دونوں درست ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں بلکہ انکی فتح تقدیر میں کو کہیں

باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن افضل ہے حج ضرر اور تمتع سے **ف** جانا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تمنا کرنا حج کا
اس طرح کہ دو سال میں عمرہ کرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمرہ کے افعال کرنا
حج کے مہینوں میں اور قبل وطن جانے کے بعد فاع ہونے کے عمرہ سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج صحی اور اگر تا لیکن اگر قربانی
ساتھ لے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہیں اور تمتع نام اسکا اسواسطے کہ تمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہو اور جنہوں میں حج
احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام عموما اور حج کے بخلاف قرآن کرنے والے کے کہ بدنہ اگر بعد عمرہ کے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم ہوگی
ص اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ البیک کہنا ساتھ حج اور عمرہ کے ایک بار میں بیقات **ف** اور قرآن افضل ہے تمتع اور اگر
ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہے افراد سے کیونکہ روایت کیا طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا خَلِّ مُحَمَّدٌ
أَهْلُوا الْحَجَّةَ وَتَحْمَرِ لِي أَلْهَالُ لَوْ عِنِّي بَلَدٌ كَرُوا وَآوَزِينَ ابْنِي سَاتِحَ لَبِيكُ اسطے حج اور عمرہ کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم حج مفرود اور قرآن اور تسبیح سب منقول ہیں احادیث صحیحہ میں ذکر کیا اور انکو شیخ ابن الہمام **نص** اور کتب قرآن میں
 بنی باریع یعنی بعد اوس دو گلفے کے جو احرام باندھ کے پڑھتے ہیں **اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَخَبِّرْهُمَا وَيَقْبَلْهُمَا**
 مِثْقَلِي أَوْ أَمْدَادِهِمَا كَمَا يَهْوَنُ جِجْ أَوْ عَرَسَ كَمَا سَوَّاهُ أَسَانِ كَمَا وَفَوْنِ وَفَوْنِ كَمَا سَوَّاهُ أَسَانِ كَمَا وَفَوْنِ كَمَا سَوَّاهُ أَسَانِ
 عَرَسَ کے سات پچھل کرے اول کے تین پھر دین میں اور سعی کرے اور سر نہ مندا کو پھر حج کرے جیسا کہ گذر اسوا کر اسے
 دو طواف کیے اور دو بار سعی کی مگر وہ یہی یعنی چودہ پھر طواف کیے سات واسطے عرس کے اور سات طواف قدوم حج کے لیے
ف اس واسطے کہ طواف قدوم سنت حج میں ہر عمر کین نہیں **ص** پھر سعی کرے دونوں کو **ف** اور ہر بزرگ
 یہ کہ وہ ہر عمر مگر کے پھر افعال حج کے شروع کرے اور وہ ہر حج کیو اسے بستور سعی اور طواف کیے اور امام شافعی کے نزدیک
 ایک ہی طواف کیے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمر حج میں نہ قیامت تک اور
 صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا اور دونوں کو واسطے پھر کہ اگر ایسا ہی کیا تھا اسکو سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر بی لیل یہ کہ روایت کیا نسائی نے برابر ابیہم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھوں نے طواف کیا سینے ساتھ
 اپنے ہار کے اور حج کیا تھا انھوں نے حج اور عرس کو سو یا ف کیے اون دونوں کے واسطے و طواف اور دو بار سعی کی اور کہ اگر کیا
 حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگوں نے
 ایسا ہی سو کہا انکے واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہدایت بسنتہ نبیہا ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ایسا ہی کرے کہ میں اور یہ حدیث میں علی اور نسائی کی روایت میں حماد بن عبد الرحمن اگر چہ ضعیف کیا اسکو ازہری نے لیکن حج
 اسکو ابن عباس ثقات میں توصیف اسکی درجہ حسن کم نہیں اور روایت کیا امام حماد نے آثار میں **ثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ ثَنَا**
مَنْصُورٌ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ الشَّامِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الشَّامِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا أَهْلَكَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
فَطَفَّ لَهَا طَوَافَيْنِ وَأَسْعَرَ لَهَا سَعْيَيْنِ بِالضَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُورٌ فَلَقِيتُ حُجَّاجًا وَهُوَ يَقُولُ
يَطُوفَانِ وَاحِدٌ لِمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ أَفْتِ إِلَّا بِطَوَافَيْنِ
وَأَمَّا بَعْدُ فَلَمْ أَفْتِ إِلَّا بِهَذَا یعنی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ہلال کرے تو ساتھ حج اور عرس دونوں کے تودو بار طواف کرے اور
 دو بار سعی کرے اور وہ پھر کہ منصور نے ملاقات کی سینے مجاہد اور وہ فتویٰ دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قرآن کرے تو یہ حدیث باب
 کی سینے لو سنے سو کہا انھوں نے اگر میں فتویٰ حدیث نہ فتویٰ دیتا مگر ساتھ دو طوافوں کے ایک بار بعد اسکے سونہ فتویٰ دو گنا کر ساتھ
 طوافوں کے اور میں شبہ جس سند کی صحت میں باوجود اس کے کہ مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت طرہوں سے اپنے اونکو تر کیا
 اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور اسکی اسناد میں ایک اوی مہول ہے اور تاویل کی اسکی امام شافعی
 اس طرح کرے کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا و مرۃ اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صحیح مخالف ہر کلام
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ تو قول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اسکا ساتھ
 اولیٰ ہی اور وہ یہ کہ فرمایا آپ نے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عرس کے کافی ہے اور نہ تو اسے ایک طواف اور ایک سعی جواب
 اسکا یہ کہ ماند قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروی ہے تو اس میں چودہ قول ثابت ہے روایت باقی ہے امام شافعی

ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا اور دونوں کو واسطے پھر کہ اگر ایسا ہی کیا تھا اسکو سوال

کہ تھک کر تھا سینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمر سے میں تھا واللہ اعلم کہ اور لیک کہ اول طواف میں موقوف کرے ہوئے
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمر میں جب دوسرے دن تھے حج ہو کر اور کہا
 نزدیکی کی حدت صحیح ہے اور روایت کیا اسکوا بوداؤ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کے عمر کرنے والا بوسہ حج ہو کر
 اور بعد میں حجت میں امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے غائے کہ جب کے موقوف کرے **ص** مگر فرق یہ کہ رمل کرے
 طواف زیارت میں اور کسی کرے بعد اس کے اور اگر منع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور کسی کی قواب طواف
 زیارت میں رمل کرے اور نہ سعی کرے بعد اس کے اس واسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اس پر لازم ہے بیعت کرنا اور کافہ ہونا
 اس قوابی دن عمر کی اور اگر عاجز ہو اس روز رکھے مانند قرآن اور یہ تین روز رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے نہ قبل احرام کے
 اور تاخیر کی سبب ہے یعنی تین روز جو رکھے جاتے ہیں حج میں جسکو قربانی پیش کرے تو اسکو بعد احرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا چاہیے
 درست ہے اور افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اس طرح پر کہ تین روز پر درپڑ رکھے اور اخیر روزہ عرفہ کے دن پر اگر تمتع قربانی کو مانگنا
 چاہے اور یہ افضل ہے احرام باند اور اپنی ہی کو بھلا کر اور ساق یعنی پیچھے سے ہی کو مانگنا افضل ہے اسکو آگے چلے گھسنے سے
 اسکو قود کہتے ہیں **ف** اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باند ہاؤا وحلیفہ میں اور ہاؤا ایک کی مالکی جانی تھیں لگے اونکے
 مگر جب ساق سے ہی نیچلے تو قود کرے **ص** اور تعلید کرے یعنی کی اور یا ولی کی تحلیل سے **ف** تعلید کے معنی یہاں کر چکا
 یعنی اونٹ لگے کے گلے میں جو تاوشہ دان وغیرہ ڈال دیوے اور تحلیل جعول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہی جائز ہے لیکن تعلید افضل ہے تحلیل سے
 اس واسطے کہ حدیث میں تقلید وارد ہے جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہو ولا تلحدی ولا القلاد **ص** اور تحلیل سے
 محرم نہیں ہوتا جب تک لبیک کہے اور تعلید ہے ہوجانا ہی اور کر وہ ہوا شعار یعنی جبر دینا کو مان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر اس
 قواب میں طرف سے اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اسکی بائیں طرف میں قصد اور داہنی طرف میں اتفاقاً اور
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکر وہ رکھا اسکو کیونکہ مشابہ ہے شمشک کے **ف** اور شمشک کے معنی تحلیل دینا اور منع کیا اس سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلیہ میں مگر نہ کیا ہنگولہ
 سے اور شمشک حرام ہے مگر قتل واجب ہے تو کیونکہ نہ گوا قربانی میں **ص** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
 اس واسطے کیا تھا کہ شکرین تعرض کرتے تھے ہایا اگر چہ اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اور سے اور بھونکے کہا ہی کہ مکر وہ رکھا اللہ تعالیٰ
 نے اشعار کو اپنے زانے کے لوگوں کو اس واسطے کہ وہ اس میں سنا لے کر کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اس سے ساریت زخم کا اور بھونکے کہا ہی
 اختیار کرنا اسکا تعلید پر کر وہ **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک سبب ہے روایت ہے جامع ترمذی نے
 کہ میٹھے تھے ایک بکر و کعب اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ شمشک
 شمشک ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار شمشک تو نہایت غصے سے ہو کر کعب رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ میں تو تجھے حدیث بیان
 قول سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہی اس کے مقابلے میں قول ابراہیم کا اس لائق ہے کہ توبہ کیا جاوے تو میرے خلاف ہی ہوتی ہے جب تک
 باز نہ آئے تو اس قول سے انہی اور سبب غصے سے ہو کر کعب کا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اس کے مقابلے میں کوئی
 کسی دوسرے کا قول مخالف اس کے بیان کرے تو لائق توبہ ہے اس واسطے کہ معاخذہ کرنا ہی وہ قول غیر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آنحضرت ہے

یہاں سے ہی
 کی جگہ ہوتی
 ہوا وہ مالوڑ
 کہ کہ مسطورین
 واسطے قرآن
 جانے بہت
 یہ

باب جنایات کے بیان میں

اگر خوشبو لگانی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سکا ساتھ مسندی کے یا تیل یا لایسنی لگا یا تیل کو کسی عضو میں اور تیل یا لایسنی زینون کا یا تیل کا تو واجب ہو گا دم نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو بالون میں استعمال کیا تو واجب ہو گا دم اور اگر استعمال کیا او سکوا اور مجہد میں تو او سپر کچھ نہیں اور اگر تیل خوشبودار ہو جسے تیل منشا کا تو واجب ہو گا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیسے ہو کپڑے کو پہنایا چھپایا سکا کو ایک ان تاک یا منشا یا چوتھائی سکا کو یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال موڈے یا ایک بغل کے بال یا دو نوٹن یا بال زیر ناف کے دور کیے یا ناخن یا تھوک کے کان یا بیرون ایک مین یا ایک ماتھ یا ایک کچھ یا طواف قدم کیا یا طواف صدقہ کیا اور وہ جب تھا یا فرض طواف ہو نہ ہو یا طواف عافیت سے قبل امام کے یا ترک کیا یا طواف زیارت میں یا ایک پیر یا دو پیر یا تین پیر یا تین پیر سے زیادہ ترک کیا تو محرم پہلے یا ننگ لگانے کے یا باکر کیا طواف صدقہ کیا یا پیر لکھنے کے یا ترک کیا یا قوف و لاف کیا سبھی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور دوسری ہو جو مرتبہ کی دن خر کے یا اکثر کو اس کے ترک کیا مثلاً پارنگر یا ن پھینکنا ترک کر گین اور باقی پھینکین یا حلق کیا زمین جل میں یا سطح کے یا عمر کے اوٹے کہ مطلق چھپنے مینی میں اور وہ محرم میں داخل ہو و جو عمر کرنے والا نخل گیا حرم قبل حلال ہونے کے اور پھر یا حرم میں تو او سپر کچھ نہیں اور حج کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو او سپر دم لازم آوے گا یا او سپر لیا یا چھوٹا شویت انزال ہو یا نہ ہو یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی یا محرم یا ایک نخل کو دوسرے مقدم کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی یا قربانی کی قربان کرنے والے نے قبل رمی یا حلق قبل ذبح کے تو ان سے دو تین او سپر دم لازم ہے اور قربان پر دو دم لازم آوے گا اگر حلق کیا او سننے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اس کے ذبح کے اور ایک دم ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین کے ایک دم لازم آوے گا **ف** اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سہرا تمام بدن ڈھانپنے یا سیسے ہو کپڑے پہننے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگرچہ ایک ٹیس کی ضرورت کے وقت دو بھی پہننے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عامہ بھی باند اور اگر ایک عضو کے ڈھانکنے کی ضرورت کی ضرورت کی وقت دو عضو کو چھپایا جیسا کہ سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنایا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو وہ کفارہ لازم آوے گا اور اگر خوشبو لگانی کی کم ایک عضو سے یا چھپایا یا سہرا یا سیا ہوا کپڑا پہنایا ایک دن کم میں یا موڈا سے کہ چوتھائی سکا کو یا تر ناخن کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدم اور صدقہ یا سکا یا سات پیر دن میں طواف صدقہ تین پیر ترک کیے یا تین محرون میں ایک کی رمی ترک کی یا موڈا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیک نصف صاع کیوین اور اگر خوشبو لگانی یا سر موڈا عذر ذبح کے یا صدقہ دیکو تین صاع طعام کے چھ مسکینوں پر یا تین روڑے لکھے اور اگر او سننے و طعی کی اگرچہ بھوسے سے بہت قبل و خوف عرفات کے جو فرض ہے یا طواف ہو جاوے گا حج او سکا اور حج کرنا چلا جاوے اور فوج کرے اور پھر فضا کرے حج کی اور یہ لازم نہیں کہ عورت کو چھو کر حج کی فضا میں اور نزدیک امام مالک کے چھوڑا او سکوا جو بخلین و فون اور امام زفر کے نزدیک جب احرام باندھیں اور امام شافعی کے نزدیک جب دوسرے مقام کو پہنچے جہاں حلق کیا تھا او سے چھوڑے او سکوا اور اگر طعی کی بعد قوف کے تو نفاس ہو گا حج او سکا اور واجب ہو گا بونا اور طعی میں بطلان کے ایک کبھی لازم آتی ہے اور عمر میں اگر او سننے چار پیر طواف کے کر لیا اور بعد اس کے حلق کیا تو نفاس ہو گا اور واجب ہو گا دم اگر قبل اس کے کیا عرفہ فاسد ہو گا کو کرنا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر فضا کرے تو اگر قبل کیا محرم نے نہ کیا یا

۱۰
بجاء مسکنہ
خوشبودار ہو جسے
تیل منشا یا لایسنی
اور تیل یا لایسنی
دو غیر ذلک ۱۰
منہ عم فیضہ

اوسکے قاتل کو اول بار یا دوسری بار جھکے یا تھکے تو اوپر اوکی جزا لازم ہوگا اگرچہ وہ جانور درندہ ہو یا انسانیت رکھتا ہو
 آدمی کے ساتھ یا کوئی نری ایسا کہ اگر نہیں سکتا یا محرم لاچار ہو اوسکے کھانے کے لیے تو ان سب مور تون میں جزا لازم ہوگی
 باہم یا سیکے کا خشکی کا محرم پر حرام ہو اور دریا کا شکار حلال ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے و اهل لکم صید البحر مالا یحرمکم
 واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ جو خشکی میں پیدا ہوتا ہو اور اسی میں رہتا ہو اور دریا کا جانور وہ جو کہ زمین پیدا
 ہوتا ہو اور اسی میں رہتا ہو اور نکال لینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سے لگے کاٹنے والے اور بھینچنے والے اور کھڑے اور سانب
 اوز بھینچے کو اور کوسے سے ملا وہ جو مردار کھاتا ہو اور جزا اوسکی اس واسطے لازم ہو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے و لا تقتلوا النفس الذیہ
 حیۃکم و من قتلہ منکم مقتولہ فحق آثم و الاخر اخراۃ تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام میں ہو اور جو قتل کرے اوسکو
 تم میں سے قصداً تو اوپر جزا ہو اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے میں داخل ہے بسبب حدیث قتادہ جو اوپر گذری اوسکا حکم
 کا جامع کیا لوگوں نے اس بات پر کہ بتانے والے پر بھی جو کرنے والے پر اور دوسری دلیل یہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 الدال علی الخیر کفایہ دالالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہو تو دالالت کرنے والا بد پر مانند کرنے والے کے ہو
 اور جزا اوسکی وہ جو قیمت مقرر کر دیں اوسکی دو شخص عادل جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہو اوسکے قریب یعنی قیمت دونوں میں
 اوی حساب لگائی جائے گی جانور قتل ہوا ہو اگر اوسکی دو قیمت نہ ہو تو اوسکے قریب کان میں قیمت اوسکی لگائی جائے گی لیکن اگر درندہ جانور ہو
 جزا اوسکی ایک ہی ہونے لگے گی پھر اگرچہ قاتل کے دو قسم سے ہے ایک کو خریدنے کے لئے اور دوسرے کے قریب میں طبعاً اور سکینوں کے
 تصدق کر سکیں نہ تصدق کر سکیں یا ایک صلح ہو کر یا جو اس کے گم نہ ہو یا ہرگز نہ ہو یا ایک ایک درندہ کھائے اور اگر قاتل کو کچھ حصہ دیدیا گیا
 یا ایک زرورہ کرے اور یہ نہ ہاں یا بھینچے اور ابوبوسف کا ہے اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اگر اوس جانور کے مثال دوسرا جانور
 پیدا ہو تو واجب ہو وہی جانور شمار ہرین میں اوسکو بکری کی ہر دو خرگوش میں بکری کی ہر دو خرگوش میں بکری کی ہر دو خرگوش میں بکری کی
 چار ہینے کی بکری اور شتر مرغ میں بد نہ اور خارو حشی میں گلے اور کوہ تر میں بکری کی اور دلائل ائمہ اور مسکات پر
 کے شرح و تالیف اور پہلے میں مذکور ہیں جس کا جی چاہا دیکھ لیوے اور کوہ تر میں بکری کی لازم آتی ہے امام محمد اور شافعی کے نزدیک
 حال انکہ مشابہت میں تحقق نہیں ہو طامین امام مالک کی ہے کہ حضرت عمر نے فیصلہ کیا اس طرح پر کہ ضعیف میں بکری اور
 ہرین میں بکری ہو اور خرگوش میں عنقا اور یربوع میں خمرہ اور روایت کیا امام شافعی کے حضرت عمر و عثمان اور علی اور
 زید بن ثابت اور ابن عباس اور حواہ رضی اللہ عنہم ان سب کے کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہو اوس سے
 اور اس میں ضعیف ہو اور قطع ہو اور روایت کیا ابوبقی نے ابن عباس سے فی حکامۃ الخمر شاة یعنی کھانا ابن عباس کے کہ بوزین
 حرم کے ایک بکری ہو فی بیضتین خرگوش دو فی الثمامۃ جن قتل فی البقرۃ بقرۃ و فی النحر بقرۃ یعنی
 دو اڈوں میں ایک ہر دو شتر مرغ میں قربانی ہو اور لگے میں اور خارو حشی میں گلے ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ ضعیف صید ہو اور اوس میں ایک بکری ہو یا سہاوی ہر دو میں ایک کیا اس کو ابن عباس نے جابر بن عبد اللہ کے پوچھا ہے حضرت صلی
 علیہ وسلم سے ضعیف کو کہ وہ صید ہو یا نہ ہو ان کا جواب کیا اوس میں ایک بکری واجب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوس کو حکم شافعی
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف صید ہو تو جب بچا اوسکو محرم تو اوس میں ایک بکری اور کھانا کہ صحیح ہے نہ بچا اوسکو محرم

۲
 اگرچہ وہ جانور درندہ ہو یا انسانیت رکھتا ہو
 آدمی کے ساتھ یا کوئی نری ایسا کہ اگر نہیں سکتا یا محرم لاچار ہو اوسکے کھانے کے لیے تو ان سب مور تون میں جزا لازم ہوگی
 باہم یا سیکے کا خشکی کا محرم پر حرام ہو اور دریا کا شکار حلال ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے و اهل لکم صید البحر مالا یحرمکم
 واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ جو خشکی میں پیدا ہوتا ہو اور اسی میں رہتا ہو اور دریا کا جانور وہ جو کہ زمین پیدا
 ہوتا ہو اور اسی میں رہتا ہو اور نکال لینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سے لگے کاٹنے والے اور بھینچنے والے اور کھڑے اور سانب
 اوز بھینچے کو اور کوسے سے ملا وہ جو مردار کھاتا ہو اور جزا اوسکی اس واسطے لازم ہو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے و لا تقتلوا النفس الذیہ
 حیۃکم و من قتلہ منکم مقتولہ فحق آثم و الاخر اخراۃ تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام میں ہو اور جو قتل کرے اوسکو
 تم میں سے قصداً تو اوپر جزا ہو اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے میں داخل ہے بسبب حدیث قتادہ جو اوپر گذری اوسکا حکم
 کا جامع کیا لوگوں نے اس بات پر کہ بتانے والے پر بھی جو کرنے والے پر اور دوسری دلیل یہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 الدال علی الخیر کفایہ دالالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہو تو دالالت کرنے والا بد پر مانند کرنے والے کے ہو
 اور جزا اوسکی وہ جو قیمت مقرر کر دیں اوسکی دو شخص عادل جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہو اوسکے قریب یعنی قیمت دونوں میں
 اوی حساب لگائی جائے گی جانور قتل ہوا ہو اگر اوسکی دو قیمت نہ ہو تو اوسکے قریب کان میں قیمت اوسکی لگائی جائے گی لیکن اگر درندہ جانور ہو
 جزا اوسکی ایک ہی ہونے لگے گی پھر اگرچہ قاتل کے دو قسم سے ہے ایک کو خریدنے کے لئے اور دوسرے کے قریب میں طبعاً اور سکینوں کے
 تصدق کر سکیں نہ تصدق کر سکیں یا ایک صلح ہو کر یا جو اس کے گم نہ ہو یا ہرگز نہ ہو یا ایک ایک درندہ کھائے اور اگر قاتل کو کچھ حصہ دیدیا گیا
 یا ایک زرورہ کرے اور یہ نہ ہاں یا بھینچے اور ابوبوسف کا ہے اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اگر اوس جانور کے مثال دوسرا جانور
 پیدا ہو تو واجب ہو وہی جانور شمار ہرین میں اوسکو بکری کی ہر دو خرگوش میں بکری کی ہر دو خرگوش میں بکری کی ہر دو خرگوش میں بکری کی
 چار ہینے کی بکری اور شتر مرغ میں بد نہ اور خارو حشی میں گلے اور کوہ تر میں بکری کی اور دلائل ائمہ اور مسکات پر
 کے شرح و تالیف اور پہلے میں مذکور ہیں جس کا جی چاہا دیکھ لیوے اور کوہ تر میں بکری کی لازم آتی ہے امام محمد اور شافعی کے نزدیک
 حال انکہ مشابہت میں تحقق نہیں ہو طامین امام مالک کی ہے کہ حضرت عمر نے فیصلہ کیا اس طرح پر کہ ضعیف میں بکری اور
 ہرین میں بکری ہو اور خرگوش میں عنقا اور یربوع میں خمرہ اور روایت کیا امام شافعی کے حضرت عمر و عثمان اور علی اور
 زید بن ثابت اور ابن عباس اور حواہ رضی اللہ عنہم ان سب کے کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہو اوس سے
 اور اس میں ضعیف ہو اور قطع ہو اور روایت کیا ابوبقی نے ابن عباس سے فی حکامۃ الخمر شاة یعنی کھانا ابن عباس کے کہ بوزین
 حرم کے ایک بکری ہو فی بیضتین خرگوش دو فی الثمامۃ جن قتل فی البقرۃ بقرۃ و فی النحر بقرۄ یعنی
 دو اڈوں میں ایک ہر دو شتر مرغ میں قربانی ہو اور لگے میں اور خارو حشی میں گلے ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ ضعیف صید ہو اور اوس میں ایک بکری ہو یا سہاوی ہر دو میں ایک کیا اس کو ابن عباس نے جابر بن عبد اللہ کے پوچھا ہے حضرت صلی
 علیہ وسلم سے ضعیف کو کہ وہ صید ہو یا نہ ہو ان کا جواب کیا اوس میں ایک بکری واجب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوس کو حکم شافعی
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف صید ہو تو جب بچا اوسکو محرم تو اوس میں ایک بکری اور کھانا کہ صحیح ہے نہ بچا اوسکو محرم

اگر جس چیز سے مفروضہ کرنے والے پر ایک دم تو فاران پڑا اور نہ وہ دم میں ایک دم حج کا اور ایک دم عمرے کا اگر جس وقت قیاس کے
میقات تہاؤر کیا بغیر احرام کے تو اس پر ایک دم لازم ہو گا کہ جب میقات پر پہنچا تو ایک لحاظ سے واجب ہو گا کہ جب کسی شخص نے کسی
دم لازم ہو گا جو وہ شخص کو کہہ دوں میں ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کفار لازم ہو گا اگر ایک صید کو حرم میں شمشیر سے کہہ دوں میں
اور احرام میں ہوں بلکہ ان دونوں پر ایک جزا نصف نصف لازم ہو گا اگر چہ احرام کسی صید کو یا خرید یا اس کو بیع یا طے ہو گا اگر حج کیا
تو کھانا اور سکا حرام ہو گا اگر اوپر سے کچھ کھالیا اس کو موافق اس کے جتنا کھایا ہی قیمت میں بی بی ہو گا اور جو اس کو بیع کیا کسی اور حرم کو کھایا
اس کو دوسرے حرم میں نہیں لازم بلکہ فانی قیمت کی لیکن اس کھانا اور سکا حرام تھا اور اگر گیسینے ایک ہر کی کو حرم نکال دیا اور اسے
ایک چھنا اور جو بھی گھبرا اور نہ ہی کسی گھنے والے پر دونوں کی جزا لازم ہو گا اگر کسی جزا دیدی اور پھر پھر وہ اس کا تو نہیں لازم ہو گا چہرے کی

باب میقات کے جانے میں بغیر احرام کے

ایک آقا کی کہ راہ رکھتا ہی حج کا یا عمرہ کیا اور تہاؤر کیا اس نے میقات بغیر احرام کے لازم آویگا اور سپردم اور جولوٹا یا طرف میقات
اور احرام باندھا تو ساقط ہو گیا اور اس دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا یا نہیں ملایا تھا اور آیا طرف
میقات کے اور لیک کی تو ساقط ہو گا اور اس دم نزدیک ہے کہ اور امام زفر کے نزدیک نہیں ساقط ہو گا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا ساقط
طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا جو سود کا پھر یا طرف میقات کے لیک کھتا ہوا تو نہیں ساقط ہو گا اور اس دم اجماعاً اور لیک کی
قید ہو اسطے کہ اگر کوٹا یا طرف میقات کے اور لیک نہ پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہیں ساقط ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ساقط
ہو جاوے گا اور اس طرح کے کاہنے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور تمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونوں سے اور احرام باندھا
انھوں نے تو لازم آویگا وہ دونوں پر ہو اسطے کہ میقات ان دونوں کا حرم ہو گا اگر کوئی کوٹے کاہنے والا بیتان میں داخل ہو کسی
حاجت کو اسطے تو اس کے لیے داخل ہو نہ کہ میں بغیر احرام کے جائز ہو اور میقات اس کا بیتان ہو یا نہ ہو اس کے بیتان میں تہاؤر کیا
بیتان کا ایک مقام ہو داخل میقات کے اور خارج ہو حرم تو اگر کسی شخص نے جو بیتان کاہنے والا ہو یا بیتان داخل ہوا تھا احرام باندھا
انھوں نے مل سے اور وقوف کیا عرفہ میں تو کچھ حرج نہیں ہو اسطے کہ احرام باندھا انھوں نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہو لے میں
احرام لازم ہو گا اور سپردم یا عمرہ تو جب داخل ہو لے میں بغیر احرام کے جولوٹا یا طرف میقات کے اسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سپردم
جیسے مذکور تھی اس نے حج کی تو ساقط ہوا اور سپردم واجب ہوا تھا اور سپردم داخل ہونے کے میں بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو حج
کافی ہو جاوے گا اور اگر بعد اس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہ ہو گا اور جس نے تہاؤر کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا
عمرے کا اور فاسد کر دیا اس کو عمرہ کرنا چاہا جو اور پھر فاسد کرے اور نہیں ہر دم اوپر سبب ترک کہ احرام کے میقات میں ہو جو
کے کاہنے والا ہو اور طواف کیا اس نے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم
اوپر دم اور جو عمرہ اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر جا پھر سے کر لے تو
نہ کہ کرے حج کے احرام کو سبب نزدیک تو اگر تمام کر لیا اور دونوں کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور حج کرے قربانی اور
احرام باندھا حج کا اور حج کا پھر احرام باندھا دن عمرے کے دوسرے حج کا اگلے سال میں بی اگر اعلیٰ کیا واسطے اول حج کے قبل احرام
لازم ہو گا اس کو ورنہ حج نہیں ہو گا اگر بیعت کیا لازم ہو گا اس کو ورنہ ساقط ہوا کہ تو اب باہر ہو کہ حق کرے یا کرے دم لازم ہو گا

۴
حج کاہنے والا ہو
نہ ہو

بخاری مسلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کو اپنے پیچھے عنایت سے بھیج کر تو اپنے باپ سے اور عمر کو روایت کیا اسکو
 ابو داؤد نسائی ترمذی نے بھی صحیح کیا اسکو اور وارید ہے بہت حدیثوں میں **ص** اور اگر کسیکو دو شخصوں نے حکم حج کا دیا اپنی طرف سے
 اور حج دیا اور دونوں نے اور حج کیا اسنے دونوں کی طرف سے توجہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا مال دنیا پر لگاؤ
 نہیں جائز ہو اسکو کہ اسے حج کو ان دونوں میں سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہے اپنے باپ سے تو بہت ہے اسکو کہ اسے اس حج
 باپ سے یا ان کی طرف سے اور جو کہنے ایک شخص کو حکم دیا حج کیا اور اسکو احصار ہو تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر اور دم قرآن
 جنایت کا حج کرنے والے پر یعنی اگر کہنے حکم دیا کہ میری طرف سے قرآن کرنا تو دم قرآن کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر ہوا
 اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اسکا سودینا بڑی گناہ تھا اور شخص کا جس نے حکم کیا تھا اسکو حج کا اور
 اگر بعد وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آوے گا اسکو بھیر دینا نفطہ کا کیونکہ صحیح ہو گیا حج اسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے
 حج کرادینا اور لوگوں نے بعد اس کے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اسکو دیدیا اور وہ راستے میں مر گیا تو جو خرچ دیکے
 مال باقی رہا اس کے ثلث میں سے حج کر لیا جاوے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کر لیا جاوے گا اور نزدیک امام محمد کے
 اگر اوس مال میں جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی رہ جائے گا تو وہ کچھ باقی نہیں رہا باطل ہوگی وصیت اسکی اور یہی
 چاہے اونٹ کی ہوا جو حلبے بکری ہو یا گائے اور ادنیٰ درجہ یہ بکری ہو **ف** اور بدلتے میں ہر کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ہے لیکن پابان نہیں کیا روایت کیا شافعی نے عطاء سے کہ کہا انھوں نے زادنی درجہ دم کا حج میں بکری ہو یا ایسا ہی کہ حضرت عباس
 نے مروی ہے صحیح بخاری میں **ص** اور نہیں فیجب ہر لیجانا اسکا عرفات میں اور بدی میں اوس قسم کا جانور جائز ہے جیسا
 دن خر کے قربانی میں جائز ہو تا جو او سمین جائز نہیں تا سمین بھی جائز نہیں **ف** مسئلہ اونٹ اور گائے میں قربانی کے
 لیے ہوسات آدیوں کا شریکتہ نادرست ہے تو او سمین بھی درست ہے اور ان میں طبع نہایت بلی جو قربانی کی جگہ تک جاسکے یا نہ
 یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو یا کسی ہی درست نہیں اور نہ اگر اسکا خلت میں کچھ تھوڑا سا ہو **ص** اور جائز ہو بکری ہر چیز میں کہ جب
 طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا وطن کی بعد وقوف کے تو ان دونوں صورتوں میں بدیع یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی
 اور جو بدی نمل ہو او سمین کے گھائیو اور تنوع اور قرآن کی بھی بدی سے کھائے اور ہوا لٹکے اور کسی میں نہ کھائے **ف** حدیث بنا
 میں ہر کہ گھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل میں اور تنوع اور قرآن کی بدی اور ہوا لٹکے میں مثلاً احصار کی بدی یا جنایت کی بدی
 میں نہ کھائے اور منع کیا اس کے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں **ص** اور تنوع
 اور قرآن کی بدی دن خر کے ذبح کرے اور باقی جس نے نہا ہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہ حرم ہے **ف** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سارا عرفہ موقف ہے اور سارا نسی قربانی کی جگہ ہے اور جتنے کو چے کئے کہ میں صعب قربانی کی جگہ میں روایت کیا اسکو ابو داؤد
 اور ابن ماجہ نے حدیث پاک سے **ص** اور صدقہ دینا قربانی میں سے حرم کے فقیروں کو اور جسکو چاہے فقیروں میں سے دست ہو اور صدقہ
 میں دیکھو اسکی جھول اور ذلیل اور نہ دیوسے نقاب کی اجرت میں اسکو اور نہ سوار ہو یہی ہر گرو واسطے ضرورت کے اور نہ کھائے
 اسکا دودھ اور نہ وقوف کرے دودھ کو اس طرح کہ پستان کو اس کے سر دہانی سے دھو **ف** اور یہ جب کہ قربانی اسکی
 قریب ہو کہ اور لیکن جب ذبح اسکا قریب ہو کہ تو اسکا دودھ کھال کے صدقہ دیکھو تاکہ ہر کو ضرر نہ ہو اور روایت کیا جماعت نے

۹
 اسکا دودھ کھال کے صدقہ دیکھو تاکہ ہر کو ضرر نہ ہو اور روایت کیا جماعت نے

مطلب آپ کا یہ ہو کہ مسجد وں کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونگے لیے درست نہیں مگر ان تین مسجدوں کی طرف باوجود
 معنی اس حدیث کے جسے بیان کیا ہے جو میں اور ملائکہ تبارہم سپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے واکاوی
 عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيفِ تَجَرُّيدُ التَّيَقُّنِ بِزِيَارَةِ قَبْرِ صَلَّيَ اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یعنی اولیٰ نزدیک میرے ہو کہ میرے
 نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا اگے جگہ کہ لَاقِیْ ذٰلِکَ زِیَادَۃً تَعْلِیْقُہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
 وَسَلَّم کو یعنی یہاں زیادتی تعلیم کی ہو واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگوں نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہیں کہ سفر
 کیا جاوے کہ یہ مقام کی زیارت کیواسطے مگر ان مسجدوں کی طرف توقع معنی اس حدیث کے مستقیم نہیں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صحیح
 سنا فی ہر اس کے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور اوس میں ہو کہ نہ سفر کیا جاوے کہ کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدوں
 کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہیں اس حدیث کا کاسناد میں اوسکی شہر بن حوشب ہوا وروہ راوی ضعیف ہی اور وہ کہہ لیا
 اس حدیث میں تو جواب آپ کا یہ ہو کہ جسوقت توثیق ثابت کر دیوں ہم شہر کی تونست وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہوا و کلام ہا
 اور اصل حدیث میں ثابت ہو کہ زیادتی نقصان کی مقبول ہو لیکن توثیق شہر بن حوشب کی معلوم کیا جائے کہ نہیں ضعیف کیا ہو
 مگر ابن عیون اور سلم نے او توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن یحییٰ اور بہت لوگوں نے قَالَ اَحْمَدُ مَا اَحْسَنَ حَدِیْثًا وَوَقْفَہُ
 هُوَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللہِ الْعَجَلِیُّ هُوَ تَابِعِیُّ ثِقَۃً وَقَالَ ابْنُ ابْنِ خُثَیْمَۃً عَنْ یَحْیٰی بْنِ مُعِیْنٍ هُوَ ثِقَۃٌ وَکَرِیْمٌ
 ابْنُ ابْنِ خُثَیْمَۃً عَنْ هَذَا وَقَالَ ابُو زُرْعَۃً لَا بَأْسَ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ مُحَمَّدٌ یَحْسِبُ الْبُخَارِیُّ شَہْرَ حَسَنٍ
 اَحْمَدُ یَرْوِیْہُ وَقَالَ اِسْمَاعِیلُ فِی طَبَقِ عَوْنٍ شَہْرٌ رُوِیَ عَنْ حَلَالِ بْنِ ابْنِ زَیْنَبٍ عَنْ شَہْرِہٖ وَقَالَ
 یَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃٍ شَہْرٌ ثِقَۃٌ اور کہا صاحب بن محمد نے شہر کے زنی عنہ التاس من اهل الکوفة والبصرة واهل
 الشام وکرؤتوف من علی کذب یعنی شہر روایت کیا اوس اہل کوفہ اور اہل بصرہ اور اہل شام نے اور میں علوم ہوا کہ آپ کا
 کسی طرح جوابا جاسیے کہ یہ کلام مقدم کا ہی شہر بن حوشب میں اور تاخر میں کلام میں لینا لازم ہو کہ امام نووی شیخ صحیح
 بَلْ وَثِیْقَہُ لَیْزُونَ مِنْ کِبَارِ اَیْمَۃِ السَّلَفِ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ اَکْلَامُ هُوَ کَلَامُ اَیْمَۃٍ عَلَی السَّلَۃِ عَلَیْہِ
 اور کہا حافظ ابن حجر نے شہر صدوق اور کہا شیخ ابن الہمام فتح القدیر حاشیہ بدایین وَالصَّحِیْحُ فِی شَہْرِہٖ وَثِیْقٌ وَوَقْفَہُ
 ابُو زُرْعَۃً وَاحْمَدُ وَیَحْیٰی وَالْحَیْثِ وَیَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃٍ وَسَنَانُ بْنُ سَرِیْعَۃً تَوْجِبُ شَہْرَہٗ اِمَامُ اَحْمَدُ
 یحییٰ بن عیین اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی خثیمہ اور ابو زرہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب ووصاح بن محمد اور سنان بن یحییٰ
 اس قدر لوگ اہل علم محدثین سے توثیق کریں تو ہر ضعف جان کرنا و سکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عیون کے باوجود دیکر جوع کیا ہو
 اون دنوں نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا و سکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہو اور وہ جو طعن کی ہو لوگوں کے شہر کیا کہ
 تحصیل بیت المال سے چرائی تو کہا نووی قد حمله العلماء علی تحقیق صحیح یعنی حل کیا اوسکو طعن نے محل صحیح اور
 وہ جو طعن کرتے ہیں کہ شہر نے سفر میں اپنے رفیق کی رسی چرائی غلطی ہو اور کذب ہو کہا نووی غیث مقبول عند المحققین
 یعنی طعن غیر مقبول نیز نزدیک متحقق کے اور بعد اوسکے جب تک سلف سے توثیق اوسکی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر
 اور امام نووی قائل اوسکی صحت کے ہر قریب زیادتی اوسکی حدیث میں بلاشبہ مقبول ہو اگر تسلیم بھی کریں تو بھی تصحیح حدیث

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لے جاتے ہیں ہر حال ترجیح اسی مذہب کو جس کو چھنے ذکر کیا اور دوسرے کو کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے تَعْلَمُ حَاجَةُ الْاَئِمَّةِ بِاَنَّ مَصْرَحَ دَالِ بَرَسِ
 بات پر کہ مراد حدیث مذکور میں فرما سجد کا ہی اور جب جاوے واسطے زیارت کو کثرت سے بھیجے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 راہ میں اور جب یتیم شریف کے قریب پہنچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل افضل ہو
 اور اچھکے اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہو اور وہ جو لوگ جب تک کے قریب پہنچتے ہیں تو سوار سہی اتر کے پیدل
 مدینہ شریف میں جاتے ہیں کہ شیخ ابن الہمام کہ فیہل اچھا ہی کہا انھوں نے کُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاَجْلَالِ كَانَ
 حَسَنًا یعنی جو فعل ادب کا ہو تو وہ اچھا ہی اور جب مدینہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھ لے اللہ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ اَدْخَلَ خَلْدِيْ
 وَخَيْرْ خَيْرِيْ فَحَسْبُ صَدَقِ الْاَلَهُ الْاَقْبَرُ اَنْتَ اَبُو اَبٍ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّ اللہُ
 عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاهْلَ طَاعَتِكَ وَاعْفُرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مُسْئِلٍ اور چاہیے کہ
 نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف سے اور دل میں خیال کرنا چاہے کہ یہ
 وہ شہر ہے جس میں ہمارے رسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہو اور اسی جگہ قرآن اور وحی اونپر اتر رہی ہو اور جگہ تری
 ایمان اور احکام کی کہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جتنے شہر میں مسیح ہوئے ہیں تو اس کے مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے اللہ اور قرآن سے
 اور سب ہی کے مدینہ شریف میں ہوا کہ پہلے ہوا اسلئے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب چچا ایک شخص نے کہ کیوں نہیں ہوا تو چچا نے
 میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ روندون ایک چارپائے کے گھر سے اوس مٹی کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور
 جب سجد نبوی میں داخل ہوا دہنایا یہ پہلے سجد میں کہے اور اندر جاوے اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاقْبِرْ اَنْتَ اَبُو اَبٍ
 رَحْمَتِكَ اور سجد میں باب جبریل بابا بالسلام سے داخل ہو وگرا باب جبریل سے جانا بہتر ہو اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاقْبِرْ اَنْتَ اَبُو اَبٍ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ
 الْبُكَامَ مِنْ اَوْجَعِهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَابْجَحَ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَقِيَ مَرْضَاتِكَ
 پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ ستون منبر کا دایسے کندھے کے برابر بڑے سائے محراب کے دو گانہ تختہ المسجدا کا اکر
 اور بقیع مقام ہو یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہو ووضو اطمینان اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پونچا ہے آئے
 قبر شریف پاس اور ہونڈ کرے قبر کی دیوار کی طرف اور بیٹھ کر طرف قبیلہ کے اور وہ جو فقیر ابوالیث سے مروی ہو کہ کھڑا ہو وگھونڈ کر
 طرف قبیلہ کے بھیج نہیں ہو کیونکہ روایت کیا ابو حنیفہ نے مسند میں عمر سے کہ کہا انھوں نے سنت سے ہی بات کہ آئے تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبیلہ کی طرف اوڑھ کر اپنی قبیلہ کی طرف پھر کہے اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اَيْتُهَا الدِّیْنُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
 وَبَرَکَاتُہُ پھر کہے اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ
 يَا خَيْرَ آدَمِیْنَ جَمِیْعَ خَلْقِہِ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَ وَلَدِہِ اَدَمَ اَللّٰهُمَّ
 عَلَیْكَ اَيْتُهَا الشَّیْءُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ
 وَاَنَّکَ عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنْتَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَادَّیْتَ اَلْاِمَانَةَ وَنَحْنُ اُمَّتُہُ

۱۱۵	۱۹	الفوم	الفوم	۱۲۶	۲۲	قرض	قرض	۱۸۱	۱۹	ثنی الصباح	ثنی الصباح	۲۳۳	۱۱	الطیب	الطیب	۱۱۵
۱۱۶	۷	ابن ملز	ابن ملز	۱۲۷	۱۷	بن العزیز	بن العزیز	۱۸۲	۱۰	عشری	عشری	۲۳۴	۲۲	تین بن	تین بن	۱۱۶
۸	۸	هشیر	هشیر	۱۲۸	۱۸	عیسی	عیسی	۱۸۳	۱۶	هوتا	هوتا	۲۳۵	۲۱	کره	کره	۸
۱۱۷	۳	تھارے	تھارے	۱۲۹	۲۵	یعنی	یعنی	۱۸۴	۱	محتاج	محتاج	۲۳۶	۵	الحوری	الحوری	۱۱۷
۹	۹	زلفی	زلفی	۱۳۰	۱۵۳	تغیر	تغیر	۱۸۵	۷	المنہال	المنہال	۲۳۷	۹	مزدلہ	مزدلہ	۹
۱۲۱	۲	کرہی	کرہی	۱۳۱	۶	عباد	عباد	۱۸۶	۳	ربا	ربا	۲۳۸	۱۵	الشلی	الشلی	۱۲۱
۱۲۷	۲۲	محتاج	محتاج	۱۳۲	۲۲	زورا	زورا	۱۸۷	۷	مهران	مهران	۲۳۹	۱	زدی	زدی	۱۲۷
۱۳۲	۸	سد	سد	۱۳۳	۵	مقسم	مقسم	۱۸۸	۹	حدیفہ	حدیفہ	۲۴۰	۹	توکلہ	توکلہ	۱۳۲
۹	۹	عبدالہ	عبدالہ	۱۳۴	۲۶	مومنی	مومنی	۱۸۹	۱۸	المکاتب	المکاتب	۲۴۱	۲۶	ترویج	ترویج	۹
۱۸	۱۸	تین	تین	۱۳۵	۱	طیعة	طیعة	۱۹۰	۲۶	یادی	یادی	۲۴۲	۹	خصیف	خصیف	۱۸
۱۳۳	۸	اجڈ	اجڈ	۱۳۶	۲	الزهری	الزهری	۱۹۱	۱۳	نصر	نصر	۲۴۳	۱۳	جراے	جراے	۱۳۳
۱۳	۱۳	۷	۷	۱۳۷	۷	۷	۷	۱۹۲	۱۱	ہودہ	ہودہ	۲۴۴	۲۷	تربہ	تربہ	۱۳
۲۶	۲۶	ابن شیبہ	ابن شیبہ	۱۳۸	۷	طیعة	طیعة	۱۹۳	۱۳	معدن	معدن	۲۴۵	۲۲	خذفنا	خذفنا	۲۶
۱۳۴	۷	حدیث	حدیث	۱۳۹	۵	مغویہ	مغویہ	۱۹۴	۲۳	آئی	آئی	۲۴۶	۱۲	الحجی	الحجی	۱۳۴
۱۶	۱۶	قنبہ	قنبہ	۱۴۰	۱۲	عمارة	عمارة	۱۹۵	۱۷	پانچ	پانچ	۲۴۷	۱۷	روی	روی	۱۶
۱۷	۱۷	توکیا	توکیا	۱۴۱	۲۷	اردی	اردی	۱۹۶	۲۷	روایت کیا	روایت کیا	۲۴۸	۱۸	الایسہ	الایسہ	۱۷
۲۷	۲۷	ابی سلمان	ابی سلمان	۱۴۲	۱۷	یہی	یہی	۱۹۷	۷	نہین	نہین	۲۴۹	۲	تعلہ	تعلہ	۲۷
۱۴۱	۱۲	ابی البخری	ابی البخری	۱۴۳	۱۱	گذرا	گذرا	۱۹۸	۱۶	اسکال	اسکال	۲۵۰	۲۲	عمرے	عمرے	۱۴۱
۱۴۲	۱۲	سنے	سنے	۱۴۴	۹	مفضل	مفضل	۱۹۹	۱۶	عروہ	عروہ	۲۵۱	۲۶	وحدہ	وحدہ	۱۴۲
۱۴۳	۱۰	شلا	شلا	۱۴۵	۲۵	لشکری	لشکری	۲۰۰	۳	لاکھن	لاکھن	۲۵۲	۱۷	امہ	امہ	۱۴۳
۱۹	۱۹	مساید	مساید	۱۴۶	۱۰	غافل	غافل	۲۰۱	۷	کرہ پنے	کرہ پنے	۲۵۳	۵	الفرقد	الفرقد	۱۹
۱۴۴	۲۰	صلوہا	صلوہا	۱۴۷	۲۲	اختیاری	اختیاری	۲۰۲	۷	ہوتے	ہوتے	۲۵۴	۸	مغون	مغون	۱۴۴
۷	۷	طردہ	طردہ	۱۴۸	۱۹	توچار	توچار	۲۰۳	۲۰	شریت	شریت	۲۵۵	۱۳	نہیک	نہیک	۷
۱۴۵	۷	طبیان	طبیان	۱۴۹	۱۱	جریج	جریج	۲۰۴	۲۱	ک	ک	۲۵۶	۷	مسیحہ	مسیحہ	۱۴۵
۱۴۶	۶	جابر	جابر	۱۵۰	۱۳	یطلب	یطلب	۲۰۵	۷	اودل	اودل	۲۵۷	۷	حرمة	حرمة	۱۴۶
۹	۹	یذرون	یذرون	۱۵۱	۲۶	پنے	پنے	۲۰۶	۱۸	مخرمہ	مخرمہ	۲۵۸	۲۲	وکنی	وکنی	۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد و ثناء مولیٰ محبتی بندہ عاجز گزین جانیان سچ الزمان ہانی مطبع سیمائی لکھنوی ولد مولوی نور محمد ملتانی مرحوم
 ہزاران عجز و نیاز بعد اس کے تحفہ سلام خدمت عالمان باغ و نمکین و بزرگان باصدق یقین ناظرین کتاب نور الہدایہ میں
 بنفوس مضمون فیض شگون آیت شریف و امکا بنعمہ دیکھتے تھے کہ شہد احوال پر خرد دار نور الابصار و حید الزمان ہر طرف
 کتاب کا بامداد و دعا و رحمت کریمانہ کے عرض گزار ہے کہ ایام طفولیت سے حق تعالیٰ نے پر خور و مدد کو کھلوے سے بیکار غیبت
 تحصیل علوم عطا فرمائی بارہویں برس بعد تحصیل کتب صرف نحو کے شرح و قایہ عربی پڑھنا شروع کیا اور براہ ذمات مطبع جس قدر
 پڑھتا رہا اس کا روزمرہ زبان اردو میں لکھ کر مرتب کیا بعض حکما حق پرست اس کو دیکھ کر ہدایت و ارشاد فرمایا کہ یہ مجربہ عمل اور
 رسائل اردو عام فہم پر مفید خواص البتہ اگر ہر مسئلہ اس کتاب کا مدلل با حادیث و اسناد معتبر ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو
 مطلوب بلکہ اکثر علماء عصر اور فقہائے دہر کو بدل محبوب و مرغوب ہوتا ہر چند کہ اس ایام میں غیبت عاجزین بوجہ تلف ہو جائے
 چھاپہ خانہ ذاتی اور تمام جائیداد کثیر تجارت اور ہزار کتاب اقسام مختلفہ چھاپہ و قلمی کے صدقات کثیر اور سچم آلام سے زندگی
 عیال و اطفال اس حقیر کی دشواری لیکن توجہ دلی اس استادان شفیق سے حق تعالیٰ نے سموی الیکویہ توفیق عطا فرمائی کہ چند عرصے
 میں اکثر کتب احادیث شریف پڑھ کر لکھنا اس کتاب کا پندرہویں برس کی عمر میں شروع کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ ۸۳ سنہ عمر
 میں حسب المطلب اس عاجز کے تبرک و ملج و دیار شہر حیدر آباد دکن میں اگر اتفاق سکونت ہوا چند ماہ بوجہ نہ میسر ہوئے کتب ضروریہ کے
 تکمیل کتاب میں تو وقت راس بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدر کا جناب مولانا مقتدا سیدی میر اشرف علی صاحب دام فیوضہم نے
 عنایت فرمایا کہ باعث تکمیل کتاب ہو اور سبب چھپنے اور وراج پائے لکھا گیا یہ ہوا کہ جب سے توجہ عنایت مستعدالت سرکار فیض آثار
 نواب علی القاب فلک افتخار مختار الملک بہادر دام اسد القابہم سے پر خور دار مذکورہ ملازمین میں شامل ہوا چھپنا
 اس کتاب کا جمیع حوائج ضروریہ انسانی پر مقدم جان کر تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کر کے پانچ سو نسخے مطبع عالی نظامی معاف کا پتہ
 چھپوا کر ہر پتہ بجا ملکوں میں واسطے ملاحظہ بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے بذریعہ ڈاک روانہ کیے توقع رحمت
 بزرگانہ سے یہ ہے کہ جس مقام پر غلطی اور نقصان نظر آئے اصلاح دیکر اطلاع فرماویں اور حسبہ مد توجہ دلی سے امداد فرماویں
 کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت سامان تکمیل بقیہ مینون جلد و شرح و قایہ اور ترجیح کتبہ بنیہ کا برکت آ
 اخروی بوسیلہ ہم عالیہ بندگان فیض رسان پسند کے عطا فرمائے اور رسید اس کتاب کی ہر ملک سے اس نشان پر عنایت ہو
 کہ شہر حیدر آباد دکن قریب منڈی میر عالم مرحوم متصل مکان مرثیہ سوار بیگم تعلیقہ ارشدیہ زوہد الزمان سچ الزمان
 وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ وَ عَلَیْہِ التَّکْلِیْفُ

تاریخ از تاریخ دیگر خواص و معانی تکرار میدان سخن دانی مجسم خلاق حمید طلاست و جناب محمد زکی صاحب مجلس بنی ادا م الله فیو ضهم

اگاه علم و عمل دستگاه لمنه جوهر بر قطره در بس باین غفوان شب بیدر آباد هر باغ خلد بن اوج دین جزو حساب همین جو محبوبی و علی بانی دایره دیوان است لندرنی پایا اسطوره سن تو جبر میسون کاه ن بدوسن مین و نادر کتاب دفتری آیات و اخبار کا ای اگر ابل ل ابل خوش	فرید زمانه و حید الزمان زهی جوش دریا طبع رول تخط باین لجه سیکران که بین جسمین ایسی گل خیزان تعلی اسلام هر بگمان تو وصل نبی و علی هر بیان که هر شهره نظم تا آسمان مگر حکم و حکمت هر اب توامان هنو کثرت علم کیو نکر بیان کله جس سے ابواب تر زمان هدایت کنی مین پر تو نشان بنائین اس ایسی کو خر جان کله بیتان و زبر کی بھی نشان	نماینده شان لفظ و حدیث تجتر خدا داد خلقی کمال اطاعت گذار و عبادت شعاع نهین این جگه کو نسا علم فن و لای و لایت بھی مصوم بی الهی بحق نبی و علی سخن فہم حق فہم روشن ضمیر یو ہین جملہ ارکان ہین نیکان ہو اہی اسی قدر دانی بس بجلا کس سے ہوا حق قیامی شرح ہوئی ہو کے مطبوع مطبوع خلق زکی کلمہ تیار بیچ تمام طبع کہ شرح وقایہ ہندی زبان	بلاغت کلام و فصاحت بیان مقالات شریعی ہمہ ہر زبان محسن عمل کامل الامتحان یہی شہری فخر ہند و ستان ملا عصمت انبیا کا نشان یہ والی رسہ تاقیام جان رعیت پناہ و عدالت نشان ہر اک متمدن ہر اک راز دان وحید الزمان بھی حید الزمان یہ حل عقود و یہ اردو زبان بفضل خداوند کوئی مکان عقیدت شرح وقایہ ہر مان ۱۲۸۶
---	--	---	---

لغة تاریخ ہذا از تاریخ فکر شاعر و مؤرخ ہے ہمتا جناب محمد عبدالکریم صاحب المتخلص بنی الامنشی عدالت خاص سرکار عالی
ف الصدیق مولانا محمد حمیدی حیات و صفت ترجمہ تفسیر جلال الدین و کیمیای سعادت ابن محمد عارف الدین خان مرحوم المتخلص بروقت

میدان بن مین یکممت از رفع برقی چالاک تر بن ما بقیہ شرح وقایہ سائنس سے بھر مین سار فرائد	و علم فضل کے ہرین اللہ بخش طبیعت افکی نور افشان قلم روشن مسائل جسے ہرین جن ستم بخش ہر اک سطر اسکی ہر بیت بخش لکھا والا سال اس ترجمہ کا	سیحار زمان مین افکار والد وہ مین حقائق سے مین سرت کیا ہی ترجمہ ہندی مین اسکا مسائل کی عبارت وہ سلسل ہو انور الہدایہ خوب گلشن	نفاصل بسیار کھتی ہر بخش وہ صہبک معارف ہرین بخش فصاحت جسکی جو ن داؤش نہ ذہن مبتدی ہو و مشوش
--	--	--	---

قطعہ تاریخ از فرسہ بد الزمان برادر خسرو مولوی وحید الزمان

مہر میر محبوب علی شاہ خلاق نوری عدل و احسان ہمان شادان جرس ارتقا بفضل حق شود مستبول اعلم	کہ در طفلی خدا داد شرف لایت دل غمدید گانہ زانو رعایت خدا دارد برود اتم عنایت خلاق را از و گرد و رعایت بگو شرم گفت یافت از لطف	عجب یوان و مختار ملک است چنان افرو قد عالم انرا وحید عصر و یکتا سے زمانہ چو طبعش یافت انجام پذیرفت شود با حقہ آن نور الہدایت ۱۲۵۶	ہنر و خلق پرور بادایت کہ بخشید در ذیل حمایت نوشته شرح و درس بدایت بقلم فکر تاریخش سرایت
---	---	--	--